اللہ اگر توفیق نہ دے
انسان کے بس کا کام نہیں

رضائے الٰہی کا حصول آساں ہے ہمارے نفس امارہ کی رضا ہی مشکل ہے۔ اللہ جن بندوں پر اپنے فضل کی بارش فرماتا ہے تو وہ صرف اپنے لیئے نہیں جیتے بلکہ اپنی اللہ کی دی ہوئی دولت کو کارِ خیر ہی میں خرچ کرنا اپنی زندگی کا مقصد قرار دے کر قرب الٰہی کے حصول کی جدوجہد میں اپنے رہنماوں کی یاد سے وابستہ ذکر و فکر اور ان کے ارشادات کی اشاعت، غریبوں کو ان کی ضروریات حصول تعلیم، غریب بچیوں کی شادیاں، بلاسودی قرض کی اجرائی کے لیئے باضابطہ ٹرسٹ بنا کر اس فیض جاریہ کو جاری رکھتے ہیں امریکہ میں مقیم ڈاکٹر حیدر محمد خاں صاحب نے نومبر 2010ء میں ٹیلفون پر مجھ سے کتابوں کی اشاعت کے سلسلہ میں گفتگو فرمائی اور اپنی طرف سے اس کام کے لیئے ایک لاکھ روپیئے ایک ہفتے میں اپنے دوست صادق محمد خاں صاحب سابق معتمد انجمن مہدویہ اور ڈاکٹر صاحب کے برادر نسبتی کے ذریعہ روانہ فرمادے۔ ہماری خواہش تھی کہ کے ڈاکٹر صاحب کے اس عظیم احساس کے سلسلے میں ان کی زندگی کے بارے میں کچھ لکھیں مگر وہ بمشکل صرف ان دو انجمنوں کا ذکر کیا جو امریکہ میں ہیں جس کے وہ سرگرم رکن ہیں ۔ (Currently I am affiliated with the following organizations in the US : Indian Muslim Council - USA (IMC-USA),www.imc-usa.org, and Indian Muslim Educational Foundation of North America (IMEFNA) وہ ہر ٹرسٹ اپنے والد مرحوم محترم نذر محمد خاں صاحب جو ایک ریل حادثہ میں شہید ہوئے ان کے ایصال ثواب کے لیئے دیتے ہیں ۔ جس سے والد سے ان کی عقیدت ومحبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہماری دعا ہے اللہ محترم نذر محمد خاں صاحب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے امین ۔ نیک اولاد خود حشر تک ثواب جاریہ ہوتی ہے مگر

یہ داغ تا زندگی رہے گا
تیرا داغ دل میں نشانی رہیگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات بہادر یار جنگ (1)

سوانح

بہادر یار جنگ

سوانح نگار

نذیر الدین احمد بی۔او۔ایل (عثمانیہ)

ناشر

بہادر یار جنگ اکیڈمی

حیدر آباد۔ آندھرا پردیش (انڈیا)

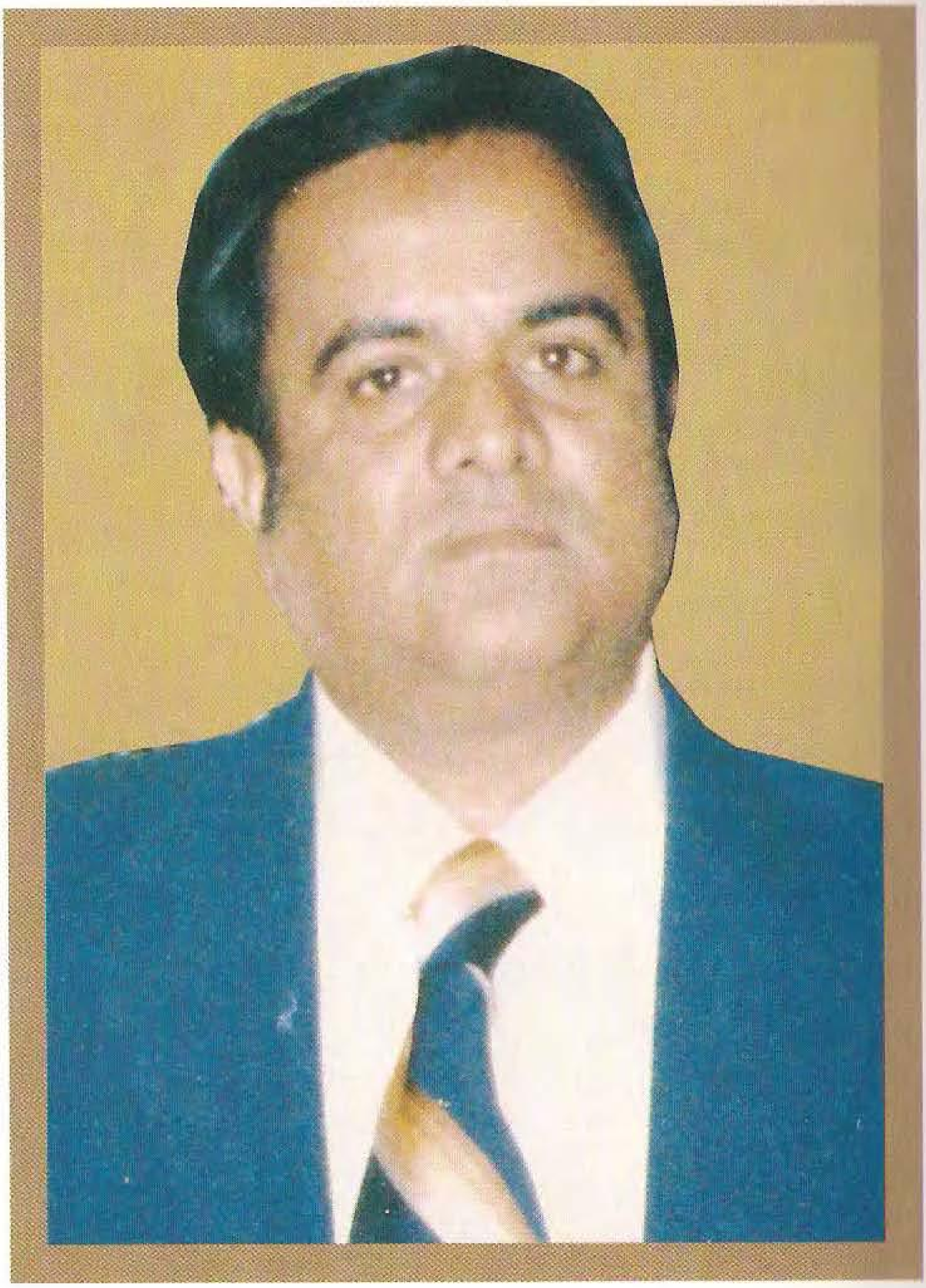

سید لطیف الدین قادری مرحوم

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

ولادت

نواب بہادر یار جنگ ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ م ۵/ مارچ ۱۹۰۵ء کو اپنی نانی فتح خاتون صاحبہ کے گھر (جو بیت الامت سے کچھ ہی فاصلے پر کولسہ واڑی میں واقع تھا) شنبہ ۶ ساعت شام پیدا ہوئے۔

اس پر مسرت خبر سے سارے خاندان میں مسرت کی لہر دوڑ گئی کہ وارثِ جاگیر نواب نصیب یاور جنگ پیدا ہوا۔ نام سعدی خاں رکھا عرف بہادر خاں قرار پایا۔ سات دن میں بہادر خاں کی ماں طالیمن خاتون صاحبہ نے جنت کی راہ لی۔

فتح خاتون صاحبہ کی اکلوتی بیٹی ماں کو داغِ مفارقت دے گئی۔ بیٹی کے غم نے ماں کو زندہ درگور کر دیا۔ اگر بیٹی کی امانت، ننھی جان بہادر خاں نہ ہوتے تو یہ غم فتح خاتون کی روح کو قفس عنصری سے آزاد کر دینے کے لیے کافی تھا۔ دل پر پتھر رکھ لیا۔ غم کی شدت نے آنسو خشک کر دیئے۔ اپنے خونِ دل وجگر سے اس لختِ جگر کو پالا پوسا۔ نواب صاحب کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔

فتح خاتون ایک متمول گھرانے کی خاتون تھیں۔ ان کے والد مہتاب خاں اور والدہ برہان خاتون نے اپنی بچی کو علم کے زیور سے بھی آراستہ کیا تھا۔ کلامِ پاک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم اور اُردو، فارسی کی کتابوں کے درس کے باعث ان میں علمی ذوق پروان چڑھا۔ ان کی صبح نماز فجر اور تلاوت کلامِ پاک سے شروع ہوتی، فرصت کے لمحات کی کمی نہ تھی۔ شاندار ڈیوڑھی میں آن بان سے رہتیں۔ نوکر خدمت گار آسائش وآرام کے سارے سامان مگر فرصت کا سارا وقت علمی، مذہبی اور ادبی کتابوں کے مطالعہ میں صرف ہوتا۔ اخبار کا مطالعہ، رسائل میں الہلال، ہمایوں، ہزار داستان، معارف، زمانہ کے سالانہ خریدار۔ اس طرح نواب صاحب کو ابتداءً مطالعہ کا شوق نانی کے گھر ہی سے پیدا ہوا۔

صاحبِ ذوق اور معاملہ فہم، جائیداد کے معاملات میں منتظم اور اس خصوص میں وکلا سے قانونی مشاورت خود فرماتیں۔

نواب صاحب کے نانا محبوب خاں صاحب جمعدار بڑے متمول آدمی تھے۔ مشیر آباد میں چمڑوں کے کارخانے تھے اور بشکل جائیداد مکانات وملگیات کی صورت میں بھی بہت بڑی جائیداد (اسٹیٹ) کے مالک تھے۔

نواب صاحب کی نانی نے اپنے نواسے کی تربیت کچھ اس انداز میں کی کہ بہادر خاں کے جوہر کردار آبدار ہو گئے۔

پہلی تقریب

چار سال کا سن ہوا۔ معصوم کی زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[1] کی صدا عزیزوں اور رشتہ داروں نے سنی۔ نانی نہال ہو گئیں۔ اللہ کا بندہ، خدا کا کلام اور محمدؐ کا پیام پہلی بار اپنی زبان سے ادا کر کے اپنے رب کے حضور میں حاضر ہوا۔

پہلے اُستاد

نوعمری سے ممتاز اساتذہ سے استفادہ کا موقعہ ملا۔ سید صاحب میاں صاحب کے ہاتھ پر قرآن مجید کا ختم ہوا اور اُردو فارسی کی ابتدائی کتابیں بھی آپ ہی سے پڑھیں۔ سید صاحب میاں صاحب کے بارے میں نواب صاحب اپنی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں :

’’سید صاحب میاں صاحب میرے اُستاد ہیں۔ میں نے قرآن ان ہی کے ہاتھ پر ختم کیا تھا اور اُردو فارسی کی ابتدائی تعلیم بھی ان ہی سے ہوئی‘‘۔

(صفحہ ۱۷۵ ۴/اپریل ۱۹۲۸ء بہادر یار جنگ کی ڈائری)

’’سید مصطفیٰ عرف سید صاحب میاں صاحب حکیم بھی ہیں۔ دس بارہ سال سے بمبئی اور پونہ میں جا کر رہ گئے ہیں‘‘۔ (صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷ بہادر یار جنگ کی ڈائری)

مدرسہ عالیہ میں کنڈر گارڈن میں شریک کروادیئے گئے اور غالباً ۴، ۵ سال اسی درس گاہ میں تعلیم پائی۔

---

[1] طبقہ مہدویہ میں بسم اللہ کی رسم میں اِقْرَأ کی بجائے سورۂ فاتحہ پڑھاتے ہیں۔

استاد اُردو مولوی عبدالغنی صاحب

''مولوی عبدالغنی صاحب (معلم راجہ خواجہ پرشاد ابن مہاراجہ کشن پرشاد) میرے استاد ہیں۔ جب میں مدرسہ عالیہ کے کنڈر گارڈن میں پڑھتا تھا اور بہت چھوٹا تھا تو کئی سال میں نے ان سے اُردو پڑھی''۔ (صفحہ ۱۷۳ ۲۳/اپریل ۱۹۲۸ء ڈائری)

مولوی سعادت اللہ خاں صاحب

۷ سال کی عمر میں مولوی سعادت اللہ خاں صاحب سے اُردو، فارسی اور عربی کی تعلیم پائی اور آخری عمر تک موصوف سے بحیثیت شاگرد استفادہ علمی فرماتے رہے۔

وسطانوی تعلیم

غالب گمان یہ ہے کہ وسطانوی تعلیم نواب صاحب نے مدرسہ مفیدالانام میں پائی۔

فوقانوی تعلیم

اور پھر فوقانوی تعلیم کے سلسلے میں شہر کی اس دور کی مشہور درس گاہ دارالعلوم میں زیر تعلیم رہے۔ ناگزیر حالات کی بناء پر ترکِ تعلیم کی۔

علامہ شمسی

''البتہ ۱۴ سال کی عمر سے حضرت علامہ شمسی سے عربی اور فارسی کے متداول علوم کی تحصیل کی۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور ادب کی معیاری کتابوں کا بالاستعاب مطالعہ کیا''۔

(صفحہ ۲۵ لسان الامت مولوی عبدالرحمٰن سعید)

(علامہ شمسی کے تعلق سے اساتذہ کے تذکرے میں تفصیلات درج ہیں)

حضرت قائد ملت اپنی نانی فتح خاتون کا بڑے احترام سے ذکر فرماتے۔ ایک مرتبہ فرمایا:

''میری کمسنی کے زمانے میں جس روز صبح میں کبھی تلاوت نہ کی اس روز وہ مجھ سے قطع کلام فرماتیں اور کہتیں: آج تم نے اللہ سے باتیں نہیں کیں، میں بھی تم سے بات نہیں کروں گی''۔

کمسنی کے زمانے کا ایک اور واقعہ نواب صاحب نے مولوی عبدالرحمٰن سعید سے فرمایا تھا:

واقعہ کا پس منظر یہ تھا کہ نواب صاحب کو اس دن والد کی دیوڑھی میں کسی اہل خاندان نے ہاتھ سے کھانا کھلایا۔ ہڈی کا ایک ٹکڑا جو نوالے میں تھا حلق میں اٹک گیا۔ سانس رُک سی گئی۔ حالت غیر

ہوگئی۔ڈاکٹر بلوایا گیا، ہڈی نکالی گئی اس واقعہ کا نواب صاحب نے مولوی عبدالرحمٰن سعید صاحب سے ذکر فرمایا تھا جس میں ان کی نانی کی اپنے نواسے سے محبت اور ان کی پیشین گوئی سے نیک بخت خاتون کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔مولوی عبدالرحمٰن سعید اپنے مکتوب شکاگو میں فرماتے ہیں :

''قائد ملت نے مجھ سے بیان کیا کہ زمانہ کمسنی میں جب کہ وہ کھانا کھا رہے تھے اچانک ان کے گلے میں پھندا لگ گیا۔آپ کی نانی مرحومہ یہ حالت دیکھ کر حالت اضطراب میں دوڑی ہوئی آئیں۔پانی پلایا اور گلا سہلاتے ہوئے کہتی جاتی تھیں کہ اس گلے کو کیا ہو گیا یہ گلہ تو خدا کی راہ میں قربان ہونے والا ہے۔زہر خورانی کے اس حادثے سے اس نیک بخت خاتون کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی''۔

نواب صاحب اکثر فرمایا کرتے :

''جو کچھ میرے اندر ہے وہ سب ان ہی چودہ سال کی حاصل کردہ کمائی ہے''۔نانی صاحبہ کے انتقال کے وقت نواب صاحب کی عمر ۱۴ سال تھی۔نانی کے انتقال کے بعد نواب صاحب کو ان کی دادی ماچھن بی صاحبہ نے دیوڑھی میں لالیا اور دادی ان کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔

◆◆◆

دارالعلوم

''نواب بہادر یار جنگ مرحوم کی تعلیم مدرسہ عالیہ میں ہوئی۔ سکستھ فام (چھٹی جماعت) تک وہاں تعلیم کا سلسلہ چلا تھا۔ بعد جب دارالعلوم میں جامعہ عثمانیہ کی میٹرک کی کلاسس قائم ہوگئیں تو دوسرے بکثرت طالب علموں کے مماثل نواب محمد بہادر خاں بھی دارالعلوم میں سکستھ فارم میں شریک ہوگئے۔ دارالعلوم میں اس زمانے میں طالب علموں نے ایک انجمن ندوۃ الطلبہ کے نام سے قائم کی تھی، اس کے نواب مرحوم صدر منتخب ہوئے تھے۔

وہ علم و فضل مدرسہ اور ڈگریوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ عطیہ قدرت اور فیضانِ الٰہی ہے کہ انسان کدھر سے کدھر پہنچ جاتا ہے۔ تقریر کی مشق کے لیے خود اپنے گھر کی ایک انجمن قائم کر لی تھی۔ اس انجمن میں انھوں نے تقریر کی مشق شروع کی اور اس مشق کو اس قدر مستحکم کر لیا کہ بالآخر بہادر یار جنگ سارے ہندوستان میں اُردو کے بہت بلند پایہ خطیب اور حیدرآباد کے قائد بن گئے۔ ایسے خطیب جن کا مدمقابل کوئی نہ تھا۔ تعلیم کی کمی کو کثرتِ مطالعہ، خانگی تعلیم اور ذہن رسا سے دور کر دیا''۔ (مولوی محمد مرتضیٰ، قائد ملت بہادر خاں، روح ترقی صفحہ ۷، ۸)

دارالعلوم کی طالب علمانہ زندگی کے تعلق سے اور اس دور میں نواب صاحب کی تقریری صلاحیتوں کے بارے میں مولانا مناظر الحسن گیلانی نے اپنا تعلق اور نواب صاحب کا تعارف اپنے مضمون ''کیا پوچھتے ہو کسے کھو دیا'' کے زیر عنوان جو کچھ لکھا ہے اس مضمون سے نواب صاحب کی تقریری صلاحیتوں، ان کے فضائل نفس اور علمی مذاق کے واقعات سے آگاہی ملتی ہے۔

نواب بہادر یار جنگ سے فقیر کی واقفیت کی ابتدا اس زمانے سے ہوئی جب وہ دارالعلوم فوقانیہ میں میٹرک کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ یہ حیدرآباد کا ایک خاص تاریخی عہد تھا۔ جب ساری دُنیا کھا پی کر سونے کے لیے اپنے اپنے بستروں پر دراز ہو جاتی تھی تب رات کے اسی ڈراؤنے سناٹے میں شہر کے مختلف محلوں اور محلوں کی مختلف گلیوں میں، گلیوں کے مختلف گوشوں سے

انتہائی کرخت اور سمع خراش بلند آوازوں میں آٹھ آٹھ دس دس آدمی ایک ساتھ چیختے تھے، چیخ کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ آخر وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ اگر چہ بظاہر حیدرآباد ان ہی حالات میں مگن تھا لیکن حیدرآباد سے باہر جن تحریکوں کا طوفان برپا تھا، اندر اندر دکن کے باشندوں کو بھی متاثر کر ہی رہا تھا۔ پہلی مرتبہ کھل کر مسلمانانِ دکن کو اپنے دبے دبائے جذبات کے اُبھارنے اور دکھانے کا موقعہ اس عظیم الشان جلسہ میں ملا جسے خلافت کا جلسہ کہتے ہیں۔ بس اسی جلسہ سے عوامی تقریروں کا رُخ بدلنے کا آغاز ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ بتدریج راتوں والی میلا دخوانی کی جگہ میلاد کی منظّم و پرشوکت مجلسوں نے لے لی جن میں سیرت طیبہ محمدیہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا کے مختلف پہلوؤں پر بڑے اچھے اچھے خطیب تقریر کرنے لگے اور سچ پوچھئے تو خلافت کی مجلس کے ختم ہونے کے بعد ان ہی میلادی مجلسوں میں وہ سب کچھ کہا جانے لگا جس کے کہنے کی ضرورت اس زمانے میں مسلمانوں کو تھی۔ انہی نئے تقریر کرنے والوں میں ایک مقرر خاکسار بھی تھا۔

نواب بہادر یار جنگ ''بہادر خاں'' متعلم دارالعلوم کے نام سے ان مجلسوں میں بالالتزام شرکت کرتے تھے۔ ان مجلسوں میں ان کو اکثر اپنے آگے، اپنے پیچھے دائیں بائیں پاتا تھا۔ جو چیز ان کی پچھلے دنوں میں ڈیل ڈول بن گئی تھی کم عمری کے زمانے میں اسی کی وجہ سے وہ ایک بے ڈول سے آدمی نظر آتے تھے۔ یہ کون ہیں ان کو عموماً اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں خصوصاً تقریر و خطابت کی مجلسوں میں کیوں پاتا ہوں؟ میرا دل کبھی کبھی اس سوال کو اُٹھاتا اور پھر خاموش ہو جاتا۔ آخر ایک دن میں نے ان کو پایا کہ وہ میری اقامت گاہ جو اس وقت جام باغ ترپ بازار میں تھی تشریف لائے۔ ''میرا نام بہادر خاں ہے اور دارالعلوم فوقانیہ کا طالب علم ہوں آپ کی تقریروں سے دلچسپی رکھتا ہوں، اس لیے ملنے آیا ہوں''۔

اس تعارف کے بعد وہ کبھی کبھی تشریف لاتے رہے، لیکن یہ کبھی نہیں کھلے کہ حیدرآباد کے امراء اور اربابِ مناصب کے کسی خانوادے سے ان کا تعلق ہے۔ مجھے زندگی بھر اس کا افسوس رہا کہ جب تک انھوں نے اپنی زندگی کے اس پہلو سے ناواقف رکھا اس وقت تک میرا برتاؤ ان کے ساتھ بس اس سے زیادہ نہیں تھا جتنا کہ کالج کے کسی استاد کا اسکول کے کسی طالب علم کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اب ان سے تعلقات بڑھتے چلے گئے۔ '' آپ کو دارالعلوم کے مدرسہ میں تکلیف کرنی

ہی پڑے گی''۔ ایک دن یہ حکم لے کر تشریف لائے۔ دارالعلوم سے میرا کیا تعلق؟ میں نے عرض کیا مرحوم نواب نے فرمایا چوں کہ اس مدرسہ سے میرا تعلق ہے، آپ کے تعلق کے لیے کیا یہ کافی نہیں؟ کہنے لگے وہاں کی بزم میں تقریری مقابلہ ہے۔ آپ کو حکم بنا کر لے چلتا ہوں۔ اس سے پہلے نواب مرحوم کی کسی تقریر کے سننے کا موقع نہ ملا تھا اور اس زمانے کے بھاری بھرکم، بیڈول جسم کو دیکھ کر مجھے توقع بھی نہ تھی کہ یہ کوئی اچھی تقریر کر سکیں گے۔ بہر حال ان کی فرمائش کی تعمیل سے گریز کی کوئی راہ نہ تھی۔ دارالعلوم حاضر ہوا۔ مقابلے کے میدان میں مقابلے والے اُترتے رہے۔ میٹرک کلاس کے طلبہ جیسی تقریر کر سکتے ہیں عموماً ان میں سب کی تقریروں کا معیار بس اسی قدر تھا۔ آخر میں اس چوڑے جسم، چکلے سینے کے ساتھ ''بہادر خاں طالب علم'' بھی آگے بڑھے۔ تقریر شروع ہوئی لیکن پہلا، دوسرا، تیسرا لفظ اس بھاری بھرکم فربہ جسم والی زبان سے نکل کر ابھی شاید کوئی فقرہ بھی نہ بننے پایا تھا کہ اچانک توقع کی گزشتہ سطح میں ہلچل پیدا ہوئی، کان کھڑے ہو گئے، دماغ چوکنا ہو کر بیدار ہو گیا۔ دل اُٹھ بیٹھا، میں کیا سن رہا ہوں؟ کس سے سن رہا ہوں؟ دکن کے مطلع سے خطابت کا آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوا کہ کسی کشفی کیفیت میں یہ تماشہ میرے سامنے اس وقت پیش ہو رہا ہے۔ اس وقت تو وہ کشف تھا۔ سونے کا تحفہ اپنے سحر سے مسحور کرنے والے کے گلے میں پہنایا دُعا دی اور انتظار کرتا رہا کہ میرا کشف مشاہدہ کی شکل کب اختیار کرتا ہے۔ دو برس بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ سکندر آباد کی میلاد کی مجلس میں نواب مرحوم بحیثیت خطیب اعظم کے شریک ہونے لگے۔ پھر تو غلغلہ ان کی تقریر و خطابت کا بلند ہوا اتنا بلند ہوا کہ سارے ہندوستان کو اپنے اثر کے نیچے لے لیا۔ اس کے بعد تو وہ بڑے ہوئے، بڑے ہوتے چلے گئے، اتنے بڑے کہ مجھے ان کے ساتھ چھوٹے ہونے کی بھی نسبت باقی نہ رہی لیکن ان تمام بڑائیوں میں ایک بڑائی یہ بھی تھی کہ کسی زمانے میں چھوٹے بن کر میرے سامنے چوں کہ آئے تھے اس لیے باوجود بڑے ہونے اور بڑے ہوتے چلے جانے کے خلوت کی مجلس ہو یا جلوت کی اس کا ضرور ذکر فرماتے تھے۔ اتنا کہتے کہ آج بھی اس کے تصور سے مجھے شرم آتی ہے لیکن جس چیز کے تصور سے شرم آتی ہے برملا وہی وہ مجھے اور میرے ساتھ جو بھی اس وقت مجلس میں موجود ہوتے سب کو سناتے چلے جاتے تھے۔ بڑائی کے اتنے بلند مینار پر پہنچنے کے بعد ان دنوں کو کون یاد رکھتا

ہے جن میں وہ چھوٹوں کی زندگی گزارتا ہے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس چھوٹے کو بڑا ان ہی چھوٹی چھوٹی باتوں نے بنادیا تھا جن کو لوگ اکثر خیال نہیں کرتے۔ وہی تو چڑھائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو اُتارتے رہتے ہیں مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْه (اللہ کے لیے جو جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اُونچا کرتے ہیں)۔ اس راز کی راز شناسی ہر ایک کی قسمت میں نہیں۔

والد کے انتقال کے بعد نواب صاحب نے اسکول کی تعلیم ترک کردی۔

خاندانی حالات

خاندانی حالات کے بارے میں خود نواب صاحب کو بھی مواد مطلوب تھا۔ (اپنے ایک خط موسومہ ارشاد الدین جے پور) میں اس تعلق سے تحریر فرماتے ہیں :

''بارہ ہزاری سے جس کے یہاں ہم سب پٹھانوں اور پیرزادوں کے شجرہ ہائے نسب ہوا کرتے ہیں میرا نسب نامہ از ابتدا تا ایں دم لکھوا کر روانہ کیجیے، باعث ممنونیت ہوگا۔ بارہ ہزاری کی سہولت کے لیے میں یادداشت درج کررہا ہوں :

''محمد بہادر خاں ماندوزی شاخ سدوزی ابن محمد نصیب خاں
المخاطب بہ نواب نصیب یاور جنگ ثالث ابن محمد دولت خاں
المخاطب بہ نواب نصیب یاور جنگ ثانی ابن محمد بہادر خاں ابن
محمد دولت خاں''۔ (خط نمبر ۱۲۹ مکاتیب بہادر یار جنگ جلد ا)

ناظم صاحب دفتر دیوانی و ملکی و مالی و اسناد و مواد کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

''میرے جد اعلیٰ محمد نصیب خاں بہادر معہ اپنے دونوں بھائی محمد ماندور خاں و محمد بہادر خاں کے تقریباً ۱۲۴۰ھ میں بہ عہد نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل وارد حیدرآباد ہوئے اور مناصب و جاگیرات سے سرفراز کیے گئے۔ ان کے بعد محمد ماندور خاں ان کے جانشین ہوئے اور نصیب یاور جنگ (اول) خطاب پایا تیسرے بھائی محمد بہادر خاں نے نصیب یاور جنگ اول کے سامنے ہی وفات پائی اور نصیب یاور جنگ اول کے جانشین میرے دادا نواب محمد دولت خاں

نصیب یاور جنگ ثانی اور ان کے جانشین حضرت قبلہ گاہی نواب محمد نصیب خاں نصیب یاور جنگ ثالث ہوئے''۔ (مکاتیب بہادر یار جنگ صفحہ ۹۵،۹۶)

''درانی نسل کے خاں پٹھان جن کو عرفِ عام میں بنی پٹھان بھی کہا جاتا ہے، لودھی اور سوری خاندان کے عہدِ حکومت میں افغانستان سے نکل کر سرزمین ہند میں داخل ہوئے۔ چوں کہ پٹھانوں کی یہ جماعت بارہ قبائل پر مشتمل تھی اس لیے ہندوستان کے جن جن حصوں میں یہ آباد ہوئے بارہ بنی کے نام سے مشہور ہیں۔ اس قسم کی بستیاں صوبہ بہار اور جے پور میں آباد ہوئیں۔ پیشہ کے اعتبار سے یہ گروہ تاجر تھا جس کے تمام افراد نیل کے رنگ اور کپڑے کی کامیاب تجارت کے باعث بڑی عزت کی زندگی بسر کرتے تھے''۔ (لسان الامت صفحہ ۲۲ از سعید صدیقی)

غالب گمان یہ ہے کہ قبیلہ سدوزی کے بنی پٹھان احمد شاہ ابدالی کے زمانے میں اپنی جمعیت کے ساتھ ہندوستان آئے۔ ساندوزیوں نے ریاست جے پور میں نانگل میں سکونت اختیار کی۔ علاقہ جے پور راجستھان میں نانگل ایک مقام ہے جو علاقہ چومو ریاست جے پور کا علاقہ ہے۔ ساندوزیوں کی یہ بستی تھی اور اب بھی اس علاقے میں ساندوزیوں کی آبادی ہے۔

نانگل سے بسلسلہ تجارت دولت خان بہ دور سکندر جاہ (۱۲۴۰ ہجری) حیدرآباد آئے۔ اس دور میں مرہٹوں کی شورہ پشتی اپنے شباب پر تھی۔ اس تعلق سے حکومتِ وقت کا ساتھ دیا اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ حکمرانِ وقت نے اس وفاداری کے صلے میں چار لاکھ کی جاگیر، دو ہزار سوار، نوبت، برق اندازی ہاتھی، پالکی، ڈنکا، خطاب کے اعزازات سے نوازا۔ صاحبِ اثر ہوئے اور سرزمین دکن کو ہمیشہ کے لیے اپنا وطن بنالیا۔

''وہ بہادر یار جنگ کے پردادا بھی بہادر خاں کے ہی نام سے موسوم تھے اور ان کے بڑے اور چھوٹے بھائی نصیب خاں اور ماندور خاں تھے۔ بڑے بھائی نصیب خاں اصل صاحبِ آوردہ تھے اور صاحبِ خطاب عماری، نوبت، اعزازات و جاگیر ہوئے۔

بہادر خاں مرحوم کے خاندان کے حیدرآباد میں سرپرست نصیب خاں نصیب یاور جنگ تھے۔ کافی تمول رکھتے تھے۔ بیگم بازار میں عالی شان دیوڑھی بنالی۔ جاگیر، فوجی ملازمت اور جائیداد و کاروبار سب موجود تھے۔ لاولد تھے۔ اس سے ان کے متبنیٰ و برادرزادہ دولت خاں چچا

کے جانشین ہوئے اور موروثی خطاب، معاش، لوازمہ اعزازی سب ان کو ملا۔ راقم نے اپنی نوعمری میں نصیب یاور جنگ ثانی کو دیکھا ہے۔ شکل وصورت نگاہوں میں نہیں بھرتی تھی۔ اپنے ذاتی مصارف کے متعلق کفایت شعار تھے اور اکثر لیانڈو دواسپہ گاڑی میں ان کی سواری نظر آتی تھی۔ وہ اپنے ساتھ دو ایک مصاحب ساتھ لے کر نکلا کرتے تھے۔

نواب صاحب کے والد

ان کے فرزند نصیب خاں تھے۔ ان کی تعلیم کچھ مختصر ہی ہوئی تھی۔ باپ کے مقابل اُونچے پورے تھے۔ باپ اپنے فرزند کو آسائش وآرام سے رکھتے تھے اور ناز ونعم سے پالتے تھے۔

نصیب خاں کی شادی بڑی شان اور دھوم سے ہوئی تھی۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حیدرآباد کے متمول طبقے میں مغلائی رسم ورواج اور طمطراق سے شادیوں کا جو رواج تھا اس کے سلسلہ میں بہادر یار جنگ کے والد کی شادی آخری شادی سمجھی جاسکتی ہے۔ ہزار ہا روپیہ کا صرفہ ہوا اور تمام شہر میں اس کا بہت شہرہ تھا۔

بہادر یار جنگ اپنے دادا کے سامنے پیدا ہوئے۔ بہادر یار جنگ کے والد نصیب خاں نظام کلب کے ممبر تھے اور مہاراجہ کشن پرشاد کے پاس اچھا رسوخ رکھتے تھے اور بعض اعلیٰ عہدہ داروں سے بھی دوستانہ روابط تھے۔ صاحبِ اخلاق اور صاحبِ مروت تھے۔ قومی ملکی جلسوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ تاہم قرضہ کی پریشانیوں میں مبتلا تھے۔ بعد میں صاحبِ خطاب ہوئے''۔

(قائد ملت بہادر خاں مرحوم از مولوی محمد مرتضیٰ صاحب)

(روح ترقی رجب ۱۳۶۷ھ م جون ۱۹۴۸ء)

◆◆◆

نوعمری کے زمانے کا عظیم کارنامہ

سمرنا میں یونانیوں کے مظالم اور انگریز سامراج کی استبدادیت کے خلاف مظلومین سمرنا کی امداد کے لیے سارے ہندوستان میں خلافت کمیٹی بمبئی کی جانب سے ۱۹۲۰ء میں سمرنا فنڈ جمع کیا گیا۔اس وقت نواب صاحب کی عمر ۱۵ سال تھی ۔نواب صاحب جو قومی جذبے سے سرشار تھے اس قومی کام میں گھر گھر سے اس فنڈ کو وصول کیا۔ یہ خدمت ان کے جذبہ قومی کی آئینہ دار تھی۔

فن سپاہ گری اور پیرا کی و ورزش جسمانی

فن سپہ گری سے نواب صاحب کو بڑا تعلق خاطر تھا۔ان کا خاندانی اسلحہ خانہ ان کی چار پشتوں کے ذوق فن سپہ گری کا آئینہ دار تھا۔طرح طرح کی جوہر دار تلواریں اور دیگر اسلحہ کے ساتھ ساتھ نبادیق اور دیگر اسلحہ نوادرات کے نمونہ تھے۔ یہ شوق انھیں ورثے میں ملا۔

قدیم و جدید سپاہ گری کی نواب صاحب نے باضابطہ تعلیم حاصل فرمائی تھی ۔فن کشتی ، بنوٹ ،نشانہ بازی ، پنجہ کشی ،شمشیرزنی ، پیراکی میں مہارت حاصل کی ۔اپنے وقت کے مشہور پہلوان لطف علی سے بھی متعلقہ فنون حاصل کیے۔ان کے آوردے کے حبیب خاں صاحب سے بنوٹ اور نشانہ بازی کی تعلیم حاصل کی اور ان فنون میں بھی وہ اپنا جواب آپ تھے۔

نواب صاحب بچپن میں بے ڈول جسم کے مالک تھے۔خود فرماتے ہیں :

’’کھیل کود سے مجھے زیادہ دلچسپی نہ تھی۔یا سچی بات یہ ہے کہ کھیل کود کے قابل ہی نہیں بنایا گیا تھا۔قد کی بلندی نے اب اعضاء میں تھوڑا سا تناسب پیدا کر دیا ہے ورنہ اپنی عنفوان شباب کی تصویر دیکھتا ہوں تو موجودہ متحارب اقوام کے بنائے ہوئے کسی آتش افروز بم کی تشبیہہ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ چار قدم چلتا تھا تو ہانپنے لگتا تھا۔کھیلنے کی بجائے خود دوسروں کے لیے تماشا بن جاتا تھا‘‘۔(منقول از نگارشات بہادر یار جنگ)

۱۰، ۱۱ سال کی عمر سے نواب صاحب نے ورزش کی ابتدا فرمائی اور روز بہ روز یہ ذوق پروان چڑھتا گیا۔ ان کے جسم کو سڈول بنانے میں ورزش کا بڑا حصہ ہے اور بلند قامتی نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔

پیراکی

نواب صاحب نوعمری سے پیراکی کے بے حد شوقین تھے۔ دیوڑھی میں حوض تھا۔ ہاتھ پاؤں مارے بغیر نواب صاحب پانی میں بیٹھتے تھے اور ہم لوگ حیران ان کو دیکھتے تھے۔ یہ واقعہ نوعمری کا ہے۔ (انٹرویو مولوی بہادر خاں سرخیل زی مرحوم)

گرمیوں میں پیراکی کی پارٹی ہوتی۔ نماز فجر کے بعد کسی تالاب کو یہ پارٹی روانہ ہو جاتی اور پیراکی کے خوب خوب مظاہرے ہوتے۔ تالاب میں آم پھینکے جاتے اور پیراک غوطہ لگا کر ان کو چنتے۔ ناشتہ ہوتا اور پھر پسند کے اشعار ہر ایک سناتا یا مصرعہ دیا جاتا جس پر طبع آزمائی کی جاتی :

''نواب اکبر یار جنگ بہادر (سابق جج ہائی کورٹ) کے یہاں ہر سال ان کی (یعنی نواب صاحب) اور بعض مخصوص حضرات کی دعوت ہوا کرتی۔ دن تمام وہاں رہتے نواب صاحب باغ کی باولی میں تیرتے اور خوب تیرتے۔ تیرنے کی انھیں بڑی اچھی مشق تھی۔ سارا دن ہنسی خوشی گزراتے مگر ساتھ ہی ساتھ بڑی کام کی باتیں بھی کرتے جاتے''۔

(ہمارا قائد صفحہ ۱۵۶ از مولوی محمد احمد خاں صاحب)

قائد ملت کے ایک اور رفیق کار مولوی عبدالرحمٰن سعید کی زبانی پیراکی کی ایک محفل کا حال سنئے جس پارٹی میں وہ خود بھی شریک تھے :

''گرمیوں میں پیراکی کا پروگرام بنایا جاتا تھا۔ ایک دفعہ تالاب میر عالم میں یہ پروگرام ہوا جس میں مولانا صابر چشتی، بادشاہ حسینی، ماہر القادری، میں اور بہت سے غیر ارکان بھی بلائے گئے تھے۔ پیراکی کے بعد ناشتہ ہوا جس کا انتظام نواب صاحب ہی نے فرمایا۔ اس کے بعد طے ہوا کہ ہر شخص ترنم کے ساتھ کچھ اشعار سنائے۔ صابر حسینی صاحب نے بڑا فنی قسم کا گانا سنایا۔ بادشاہ حسینی صاحب نے تحت اللفظ کچھ سنایا باقی سب حاضرین نے اشعار سنائے۔ نواب صاحب نے

جگر کی غزل بڑے دلکش ترنم کے ساتھ سنائی جس کے شعر یہ ہیں۔

بہار لالہ و گل ، شوخیٔ برق و شرر ہوکر
وہ آئے سامنے لیکن حجابات نظر ہوکر

لطافت مانع نظارہ صورت سہی لیکن
دھڑکنا دل کا کہتا ہے وہ گزرے ہیں ادھر ہوکر

میں اتنا جذب کرلوں کاش تیرے حسن کامل کو
تجھی کو سب پکار اُٹھیں گزر جاؤں جدھر ہوکر

◆◆◆

شکار

نواب صاحب کو نشانہ بازی میں کمال حاصل تھا۔ اس خصوص میں مولوی بہادر خاں سرخیل زی فرماتے ہیں کہ :

''نواب صاحب کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔ نواب صاحب کے ساتھ اکثر شکار میں علی محمد خاں صاحب عرف بھیکن خاں رہا کرتے تھے''۔

اکثر اپنی جاگیر میں ہرن اور پرندوں کا شکار کیا کرتے۔ ان کی ڈائری میں بھی شکار کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کی نشانہ بازی کی مہارت بھی مسلمہ تھی۔ اس خصوص میں مولوی محمد احمد خاں صاحب اپنا ایک چشم دید واقعہ لکھتے ہیں :

''نشانہ اندازی میں تو انھیں اچھی خاصی مہارت حاصل تھی۔ ایک چشم دید واقعہ سن لیجئے۔ ایک روز صبح حسبِ معمول تفسیر پڑھا کر مولوی محمود نواز خاں صاحب (جو مجلس اتحاد المسلمین کے بانیوں میں سے ہیں) باتیں کرتے ہوئے گھر لوٹ رہے تھے۔ خاں صاحب موصوف کے ہاتھ میں ایک بندوق تھی۔ گفتگو اسی بندوق سے متعلق ہو رہی تھی۔ بندوقوں کی مختلف اقسام اور ان کی خصوصیات پر حسبِ عادت مسکرا مسکرا کر گفتگو کر رہے تھے۔ اتنے میں سامنے اُونچی دیوار پر ایک چڑیا بیٹھی دکھائی دی خان صاحب کے ہاتھ سے فوراً بندوق لے لی اور کہنے لگے ''خاں صاحب! فرمایئے اس کا کیا گرائیں''۔ خان صاحب نے فرمایا کہ ''نواب صاحب، اس کی چونچ گرایئے'' سنتے ہی فوراً بندوق اُٹھائی اور فائر کر دیا۔ دیوار کے پاس جا کر لوگوں نے دیکھا، چونچ گری پڑی ہے۔

سیر و شکار سے بھی دلچسپی تھی۔ جب سے سیاسی میدان میں قدم رکھا تھا انھیں یوں تو فرصت کم ملا کرتی تھی لیکن جب کبھی تھوڑی بہت فرصت مل جاتی تو مخصوص دوست احباب کے ساتھ کہیں سیر و شکار کے لیے نکل جایا کرتے۔ بعض بعض دفعہ تو یہ کرتے کہ مجلس عاملہ (ورکنگ کمیٹی)

کے جلسے بلدہ حیدر آباد سے دور کبھی لال گڑھی جاگیر یا کسی دوسرے تفریحی مقام پر رکھتے ۔ اس سے ایک طرف مسائل پر حزم واحتیاط سے غور کرنے کا موقع مل جاتا اور دوسری طرف دل بہلائی کا سامان بھی ہو جایا کرتا تھا''۔ (ہمارا قائد صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵ از مولوی محمد احمد خاں)

فٹ بال

''نواب صاحب ۱۰، ۱۲ سال کی عمر کے تھے، اپنے اخراجات سے ایک فٹ بال کی ٹیم قائم کی تھی جس میں نواب صاحب کے بچپن کے ساتھی کھیلتے تھے اور نواب صاحب بھی اس ٹیم میں شریک تھے''۔ (انٹرویو محمد بہادر خاں سر خیل زی)

میٹھے کے شوقین

نواب صاحب بچپن سے میٹھے کے بڑے شوقین تھے ۔ مولوی محمد بہادر خاں سر خیل زی نے مزے لے لے کر نواب صاحب کے بچپن کا ایک مزیدار واقعہ سنایا کہ :

'' نواب نصیب یاور جنگ کے دسترخوان پر ہم لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ۔ نواب صاحب کو علم تھا کہ ان کے فرزند بہادر خاں میٹھا شوق سے کھاتے ہیں اور خوب کھاتے ہیں ۔ نواب صاحب نے فرمایا (شاہ خاصے کی طرف بتا کر) ''بادومیاں کیا یہ کٹھورا کھالیتا''۔ بہادر خاں نے فرمایا ''جی ہو'' ـــــ پورا کٹھورا نواب صاحب نے کھالیا۔ ہم لوگ حیرت سے دیکھتے رہے۔ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے''۔

نواب صاحب کی غذا پٹھانی انداز کی نہیں تھی ۔ وہ مختصر کھاتے تھے مگر میٹھے کے ساتھ پورا انصاف فرماتے تھے ۔ خانگی محفلوں میں اور دعوتوں میں کھانے کے بعد میٹھے کی جب باری آتی تو ہنستے ہوئے فرماتے تھے : ''یہ ہمارا حصہ ہے ہم کسی کی رعایت نہیں کریں گے''۔

(ہمارا قائد صفحہ ۵۵، ۵۶ از مولوی محمد احمد خاں)

نواب صاحب چائے کی پیالی میں اتنی شکر استعمال کرتے کہ چائے پی لینے کے بعد بھی شکر باقی رہ جاتی جسے چمچے سے استعمال فرماتے ۔ چائے نوشی کی ایک محفل میں نواب صاحب نے

دریافت فرمایا کہ کون کتنی شکر استعمال کرتا ہے۔ایک صاحب نے کہا نواب صاحب میں صرف ایک چمچہ شکر استعمال کرتا ہوں۔نواب صاحب نے ہنستے ہوئی جواباً ارشاد فرمایا، آپ کو کسی طبیب نے یہ نسخہ بتایا ہوگا۔

◆◆◆

نـــوٹ : نواب صاحب کے اوائل عمری کے واقعات کے ضمن میں مولوی محمد بہادر خاں سرخیل زی معمر ۸۶ سے ملاقات بہت سودمند ثابت ہوئی اور کافی مواد موصوف سے حضرت قائد ملت کے متعلق حاصل ہوا موصوف کو قائد ملت سے حد درجہ محبت تھی۔میرے استفسار پر کہ نواب صاحب سے آپ کے روابط کی ابتدا کیسی ہوئی جواباً ارشاد فرمایا ''میرے حقیقی خالہ زاد بھائی عالم خاں صاحب معتمد اسٹیٹ نواب نصیب یاور جنگ تھے جس کے باعث میرا دیوڑھی میں آنا جانا تھا۔نواب صاحب سے میں ۶، ۷ سال بڑا تھا۔اسی طرح آتے جاتے نواب صاحب سے میرے مراسم دوستانہ ہوگئے اور مجھے ان سے قریب رہنے اور ملنے ملانے کے مواقع نصیب ہوئے۔چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔اس طرح میں ان کے بچپن کے دوستوں میں سے ایک ہوں''۔

موصوف سے ملاقات بھائی سردار علی خاں سابق رکن بلدیہ اور جناب سعداللہ خاں صاحب کی ایماء پر ہوئی۔ موصوف کے فرزند جناب نثار مہدی علی خاں صاحب پوسٹل اسسٹنٹ جوبلی پوسٹ آفس نے اس ملاقات کا انتظام فرمایا (موصوف کے حوالے سے کئی واقعات شریکِ کتاب ہیں۔اس لیے موصوف کا مختصر تعارف از حد ضروری ہے) موصوف سے ملاقات کے ۳ ہفتے بعد ان کے قلب پر حملہ ہوا، شریک دواخانہ تھے۔جب قدرے افاقہ ہوا تو سردار علی خاں صاحب سابق رکن بلدیہ اور جناب سعداللہ صاحب عیادت کو گئے۔بستر علالت پر دو واقعات یاد آئے۔ان لوگوں کو سنایا اور از راہِ کرم فرمائی تاکید کی کہ مجھے یہ دونوں واقعات جا کر سنا دیجئے۔دو دن بعد پھر طبیعت بگڑی اور راہی ملک عدم ہوئے۔اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔آمین

شادی

نواب صاحب کی شادی کے وقت، ان کی عمر پورے پندرہ سال کی بھی نہ ہوئی تھی (چودہ سال ۳ مہینے ۲۷ دن کی عمر تھی) خاندانی روایات کے بموجب کم عمری میں شادی کردی گئی۔

خان زادی خاتون عرف حنا خاتون زوجہ مولوی عبدالرسول خاں صاحب نواب صاحب کی حقیقی چھوٹی پھوپھی کی اکلوتی لڑکی سے جو عمر میں نواب صاحب سے بڑی تھیں، بڑوں کی پسند اور بطورِ خاص دادی کی خواہش پر یہ پیام فوری طے پا گیا۔

۲۹/ شعبان ۱۳۳۷ ہجری مطابق ۳۰/ مئی ۱۹۱۹ء کو بیت الامت میں بڑی دھوم دھام سے یہ شادی ہوئی۔ پندرہ دن تک شادی کا جشن منایا جاتا رہا۔ مرشدانِ کرام، برادری، امراء عظام اور اہل خاندان کی دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

امراء عظام کی دعوت میں مہاراجہ کشن پرشاد بھی تشریف لائے تھے۔ اپنی طرف سے نواب صاحب کو ایک مرصع تلوار تحفہ میں دی۔ امراء عظام کی دعوت میں ایک طرف فرش بچھایا گیا تھا، دوسری طرف صوفوں کا انتظام تھا۔ طوائفیں اور بھانڈ، مراثن سارے امیرانہ مزاج کے چونچلے حاضر تھے۔ اس محفل میں مہاراجہ کی نظر ایک جواں سال حسین وجمیل مزاج شناس طوائف پر پڑی جو گانا سنانے کے لیے مہاراجہ کے حکم کی منتظر تھی۔ مہاراجہ نے اشارے سے اسے طلب فرمایا۔ وہ بہ ادب حاضر ہوئی، سلام بجالائی اور حکم کی منتظر کھڑی رہی۔

مہاراجہ نے بہادر خاں کے مزاج کی مناسبت سے طوائف کو نعت شریف سنانے کا حکم دیا وہ فرشی سلام کر کے اپنی نشست پر چلی گئی اور ہاتھ باندھ کر کھڑی رہی۔ ایک منٹ مہاراجہ نے جو صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے سوچا یہ کھڑی کیوں ہے۔ بات سمجھ میں آئی (طوائف ہندو تھی مگر آداب نعت سے واقف تھی) نعت کی خواہش مہاراجہ نے کی تھی۔ وہ صوفے پر جوتوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ فوراً جوتے کھولے، صوفہ چھوڑا اور فرش پر بہ ادب بیٹھ گئے۔ مہاراجہ جوں ہی اُٹھے فرش

مہمانوں سے بھر گیا۔طوائف نے فرشی سلام کیا اور پورے احترام کے ساتھ نعتیہ کلام شروع کیا۔ ساری محفل پر وجد کا عالم طاری تھا۔(بحوالہ مولوی بہادر خاں سرخیل زی)

نواب صاحب کی بارات ہاتھی پر نکلی۔دلہن میانہ میں تھی، دولہا ہاتھی پر۔باراتیوں کا جلوس ہم رکاب تھا۔

شادی کے بعد سے نواب صاحب کھانا والد کے ساتھ کھاتے تھے اور دولہا دلہن ابتداءً کچھ عرصہ نعمت باغ (بیگم بازار) کے مکان میں مقیم رہے۔کچھ ہی دنوں بعد زنانی دیوڑھی جوان کی دادی ماچھن خاتون کی تھی (جوان کی شادی میں مہر میں دی گئی تھی) اس کو بہادر یار جنگ کے نام کر دیا اور دولہا دلہن اس میں مقیم ہو گئے۔نواب صاحب کی شادی کی پرمسرت تقریب میں مولوی ابوالخیر سید عبدالغفور جعفری ضرغام نے فارسی اور اُردو میں سہرا لکھا۔موصوف عالم دین بھی تھے اور قادرالکلام شاعر بھی :

سہرہ فارسی مع تاریخ سہرہ اُردو تاریخ بتقریب شادی میمنت آبادی محمد بہادر خاں طولعمرہٗ فرزند نواب معلّٰی القاب محجی نصیب یاور جنگ بہادر دام اقبالہ، منعقدہ ۲۹/ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ مطابق ۳۰/ مئی ۱۹۱۹ء روز جمعہ :

سہرہ فارسی

تعالی اللہ بشادی می بود راحت رساں سہرہ
چہ سہرہ سہرہ پر زر چہ پر زر زرفشان سہرہ

بہ ایران شوہرہ گویند ودر ہندی زبان سہرہ
زبانِ درکام تازہ تازہ از شیرین زبان سہرہ

چہ گلہائے مضامین بہر نظارہ شگفتہ شد
کہ طرہ طرہ طفل گل چمد باخوش بیان سہرہ

بحمداللہ شادی می بود چوں خانہ آبادی
خوشا خانہ کہ برنوشاہ می ناز و جوان سہرہ

بسے در دہر دیدہ شد ہزاراں کتخدائی ہا
بہادر خان بہادر راہمی ساز وعیان سہرہ

تو خوشروی تو خوشخوئی تو خوش اعمال چندانی
کہ اربابِ تعقل شاد و شد عذب البیان سہرہ

بہادر را خطاب جنگ می زیبد مگر سلطاں
بفرماید کہ دولہ ہستی و دولت نشان سہرہ

سخی ابن سخی وہم امیر ابن امیرے را
زہے روشن چو مہر و ماہ و خط کہکشان سہرہ

بخورن ضرغام رسم طوے شد بست ونہم شعبان

حبیبِ حب دل گویا بہادر خان میاں سہرہ

۱۳۳۷ ہجری

اُردو سہرہ مع قطعہ تاریخ

عین شادی کا رونما سہرہ — مہدویہ ہے خوشنما سہرہ

سارے سہروں کا ہے یہی افسر — دولہا سردار ہے بھلا سہرہ

نظم پروین نظم اُلفت ہے — کہکشان ہار ہے سما سہرہ

نظر بد کے روکنے کے لیے — منہ پہ نوشاہ کے بندھا سہرہ

سر سہرہ ہے اس کا بہتر نام — کہ بہادر کے سر رہا سہرہ

نخل اُمید ہے پھلا پھولا — باغ بھر پھول کا گندھا سہرہ

میاں محمد بہادر خان صاحب — آپ کے سر ہے خوشنما سہرہ

کھلی قسمت تو پھول بھی ہیں کھلے — جب بندھا سر پہ تو کھلا سہرہ

پھول[1] زر[2] نظمیہ[3] یہ تین اقسام — دولہا[1] نوشہ[2] بنا[3] بھلا سہرہ

جس نے دیکھا[1] یہ سہرہ بول[2] اُٹھا — دیدنی[1] ہے کھا[2] ہوا سہرہ

نیک تاریخ شادی ہے ضرغام

واہ واہ کیا ہے خوشنما سہرہ

۱۳۳۷ ہجری

(نتیجہ خامہ عنبر شامہ ابوالخیر سید عبدالغفور جعفری ضرغام چشتی مددگار صیغہ دار معتمدی مالگزاری سرکار عالی)

نواب صاحب کی شادی کس تزک و احتشام سے ہوئی اس کا اندازہ نواب صاحب کی ایک تحریر سے ہوتا ہے۔ نواب معین الدولہ بہادر والی پائیگاہ کے لڑکے کی شادی کا ذکر کرتے ہوئے نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں :

"نواب معین الدولہ بہادر کے لڑکے نواب ظہیر الدین خاں صاحب کے عقد میں جو

نواب ولی الدولہ بہادر کی لڑکی کے ساتھ مقرر ہے گیا۔نواب معین الدین خاں، اعانت جنگ، معین الدولہ بہادر، نواب بشیر الدولہ آسمان جاہ بہادر کے فرزند اور آسمان جاہی پائیگاہ کے امیر ہیں اس وقت اعلیٰ حضرت کے بعد سب سے بڑا اسٹیٹ امراء حیدرآباد میں انہی کا ہے۔نواب ولی الدین خاں اعانت جنگ ولی الدولہ بہادر، نواب اقبال الدولہ وقارالامراء مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے ہیں ان کے بڑے بھائی نواب سلطان الملک بہادر اس وقت وقارالامراء پائیگاہ کے امیر ہیں ۔نواب ولی الدولہ بہادر آج سے ایک سال قبل صدر اعظم باب حکومت بھی تھے اب صدرالمہام افواج سرکار عالی ہیں ، میں نے عابد شاپ کے سامنے سے بارات دیکھی ۔تینوں پائیگاہوں کی فوج ساتھ تھی ۔دولہا چوکڑے میں تھا جس میں تاش کا فرش (جس کو زرتار بھی کہتے ہیں) تھا اور اطلس کی جھالر لگائی گئی تھی۔موجودہ زمانے میں ایسی شاندار بارات عوام کے لیے ایک عجوبہ تھی حالاں کہ آج سے دس بارہ سال پہلے ہر بارات ایسی ہی شاندار ہوتی تھی ۔مجھے دور نہ جانا چاہیے خود میری شادی جو والد مرحوم نے کی تھی اس میں اس سے کہیں زیادہ شاہانہ شوکت تھی ۔ساڑھے نو بجے میں نواب ولی الدولہ بہادر کے باغ واقع بیگم پیٹ میں پہنچا۔مہاراجہ بہادر مجھ سے پہلے تشریف لا چکے تھے۔حیدرآباد کے تمام امراء، عہدہ داران ومعززین شریکِ بزم تھے۔سوا گیارہ بجے بارات دولہن کے گھر پہنچی اور ایک بجے کے قریب عقد ہوا"۔

(بہادر یار جنگ کی ڈائری صفحہ ۲۸، ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

شادی کے باب میں ایک واقعہ جو بہادر خاں صاحب سرخیل زی مرحوم نے بیان فرمایا، اس واقعہ میں ایک پندرہ سالہ نوجوان کی عزت نفس کے احساس کی قدردانی فقید المثال ہے :

" میاں ایک اور بات یاد آئی ، پرانے لوگ کتنے وضعدار ہوتے تھے ! سید احمد میاں سلحدار تھے۔نواب صاحب نے شادی سے قبل کھانے کے انتظامات کے لیے انھیں ذمہ دار فرمایا تھا۔شادی کی دعوتوں کا سلسلہ چل رہا تھا۔اہل خاندان اور احباب چوں کہ پندرہ دن قبل ہی سے مہمان تھے۔اسی دوران پانچ سات دن گزرے تھے۔نواب صاحب کو احمد میاں کے بلانے کی ضرورت پڑی۔معلوم ہوا کھانا کھانے گھر گئے ہیں۔نواب صاحب کو بڑی حیرت ہوئی ۔جب احمد میاں آئے تو نواب صاحب نے پوچھا، احمد میاں آپ کہاں گئے تھے؟ احمد میاں نے کہا،

نواب صاحب کھانا کھانے کے لے گیا تھا۔نواب صاحب نے فرمایا، آپ روز گھر جا کر کھانا کھا رہے ہیں؟ جواب ملا ''جی''۔آپ یہاں کیوں نہیں کھا رہے ہیں۔احمد میاں نے کہا، نواب صاحب آپ نے صرف انتظام کرنے کے لیے فرمایا تھا کھانا کھانے کے لیے نہیں۔نواب صاحب اس عزتِ نفس کے جذبے سے بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا ''احمد میاں، مجھ سے غلطی ہوئی، میری شادی کی جملہ تقاریب کے ختم تک آپ، آپ کے گھر والے، بچے اور اس دوران جو مہمان آپ کے گھر آئیں ان سب کی دعوت دیتا ہوں، آپ قبول فرمائیے''۔احمد میاں، نواب صاحب کی اس قدر دانی سے اتنے متاثر ہوئے، ان کے دل سے بے اختیار ان کی زبان پر دُعا آ گئی کہ ''خدا آپ کو سلامت رکھے''۔یہ سچ ہے کہ ان ہی لوگوں سے اہل دل روشنی پاتے ہیں ؎

جن کے حصے میں چراغوں کا اُجالا بھی نہیں

اولاد

خدا نے نواب صاحب کو ہر نعمت سے سرفراز فرمایا لیکن اولاد کے رنج کی کسک باقی رکھ دی۔انھیں بچوں سے بہت پیار تھا۔نواب ماندور خاں کی لڑکی کا اپنی ڈائری میں کتنے پیار سے فرماتے ہیں :

''ماندور خاں کی لڑکی مجھے دیکھ کر بہت خوش ہے۔کل سے میٹھی میٹھی باتوں سے سارے گھر کو مسحور کر رہی ہے، مجھے اس سے بہت محبت ہے''۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :

''ماندور خاں کی لڑکی ماچھن بی بی آئی تھی۔۳ سال کی عمر ہے، خوب باتیں کرتی ہے۔دیر تک اس سے کھیلتا رہا''۔(بہادر یار جنگ کی ڈائری صفحہ ۵۵ ۲۲/نومبر ۱۹۳۷ء)

نواب صاحب کی تحریروں میں کبھی کبھی ان کے جذبات اولاد کے معاملے میں جاگ جاتے تھے۔اس جذبے کا اظہار اس تحریر میں عیاں ہے :

''آج تحصیلدار صاحب معہ اپنی بیوی اور نصف درجن بچوں کے ہمارے مہمان ہیں۔ان کے سب بچے خوب صورت اور سمجھ دار ہیں۔خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ کی اس نعمتِ عظمیٰ

سے بہرہ مند ہیں''۔(ڈائری صفحہ ۱۰۶)

اس تحریر میں کتنی مایوسی اور اولاد کی تمنا کروٹیں لے رہی ہے۔

''ایک جولاہے کی بیوہ اور نہایت محتاج عورت فاقہ کشی سے بے زار آکر اپنی لڑکی فروخت کرنے پر آمادہ تھی۔ آدمی کے آزاد بچوں کی خرید وفروخت قانوناً منع ہے اور اخلاقی حیثیت سے بھی میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔ مگر نیت اگر باندی غلام بنانے کی نہ ہو اور ہم نے اس کی ہمدردی کے خیال سے حاصل کر کے اپنے بچوں کی طرح پالا اور مسلمان کیا ہو تو میں اس کو چنداں برا نہیں سمجھتا۔ اس کی لڑکی کو پرورش کے لیے حاصل کر کے اس کا نام تہنیت رکھا۔ لڑکی بدصورت نہیں ہے اور تقریباً چھ سال کی عمر ہو گی۔ اولاد کی آرزو تو کوئی شقی القلب ہے جس کو نہیں ہوتی۔ مگر میں اپنی بیوی کی سلامتی کو بہت غنیمت سمجھتا ہوں۔ اولاد کا دینے والا خدا ہے اور ہمارا کام دُعا کرنا ہے''۔(بہادر یار جنگ کی ڈائری ۹/ جنوری ۱۹۲۸ء)

ایک اور خط میں نواب صاحب کے آنسوان کے احساساتِ قلبی کے آئینہ دار ہیں :

''تمہارے خط نے مجھے متاثر کیا اور میری آنکھوں کو اشک آلود کر دیا۔ تم باپ نہیں رکھتے اور میں اولاد نہیں رکھتا''۔(خط ۵۲۴ مکاتیب بہادر یار جنگ ج ا)

نواب صاحب کی شادی کے ۱۹ سال بعد ۸/ مارچ ۱۹۳۷ء کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اپنی والدہ کے نام پر طالیمن خاتون عرف کنیز فاطمہ رکھا۔ سارا گھر سارا قبیلہ، سارے احباب خوش ہوئے۔ محمد الف خاں خضری عارف مددگار بگی خانہ صرفخاص نے منظوم مبارک باد دی جس میں سنہ ہجری میں تاریخ ولادت نکالی :

''بتقریب ولادت باسعادت دختر نیک اختر عالی جناب مستغنی عن الالقاب نواب العلوم نواب بہادر یار جنگ دام اقبالہ :

الحمد للہ

دادخدا نواب علوم وخوش تقریر وخوش خورا

وہ چہ صبیہ خوش اقبال و خوش احوال

عارف خوش گو ز بہر بادش کرد رقم

صبح دوشنبہ نیکومہ ذی الحجہ سال
۱۳۵۵ ہجری

۸/مارچ ۱۹۳۷ء کو اللہ نے اولاد کی خوشی دی اور ۲۴/اکتوبر ۱۹۳۷ء کو (۷ ماہ ۱۵ دن) کو یہ نوخیز کلی سپردِ خاک کردی گئی۔

بچی کا جب انتقال ہوا، نواب صاحب ورنگل کے دورے پر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں اطلاع ہوئی۔ ان کی ورنگل سے واپسی ۹ بجے شب ہوئی۔ سیدھا حظیرہ میں گئے۔ اپنی تمناؤں کو سپردِ خاک کردیا اور تقریباً ۱۱ بجے شب گھر واپس ہوئے۔ نماز شکرانہ ادا کی۔ اپنی بچی کی موت پر ایک دردانگیز نظم ''مرگِ آرزو'' سپردِ قلم فرمائی۔

بنا کے بات میری بگاڑ دی تو نے
مری اُمید کی دُنیا اُجاڑ دی تو نے

نواب صاحب کی بچی کی پیدائش کی تاریخ کا ماخذ میر ولایت علی صاحب خاکسار اعلیٰ کے موسومہ خط مورخہ ۲۹/۴/۱۳۴۷ف سے ملتا ہے۔ اس خط میں نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں :

''ہر شخص واقف ہے کہ ۸/مارچ کو میرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اس کے دوسرے ہی دن سے میری بیوی زہریلے بخار میں مبتلا ہوگئی''۔ (۸/مارچ ۱۹۳۷ء)

اور وفات کے بارے میں نواب میر عثمان علی خاں والی ریاست حیدرآباد کے تعزیت نامے سے تصدیق ہوتی ہے :

''ابھی ابھی معلوم ہوا کہ تمہاری لڑکی جو کہ چند ماہ قبل پیدا ہوئی تھی گزر گئی۔ بہرحال مجھے افسوس اور تمہارے ساتھ کامل ہمدردی ہے''۔ (آصف سابع) (۲۴/اکتوبر ۱۹۳۷ء)

نواب صاحب نے اپنے لاولد ہونے پر کسی کے استفسار کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا

مشہور ہے بے باری شمشاد چمن میں

◆ ◆ ◆

والد کا انتقال

نواب صاحب کے عین عنفوان شباب میں (جب آپ کی عمر ۱۸ سال تھی) نواب نصیب یاور جنگ ثالث اس دُنیا سے چل بسے۔

وہ مہاراجہ کشن پرشاد یمین السلطنت کے یہاں دعوت کے انتظامات میں مصروف تھے۔ (ہمراہ نواب صاحب بھی تھے) وہیں طبیعت اچانک بگڑی گھر لائے گئے، حالت غیر ہوئی اور ۴۸ سال کی عمر میں راہی ملکِ عدم ہوئے۔ نواب صاحب فرزند اکبر کی حیثیت سے وارثِ جاگیر ہوئے۔ وارثِ جاگیر کیا ہوئے کانٹوں کا بستر ملا۔ علاتی ماں اور بھائیوں کے درمیان زندگی عذاب بن گئی۔ مہاراجہ کشن پرشاد اور سالار جنگ نے امکانی کوشش کر کے بڑی حد تک مسائل نزاعی کو طے کیا۔ ایثار پسند اور صابر بہادر خاں نے برکات یزدانی کی دولت کو اپنایا۔ بڑی حد تک ظاہری اختلافات کی یکسوئی ہوئی۔

لال گڑھی جاگیر کے وارث محمد بہادر خاں کو اپنے والد سے وراثت میں جاگیر کے ساتھ ساڑھے چار لاکھ کے قرض کی ادائی کی گراں بار ذمہ داری بھی ملی۔ والد کا انتقال خود ایک صدمہ عظیم تھا۔ جاگیر کی ذمہ داریوں نے اس مصیبت کو دو آتشہ کر دیا۔ یہ دور جاگیردارانہ نظام کے تحت تھا۔ حیدرآباد کے جاگیردار اپنے علاقوں میں مستقل حیثیت رکھتے تھے تاہم نظام داخلی سے ان کا پورا ربط تھا۔ چھوٹے بڑے جاگیردار تقریباً ۹۰۰ تھے۔ ان میں جو بڑے تھے امیر پائیگاہ کہلاتے تھے۔ بڑی پائیگا کی آمدنی چالیس لاکھ روپے سالانہ ہوا کرتی۔ صرف امرائے پائیگاہ ہی اقرباء سرکار تھے۔ باقی جاگیرداروں کو یہ جاگیریں ان کی خدمات کے صلے میں ملکی انتظامات میں تعاون کی شرط پر دی جاتی تھیں۔

ایک ہزار سے ایک لاکھ روپے سالانہ آمدنی رکھنے والے جاگیرداروں کی تعداد ہی زیادہ تھی۔ نواب صاحب موروثی جمعدار و جاگیردار تھے۔ اس طرح نواب صاحب کو اس موروثی

جاگیر کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری سنبھالنی پڑی۔ان ناگفتہ بہ حالات نے اس دولت مند خاندان کے وارث کوانتہائی مالی وذہنی اذیت سے دوچار کیا۔اس پر مستزادسوتیلے بھائی ماندورخاں کی خودسری سے حالات اتنے ناگفتہ ہوگئے کہ مہاراجہ اس آپسی گتھی کوسلجھانے کی پوری پوری کوشش کرتے رہے۔

ایک دن وہ بھی آیا جب مہاراجہ کشن پرشاد کی دیوڑھی میں مہاراجہ کے سامنے بدکلامی کے ساتھ ماندورخاں دست بہ گریباں ہوگئے،مہاراجہ نے مداخلت کرکے وقتی طور پراس مسئلہ کو سلجھادیا مگر مہاراج اس درجہ متاثر ہوئے کہ نواب بہادر یار جنگ اور ماندورخاں کے نام بذریعہ پوسٹ خط روانہ فرمایا جو درج ذیل ہے(پہلا خط مہاراجہ کشن پرشاد کے خطوط بہادر یار جنگ کے نام مرتبہ نذیرالدین احمد میں شریک ہے)سونے پرسہاگہ بہادر یار جنگ کی علاتی والدہ بھی نواب صاحب سے ناخوش تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان کے بچوں کا جاگیر میں جو حصہ ہےاس سے بہادر یار جنگ انھیں محروم کردیں گے۔مہاراجہ نے اس خصوص میں نواب صاحب کی سوتیلی والدہ کے نام ایک خط لکھا،اس کے بعد تصفیہ کی راہیں ہموار ہوئیں۔اس طرح ذیل کا خط مہاراجہ نے جاگیر کے جانشین کے مسئلہ کے حل میں کامیاب ثابت ہوا۔اور پھر نواب صاحب وارثِ جاگیر کی حیثیت سے اپنے والد کے جانشین بنے۔

’’خاتونِ عفت وعصمت!

آپ کومعلوم ہوگا کہ اس فقیر کے ساتھ آپ کے شوہر مرحوم کوکس قدر محبت تھی۔چنانچہ ان کا خلوص آخردم تک رہا۔ان میں جوخوبیاں شریفانہ تھیں۔وہ محتاج بیان نہیں۔اس خلوص کا اقتضا یہ ہے کہ اس وقت اگر کوئی ایسا امر جوآپ کے اعزاز ومراتب اور خاندان کے خلاف ہو یا نقصان معلوم ہوتو فقیر شاد کے لیے اس کے اصلاح کی کوشش کرنا گویا فرض ہے۔یہ بھی آپ خوب جانتے ہیں کہ جس قدر خاندانیں اپنے عروج سے زوال میں آئیں وہ صرف آپس کے نااتفاقی کا باعث تھا۔

ان دنوں ایک بات آپ کے خاندان کے متعلق مشہور ہے کہ آپس میں آپ کے اور آپ کے بڑے فرزند کے درانداز درمیانی لوگوں کے باعث سوءمزاجی پیدا ہوئی ہے۔مجھے سن کرنہ

صرف افسوس ہوا۔ بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ خدا نہ کرے یہ سوءمزاجی کوئی نقصان نہ پہنچائے۔اس لیے آپ کے شوہر کی خاطر سے یہ فقیر اپنے فرض سے ادا ہوتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ ہر گز کسی کے گفت وشنید کے اثر سے آپس کے نااتفاقی کو اپنی یا اپنے فرزند کی کامیابی نہ سمجھئے بلکہ یہ سمجھ لیجیے کہ زمانہ بہت نازک ہے اس لیے نقصان کا ہونا ممکن ہے۔

بہادر خان آپ کے بڑے فرزند گو وہ علاتی سمجھے جائیں۔مگر آپ ان کو اپنا فرزند سمجھ کر اپنے خاندان کی بھلائی جس میں ہو۔صلح سے مل کر کام لیں۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ اطاعت گزار لڑکا آپ کے مرضی کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔ میں نے جہاں تک ٹٹولا ان کا یہی بیان ہے کہ آپ کی خوشنودی کو وہ مقدم سمجھتے ہیں آپ کو لازم ہے کہ جیسے بزرگوں کا قاعدہ ہوتا ہے اور شرفا کے لیے نہایت ضروری ہے۔ بہادر خان کے کلانیت کو مقدم رکھ کر آپ اپنے اور اپنے فرزند کے حقوق کا ان سے مطالبہ کریں۔

مجھے اُمید ہے کہ اس تھوڑی سی تحریر کو آپ مفید سمجھ کر اس پر عمل کریں گے۔اگر آپ کے خاندان کے اور باہمی مصالح کے لیے اگر یہ فقیر کوئی مشورہ دے سکتا ہے اور آپ اس فقیر کے مشورے سے راضی ہو سکتے ہیں۔اور کسی کے ناواجب مشورہ پر عمل نہ کر کے فقیر کا مشورہ مان لیں گے تو بہ خوشی تمام مشورہ دوں گا۔فقط“

”محبّ شاد

آج صبح میں آپ دونوں بھائیوں کے تعلقات کی کشیدگی دیکھ کر مجھے سخت افسوس ہوا، مجھے ہرگز اُمید نہ تھی کہ آپ کے خاندان میں پرانی کشیدگی آپ کی ایسا رنگ لائے گی۔

حیدرآباد میں اکثر خاندان ایسے ہیں کہ اس فقیر سے محبت رکھتے ہیں مگر آپ کے بزرگوں کے تعلقات میرے خاندان سے نہ صرف پیشکار یا وزیر ہونے کے خیال سے دوستانہ رہے بلکہ بحیثیت ذات چندولال اور راجہ نراندر اور کشن پرشاد کے دوستانہ تعلقات چلے آتے ہیں اور یہ تعلقات پختہ سمجھے جاتے ہیں ورنہ کسی خدمت کے تعلق سے اگر دوستی رہی تو وہ ناپائیدار ہے۔یہی وجہ ہے کہ مجھے آپ سے اور آپ کے بھائیوں سے محبت ہے۔کیسی محبت ہے اور کس قدر ہے، آپ کے قلوب شہادت دیں گے۔یقین مانیں کہ میں آپ صاحبوں کو عزیز رکھتا ہوں۔اس لیے

مجھے سخت صدمہ ہوا۔ خدا کرے کہ آپ تینوں بھائی وحدت پرست تثلیث کو دور کر کے متحد ہو جائیں۔ میں اپنی وزارت کے زمانے میں بھی جس جس سے مجھے تعلق رہا ہے میں نے ان کو ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ آپس میں شیر و شکر رہو۔ اگر لڑنے کو جی چاہتا ہے اپنی چار دیواری میں لڑو مگر انسانیت کے ساتھ اور وہ لڑائی اسی حد تک رہے کہ پانی پر کی کائی کسی سبب سے پھٹ کر پھر مل جاتی ہے۔ اس سے زیادہ تاخیر نہ ہو۔ اور ایسے آپس میں رہو کہ گورنمنٹ کی مداخلت نہ ہونے پائے۔ بات یہ ہے کہ اب زمانہ دوسرا ہے۔ سابق کے زمانے میں ہزارہا گھر بگڑے ہوئے تھے اور بگڑ کر بنے۔ مگر اس زمانے میں ایک گھر میں رہنے کی توقع نہ رکھیں۔ 'آن قدح بہ شکست آں ساقی تماند'

میں نے ماندور خاں کو بھی لکھا ہے کہ اگر حقیقی بھائی مل کر رہیں تو تعریف کی بات نہیں بلکہ سوتیلے بھائی متحد رکھ کر ثابت کریں کہ ہم حقیقی ایک ماں کے بطن سے ہیں سوتیلے نہیں ہیں۔ خدا آپ سب کو توفیق نیک عطا کرے۔ آپ کا گھر بہت بڑا اور قدیم خاندانوں میں سر برآوردہ اور معزز رہا ہے۔ اپنے بزرگوں کے نام باقی رکھئے یہ ہماری بڑی خدمت ہے ان کے غیاب میں اگر ہم سے یہ ہو سکے۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ جب کبھی ملیں گے تو شیر و شکر ہو کر ملیں گے۔

شرح دستخط کشن پرشاد

فقیر''

وراثت کی نزاع، قرض خواہوں کے پیہم تقاضے اور ملازمین جاگیر کے مسلسل مطالبے اس پر مستزاد تھے۔ بہر حال کم و بیش آٹھ سال کا طویل عرصہ ان ہی گتھیوں کے سلجھانے میں صرف ہوا اور اس طرح (۲۶) سال کی عمر تک نواب صاحب نے دُنیا کو اس کی مختلف صورتوں میں دیکھ لیا اور خداداد حسن قابلیت اور حکمتِ عملی سے تمام حالات پر قابو پالیا۔

(صفحہ ۲۶ لسان الامت از مولوی عبدالرحمٰن سعید)

ابتدائی مراحل میں خاندانی جھگڑوں سے نجات کے بعد جاگیر کے حالات سے آگاہی فرمالی۔ پھر جاگیر کی دیرینہ کارروائیوں کی یکسوئی کے لیے ایک یادداشت مرتب کی کہ کونسی کارروائی مال گزاری سے متعلق ہے تو کسی کارروائی میں معتمد فوج سے ملنا ہے۔ اس خصوص میں وکلا سے ربط پیدا کیا۔ جاگیر کی کارروائیوں میں خود بھی مسلسل پیروی میں مصروف رہے۔ گوشوارہ

آمد و خرچ، کرایہ ذاتی و کرایہ ملگیات مشترکہ کے حسابات کی تیاری، امثلہ جات کی ترتیب، جاگیر کے اندرونی انتظامات، لوکل فنڈ کی رقم سے فلاحی اسکیمات کی عمل آوری، جاگیر میں راستوں کی تعمیر، درس گاہوں کا قیام، حفظِ صحت کے لیے دواؤں کا چھڑکاؤ، غرض ان ہی مسائل کی یکسوئی میں وہ منہمک رہے اور چار سال کی مسلسل محنت سے ان کی جاگیر کے انتظامات اور دفتر کی صورت گری ہوسکی۔ اپنی مسلسل محنت سے جو کامیابی اس خصوص میں انھیں ہوئی اس سے انھیں دلی مسرت حاصل ہوئی۔

''یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ میری چار سالہ کوششیں بارآور ہورہی ہیں اور اب جاگیرات کا دیہی دفتر بالکل سرکار عالی کے طریقے پر تیار اور مرتب ہو رہا ہے۔ سب بے ضابطگیاں دور ہوگئیں۔ رقم بے باق ہو کر ایک سال ہوتا ہے اور مقدم پٹواری سستی چھوڑ کر اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہوگئے ہیں۔ اب صرف ایک اہم اصلاح کا کام باقی ہے یعنی جاگیرات کی پیمائش کر کے نقشہ تیار کروانا اس کے لیے وقت اور رقم کی ضرورت ہے۔ دیکھئے خدا کب اس کی تکمیل کرواتا ہے''۔ (صفحہ ۸۴ یکم/جنوری ۱۹۲۸ء بہادر یار جنگ کی ڈائری مرتبہ نذیرالدین احمد)

نواب صاحب نے وارثِ جاگیر نواب نصیب یاور جنگ ثالث کی حیثیت سے زائد از بیس سال (۱۹۴۰ء تک) اس ذمہ داری کو سنبھالا۔

نظام کے فرمان کی رو سے معاش داروں کو اندرون و بیرون ملک سیاست میں حصہ لینے کی ممانعت کردی گئی جس کا اطلاق بہادر یار جنگ پر راست ہوتا تھا اور اس فرمان کا مقصد واحد بھی یہی تھا، ۱۹۴۰ء کے جلسہ سالانہ میں اپنی جاگیر اور خطاب سے دستبرداری کے تعلق سے اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا تھا :

''میں اپنے مالک کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے معاش دار بنے رہنے یا سیاسیات میں حصہ لینے کا انتخاب خود ہماری صوابدید پر چھوڑا۔ یہ امتحانِ وفا کا وقت ہے۔ یہ تو بہت مبارک ہوا کہ اب دیوانہ کوئے محبت جیب و دامن کی فکر سے بھی آزاد ہو رہا ہے۔ میں اس کو کوئی پابندی سمجھتا ہوں نہ سزا بلکہ یہ تو میرے لیے پروانہ آزادی ہے''۔

زندگی کی آخری سانس تک اللہ نے اس بندۂ حر کو بے نیاز رکھا۔ جب جاگیر واپس کردی تو

ان کے علاتی بھائی ماندور خاں اس جاگیر کے حق دار ہوئے۔

نواب صاحب نے جاگیرات کا دفتر بہادر خاں دولت زی کے حوالے کیا، تاکہ وہ امثلہ کی فہرست تیار کریں۔ ایک نوٹ اس ضمن میں ماندور خاں کی رہنمائی کے لیے ترتیب دیا جس کے اقتباسات کے مطالعہ سے نواب صاحب کی جاگیر کے سلسلے میں ان کی اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں سے واقفیت کا موقع فراہم ہوتا ہے :

''میں نے حضرت قبلہ گاہی مرحوم و مغفور کے انتقال کے بعد سے زائد از بیس سال ان فرائض کو انجام دیا ہے۔ چوں کہ ابتدائی زمانہ میں تحصیلدار اور معتمد کو علاحدہ کر کے تین سال تک میں نے سارا تفصیلی کام خود کیا تھا اس لیے باقی زمانہ بہت آرام سے گزرا اور یہی وجہ تھی کہ صدر دفتر و تحصیل کا عملہ میں نے بہت مختصر رکھا۔ صدر دفتر میں صرف ایک منشی ہوتا تھا جس کا فرض دفتر کو مہذب کرنا، امثلہ کو میرے سامنے پیش کرنا اور میری تجاویز کو جاری کر دینا تھا۔ تحصیل میں صرف ایک تحصیلدار اور والد مرحوم کے زمانے سے ایک جوان تحصیل دار ہوا کرتا تھا اور تحصیلدار ہی علاوہ ہشت ماہی و چہار ماہی تنقیح و جمع بندی کے دفتری مراسلت کا کام بھی کر لیا کرتا تھا۔ ابتداءً ہری کشن راؤ دیس پانڈیا کو بحیثیت پیش کار رکھا گیا تھا لیکن بعد میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اور وہ علاحدہ کر دیا گیا۔

جس وقت میں نے والد مرحوم کے انتقال کے بعد جاگیرات کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے جاگیرات میں فصل واری وصولی کی بجائے ماہواری ارسال کا طریقہ جاری تھا۔ آپ کی جاگیرات کنڈور، ورکٹ پلی اور ریگٹہ، کرم پلی میں چار فصلیں ہوتی ہیں۔ فصل خریف و آبی ماہِ دے و بہمن میں وصول ہوتی ہیں اور ربیع و تابی ماہ خورداد و تیر میں۔ لیکن لال گڑھی میں فصل ربیع نہیں ہوتی بلکہ وہاں خشکی کی صرف ایک فصل خریف ہوتی ہے۔ والد مرحوم کے زمانے میں طریقہ یہ تھا کہ کبھی کسی فصل پر رقم وصول نہیں کی جاتی تھی بلکہ کنڈور سے ماہانہ چھ سو، لال گڑھی سے ماہانہ تین سو، ریگٹہ سے ماہانہ تین سو اور واکٹ پلی سے ماہانہ ڈھائی سو روپیہ علاوہ فرمائشات روغن زرد و ہیزم سوختنی کے وصول ہو جایا کرتا تھا اور اسی کو احتیاطِ جاگیر سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ چوں کہ رعایا فصل کے درو کرنے کے بعد عموماً روپیہ خرچ کر لیا کرتی ہے اس لیے امرداد سے دبے تک وصولی میں دشواریاں

پیش آتی تھیں اور اکثر پٹیل پٹواری کسی ساہوکار سے قرض لے کر اقساط کی تکمیل کر دیا کرتے تھے اور رعایا پر بقایا ہر سال بڑھتا جاتا تھا۔ اس کا اندازہ آپ کو اس سے ہوگا کہ جس وقت میں نے قبضہ حاصل کیا ہے صرف لال گڑھی پر سولہ ہزار سے زیادہ تھا۔ قرض کی ادائی اور بقایا کے تصفیہ نے مجھے کئی سال مشغول رکھا۔ میں نے اپنے قبضہ کے ابتدائی عہد ہی میں فصل واری وصولی کا سلسلہ جاری کر دیا۔ جو الحمدللہ اب کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس بیس سال کے عرصہ میں آخری چھ سات سال میری قومی زندگی میں شمولیت و مصروفیت کے ہیں جن میں میں نے اپنے اسٹیٹ کی طرف بہت کم توجہ کی۔ اس کے باوجود آپ کے جن جاگیرات کی آمدنی حضرت قبلہ گاہی مرحوم کے عہد میں کبھی بیس ہزار سے زیادہ نہ ہوسکی تھی اب بحمداللہ چالیس ہزار کے قریب ہیں۔

عہدہ دارانِ دیہی

انتظامِ جاگیرات میں تحصیلدار ایسا عہدہ دار ہے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور پٹیل پٹواری ہمیشہ رہنے والے عہدہ دار ہیں جن کے اچھے یا برے ہونے پر جاگیر کے انتظام کا دارو مدار ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ بجز لال گڑھی کے دوسرے مواضعات کے عہدیدارانِ دیہی بہت اچھے اور واقف کار ہیں۔

پٹواری کے علاوہ ہر گاؤں میں ایک مالی پٹیل اور ایک پولیس پٹیل ہوتا ہے۔ پولیس پٹیل کی کچھ زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ تاہم اس کو قابو میں رکھنا جاگیر کے امن و انتظام کے لیے ضروری ہے۔ مالی پٹیل اس لحاظ سے اہم عہدہ دار ہے کہ وصولی مال گزاری کی ذمہ داری اس پر ہے۔

بندوبست

بجز لال گڑھی کے میں نے تمام جاگیرات کا اپنی نگرانی میں بطورِ خانگی بندوبست کرا دیا ہے جس کے اخراجات کا بار نصف رعایا پر ڈالا گیا تھا۔ لال گڑھی میں والد مرحوم کے زمانے میں پیمائش ہوئی تھی اور ایک بہت بڑا نقشہ بھی تیار ہوا تھا، لیکن وہ بالکل ناقص ہے۔ میں نے کوشش کی تھی کہ سرکار عالی کا سررشتہ بندوبست کنڈور، واکٹ پلی اور ریگٹہ کے میرے کروائے ہوئے بندوبست کی تنقیح کر کے اس کی توثیق کر دے مگر حکومت نے اس کو منظور نہیں کیا اور اب طے کر دیا گیا ہے کہ سارے جاگیرات کا بندوبست منجانب سرکار کروایا جائے گا۔

جن مواضعات میں بندوبست ہوا ہے ان میں رعایا کی شکایات سے بچنے کے لیے میں نے پانچ سال تک قرارداد شدہ محاصل کا پانچ فیصدی کم قائم کیا تھا جس کی مدت ۵۲ ف کے آخر میں ختم ہوچکی ہے۔اس سال سے پورا محاصل قرار دیا جائے۔اس سے آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔جاگیرات میں بندوبست ہوجانے کی وجہ سے پٹیل پٹواری کے انعامات شریکِ جاگیر کر کے ان کے نام پٹہ کا عمل کر دیا گیا ہے اور حسبِ قانون سرکار عالی ان کا معاوضہ بصورت اسکیل مقرر کر دیا گیا ہے۔

لوکل فنڈ

بجز لال گڑھی کے کسی جاگیر میں لوکل فنڈ وصول نہیں ہوتا تھا۔بندوبست کے بعد ہر ایک جاگیر میں لوکل فنڈ وصول ہونے لگا۔میں نے لوکل فنڈ کی آمدنی میں محترفہ بندسزانہ اور جرمانہ شامل کر کے ہر ایک گاؤں میں ایک لوکل بورڈ بنادیا ہے جس کا صدر تحصیلدار کو قرار دیا گیا اور اس لوکل بورڈ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس آمدنی کو رعایا کی تعلیم،صحت عامہ،گاؤں کی صفائی اور سڑکوں کی درستی وغیرہ پر بہ اجازت جاگیردار صرف کر دیا کرے۔یہ رقوم چوں کہ رعایا کی ملک ہیں اور جاگیردار کی آمدنی نہیں ہے اس لیے تمام جاگیرداروں کو یہی مشورہ ہے کہ وہ اس آمدنی کو لوکل بورڈ کے مشورے سے رعایا ہی کی فلاح و بہبود پر صرف کرے تا کہ رعایا خوش رہے اور سرکار عالی کو دخل اندازی کا موقعہ نہ ملے۔لال گڑھی میں والد مرحوم کے عہد سے لوکل فنڈ وصول ہوتا ہے۔

وظیفہ یابانِ جاگیرات

والد مرحوم کے زمانے میں کنڈور سے ان کے شاگرد پیشہ خواجہ علی مرحوم کی بیوہ واحد بی کو ماہانہ تین روپئے وظیفہ ملا کرتا تھا جو اب تک جاری ہے اور تختہ تقسیم حصص کے خانہ مجراداشت مشترک میں شریک ہوتا رہا ہے۔میں نے اپنے زمانہ میں ہر جاگیر میں متعدد بیواؤں اور معذوروں کو وظیفے جاری کیے جن کا بار صرف میری ذات پر رہا۔میں ان غرباء کی دُعاؤں کو اپنا بہت بڑا سہارا سمجھتا رہا ہوں۔اگر آپ ان کو جاری رکھیں تو آپ کے لیے باعثِ اجر ہوگا اور اگر آپ موقوف کرنا چاہیں تو مجھے مطلع فرمایئے تا کہ ان اللہ کے بندوں نے مجھ سے جو آس قائم کی تھی اس کو حتی الامکان ٹوٹنے نہ دوں۔

رعایا کے نزاعاتِ باہمی

میری عادت رہی کہ گو میرے اختیارات کے متجاوز اور فرائض سے باہر تھا لیکن میں ان نزاعات کے علاوہ جو بصیغہ مال میرے پاس پیش ہوتے رعایا کے دیوانی وفوج داری نوعیت کے نزاعات کا بھی کبھی اپنے اثر سے اور کبھی اقرار نامہ ثالثی حاصل کر کے تصفیہ کر دیا کرتا تھا۔اس سے ایک مقصد تو یہ تھا کہ غریب رعایا عدالت کی کشمکش سے بچے اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ رعایا کو مقدمہ بازی کی لت نہ پڑنے دی جائے ۔ کیوں کہ ان کی یہ عادت آپس کی نزاعات سے ہٹ کر خود جاگیردار کے لیے باعثِ پریشانی ہوسکتی ہے اور جانے آنے سے وہ شوخ اور جری ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھئے اصل دولت جاگیر کی آمدنی نہیں بلکہ رعایا کے مطمئن دل ہیں۔اگر آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور اپنے عہدہ داروں کی جبر و زیادتی سے بچایا تو آپ ہمیشہ مطمئن رہیں گے

موضع ریگٹہ کا تبادلہ

آپ کے مواضعات میں ریگٹہ سب سے زیادہ دور واقع ہے ۔ خاندان میں پہلا جاگیردار ہوں جس نے وہاں قدم رکھا ہے۔ میں وہاں ہر سال جایا کرتا تھا لیکن اپنی مصروفیت کی وجہ سے میں بھی گزشتہ ڈیڑھ سال سے نہ جاسکا۔اس دوری کا ایک نتیجہ تو یہ ہوا کہ تقریباً پانچ ہزار روپئے سالانہ آمدنی کا تاڑبن نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک بلاوجہ سرکار عالی کے قبضہ میں رہا اور ہمارے باپ دادا اس آمدنی سے محروم رہے ۔ اب بھی میں اس کے انتظامات میں بہت دشواریاں محسوس کرتا ہوں اس لیے میں نے ایک ملاقات میں مسٹر گرگسن سے طے کیا تھا کہ اس معاوضہ میں کوئی متبادل آمدنی کا موضع وہ مجھے کنڈور سے قریب دے دیں اور انھوں نے آمادگی بھی ظاہر کی تھی۔ میں نے اپنے استعفیٰ سے قبل اس کی تحریک بھی کر دی تھی۔

سڑک کنڈور

میں نے اپنے آخری زمانے میں تعلق دار نلگنڈہ کو تحریک کی تھی کہ وہ لوکل فنڈ کی مدد سے چوٹ اُپل سے کنڈور کی سرحد تک سڑک تعمیر کر دیں اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ اپنی جاگیر کی آمدنی سے اس سڑک کو آبادی کنڈور تک وسیع کراؤں گا۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ اس کی منظوری بھی ہو چکی ہے۔

لال گڑھی کا جنگل

لال گڑھی میں کئی ہزار ایکڑ رقبہ رمنہ اور غیری چو بینہ کے لیے چھوڑا ہوا ہے۔ والد مرحوم کے زمانے سے دو تین سال قبل تک اس کا دہ سالہ قول دیا جاتا تھا۔

ان کی اعلیٰ ظرفی کا یہ عالم تھا کہ جاگیر سے دست بردار ہونے کے بعد نواب صاحب نے کبھی جاگیر کی صورت نہیں دیکھی۔ البتہ ان کی ذاتی زمین پر نواب صاحب کا ''بہادر باغ'' تھا۔ جہاں وہ تشریف لے جاتے تھے۔

◆◆◆

بہادر باغ

۱۹۲۷ء کے زمانے میں نواب صاحب نے اپنی ذاتی زمین پر جاگیر میں بمقام کنڈور ایک باغ لگایا جس کا نام اپنے نام پر ''بہادر باغ'' رکھا۔ وہ جو بھی کام کرتے پوری پلاننگ اور نہایت سلیقہ مندی سے کرتے۔ بہادر باغ بھی ان کی سلیقہ مندی کا آئینہ دار تھا۔ پہلے زمین کی پیمائش کروائی، درمیانی حصہ میں مکان کی تعمیر، اطراف سے درختوں کی تنصیب اور روشوں کے لیے نشانات۔ درختوں کی تنصیب سے پہلے باؤلیاں کھدوائیں۔ پھر درختوں کی تنصیب کا کام شروع کروایا۔ کام کے دوران خود تشریف لے جاتے اور باغ کو آراستہ ہوتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتے :

''بہادر باغ میں جا کر گیارہ بجے تک معماروں کے ساتھ روشیں قائم کرتا اور گڑھے درختوں کے لیے کھدواتا رہا''۔ (صفحہ ۸۳ ڈائری بہادر یار جنگ ۳۰/ڈسمبر ۱۹۲۷ء)

''بہادر باغ میں گیا، گڑھے کھدوانے ہیں، باؤلیاں تیار ہو رہی ہیں''۔ (صفحہ ۸۶ ۴/جنوری ۱۹۲۸ء)

بہادر باغ کی آبیاری کے سلسلے میں نواب صاحب نے سارے (برصغیر) ہندوستان کے مشہور مقامات سے میوؤں کے درخت منگوائے۔ بطورِ خاص آم کے درخت اور ان کی وفات سے کچھ دن قبل بھی انھوں نے درختوں کے سلسلے میں آرڈر دیئے تھے۔ اس باغ سے نواب صاحب کو بڑی دلچسپی تھی۔

''بہادر باغ کو جا کر کھانا کھایا۔ بہت پر فضا مقام ہے۔ اگر باغ تیار ہو جائے تو بہت اچھی تفریح گاہ ہوگی''۔ (۱۳/فبروری ۱۹۲۸ء ڈائری صفحہ ۱۱۹)

بہادر باغ نواب صاحب کی دلچسپیوں کا مظہر تھا۔ درمیان میں ایک خوب صورت مکان، اطراف میں میوؤں کے درخت، جو دیکھتا نواب صاحب کے ذوق کی داد دیتا۔

♦ ♦ ♦

الطاف شاہانہ

خطاب سے سرفرازی

نواب صاحب کے جداعلیٰ بہ عہد سکندر جاہ دکن آئے۔ یہ بڑا پر آشوب دور تھا۔ مرہٹوں کی شورشیں پورے شباب پر تھیں۔ ایسے موقعہ پر آصف جاہی حکمران کی رعایا کی حیثیت سے مرہٹوں کی شورشوں کو دبانے اور بدامنی کا خاتمہ کرنے میں اس خاندان کے جد نے اپنے سپاہیانہ اوصاف، جرأت و ہمت سے شرپسندوں کا مقابلہ کرکے دشمن سے اپنا لوہا منوالیا۔ آصف جاہی حکمران نے ان کی بہادری اور وفاداری کے صلے میں خطاب، جاگیر اور اعزازات سے نوازا۔ نوازشوں کا یہ سلسلہ نواب صاحب کے والد بزرگوار نواب نصیب یار جنگ تک برابر جاری رہا۔ اس طرح تین پشتوں سے جاگیر سے قطع نظر خطاب کی سرفرازی کا سلسلہ بھی باقی و برقرار رہا۔ اس خاندان کی چوتھی پشت کے فرزند محمد بہادر خاں تھے جو اگرچہ وارثِ جاگیر نواب نصیب یار جنگ تھے مگر صرف خطاب یافتہ نہ تھے۔

اگرچہ دومرتبہ مہدوی منزل بیگم بازار میں سواری، شاہانہ رونق افروز ہوچکی تھی اور ایک مرتبہ خاصہ بھی عنایت ہوا تھا اور خاصہ کی نذر گزارنے کے لیے پہلی مرتبہ نواب صاحب کنگ کوٹھی تشریف لے گئے تھے۔ نظام نے ان کی گفتگو کو سن کر فرمایا ''میں تمہاری قدر کرتا ہوں''۔

ایک پس منظر کی خاطر ان واقعات کا اظہار ضروری ہے اور ان واقعات کی تصدیق ذیل کے حوالے سے ملتی ہے۔

''دومرتبہ بہادر یار جنگ کے یہاں بتقریب جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروزی ہوئی۔ نواب بہادر یار جنگ کو خاصہ عنایت ہوا۔ نواب بہادر یار جنگ نے اس سرفرازی کی نذر کنگ کوٹھی مبارک میں گزرانی اور قوم کی وفاداری و جاں نثاری کے کچھ واقعات عرض کیے۔ زبان گوہر نثار سے ارشاد مبارک ہوا کہ ''میں تمہاری قدر کرتا ہوں''۔ (صفحہ ۳ تہنیت نامہ از مولوی سید محمد تقی مجتہدی مرحوم)

بات آئی گئی ہوگئی۔ ہر سال وکٹری پلے گراؤنڈ پر عظیم الشان جلسہ میلا د النبی صلعم بڑے اہتمام سے منعقد کیا جاتا تھا جس میں بیرون دکن کے علماء بھی مدعو کیے جاتے تھے یہ ماہ دے ۱۳۴۰ ف م نومبر ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے کہ جو جلسہ میلا د حسبِ روایات قدیم منعقد ہوا۔ اس جلسے کو محمد بہادر خاں جاگیردار بھی مخاطب کرنے والے تھے۔ اس جلسے کا آغاز ہو چکا تھا۔ جس وقت محمد بہادر خاں جاگیردار تقریر کے لیے کھڑے ہوئے اس وقت تک شاہِ دکن اس محفل میلاد میں تشریف فرما نہیں تھے۔ تقریر کے نصف تک ہلچل مچ گئی۔ سیٹیاں بجنے لگیں، دیکھتے ہی دیکھتے حضور نظام محفل میلاد میں تشریف فرما ہوگئے۔ ۲۵ سالہ محمد بہادر خاں کی تقریر جاری تھی۔ نظام نے صورت دیکھی، جان لیا فرزند نصیب یار جنگ ہے۔ ایک لمحہ نہیں گزرا، سارے مجمع پر طاری کیفیت نظام پر بھی طاری ہوگئی۔ ایک عاشق رسولؐ اپنے آقا کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کر رہا ہے۔ بصیرت افروز اور ایمان آفرین تقریر کا ہر جملہ قلب کو جگر سے ٹکرا دینے پر مائل کر رہا تھا۔ اسی دوران بادشاہِ وقت کو مخاطب کرتے ہوئے محمد عربیؐ کے اس غلام نے کہا :

''اے محمد عربیؐ کے، اے تخت نشیں و تاج پوش غلام، آ، میں تجھے بتاؤں کہ اس شہنشاہ کونین کی نظر میں اندازِ ملوکیت کیا تھے''۔

اعجاز خطابت نے سحر باندھا۔ بادشاہِ وقت کی پلکوں کے کنارے آنسو تھے۔ وہ بار بار زانو پر ہاتھ مارتے اور جملوں کو دہرانے کی فرمائش کرتے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ سارا مجمع کسی جلسہ میلاد میں نہیں بلکہ حضور صلعم کے روضہ اقدس کے سامنے کھڑا ہے۔ قلب کی حضوری نے سرکار صلعم کی محبت سے سرشار کر دیا! بہادر خاں کی تقریر ختم ہوئی مگر نظام پر ایک کیفیت طاری تھی۔ گویا قلب نظام حضور انور صلعم کے حضور میں تھا۔ شاید نظام کی زندگی میں یہ پہلا لمحہ تھا جب انھیں قلب کی حضوری کے ساتھ دربارِ رسالت کی حاضری نصیب ہوئی۔ نواب صاحب کی طرف دیکھا۔ وہ منظر سامنے آیا جب ابھی ابھی

بلبل چہک رہا تھا ریاضِ رسولؐ میں

اس تاثر کا نتیجہ عطائے خطاب کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ موروثی خطاب سے الگ ''بہادر یار جنگ'' کے خطاب سے نوازے گئے۔ نواب صاحب کے نام ایک عنایت نامہ سرفراز

ہوا جس کا مضمون تھا :

"ذاتِ شاہانہ اس مذہبی وعظ سے محظوظ ہوئی اور بتقریبِ سالگرہ مبارک تم کو خطاب بہادر یار جنگ بہادر سے سرفراز فرمایا گیا"۔ (۲۱/ دے ۱۳۴۰ف م ۲۵/ نومبر ۱۹۳۰ء)

محکمہ سیاسیات کی جانب سے نواب صاحب کو بہادر یار جنگ کے خطاب سے سرفرازی کی اطلاع ذریعہ نشان ۸۹۲ دی گئی :

نشان ۸۹۲ واقع ۲۱/ ماہ دے ۱۳۴۰ف مہر

ضروری

بخدمت جناب بہادر خاں صاحب بہادر یار جنگ بہادر فرزند دولت خاں مرحوم بہ تعمیل فرمان عطوفت نشان مترشدہ ۲۴/ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ، نہایت مسرت کے ساتھ جناب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتقریب سالگرہ مبارک بارگاہِ سلطانی سے جناب کو "بہادر یار جنگ بہادر" کا خطاب سرفراز ہوا ہے میری جانب سے دلی مبارک باد قبول فرمایئے۔ فقط

دستخط

نائب معتمد سیاسیات

اس زمانے میں حیدرآباد میں طاعون کی وبا عام تھی۔ لوگ نقل مقام کر کے کیمپوں میں مقیم تھے لیکن جوشِ عقیدت مندی اور فرطِ مسرت کے باعث ۲۳/ دے ۱۳۴۰ف م ۲۷/ نومبر ۱۹۳۰ء کو جلسہ شکریہ دُعائیہ مبارک باد (قوم مہدویہ کی جانب سے) سعید آباد کیمپ میں منعقد کیا گیا اور ایک پر تکلف ایٹ ہوم دیا گیا اور دوسرا جلسہ ہیلت کیمپ مشیر آباد میں اسی مقصد کے لیے منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ تہنیت میں مولوی سید محمد تقی مجتہدی نے تہنیت نامہ پیش کیا جو قومِ مہدویہ کے اکابرین خطاب یافتہ کی مختصر تاریخ ہے (موصوف صرف خاص اور دیوانی میں منتظم تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف اور قومِ مہدویہ کے صفِ اول کے عمائدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ انجمن مہدویہ چنچل گوڑہ کے بانیوں میں سے ایک تھے۔ نواب صاحب سے بڑی محبت و عقیدت رکھتے تھے)

حیدرآباد کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا جب کہ خطاب کی سرفرازی کے موقعہ پر عوام و خواص کی جانب سے مسرت کا اظہار کیا گیا۔ چوں کہ نواب صاحب کی ذات اس وقت تک عوامی

ہو چکی تھی اور پہلی بار عوام کے عظیم قائد کو خطاب سے سرفراز کیا گیا تھا اس سے اور اسی مسرت کے اظہار میں شہر حیدرآباد کے عوام کی سخت پریشانی (وباطاعون) کے زمانے میں جشن مسرت منایا گیا جس سے عوام وخواص میں نواب صاحب کی مقبولیت اور ہردلعزیزی کا اندازہ ہوتا ہے۔

جاگیرداروں، جمعداروں، عہدیداروں اور امراء کو ڈنرہائے عیدین وسالگرہ مبارک کے موقعہ پر جو سرکاری ڈنر ہوتے تھے ان میں شرکت اور پیش کشی نذر کے متعلق نظام نے بذریعہ فرمان احکام نافذ فرمائے تھے۔

۱۹۳۰ء میں نواب صاحب خطاب یافتہ ہو چکے تھے مگر ۱۹۳۱ء تک ان کا نام شریک فہرست نہ ہوا تھا۔ جس کی بڑی وجہ شاید یہ تھی کہ والد مرحوم کی وراثت زیرتصفیہ تھی۔ اب جب کہ صدارتِ عظمٰی سے اس ضمن میں احکام نافذ ہو چکے تھے نواب صاحب نے شرکت ڈنر اور پیش کشی نذر کی اجازت کے سلسلہ میں ناظم نظم جمعیت کو لکھا۔ جب دیکھا کارروائی سرخ فیتے کی نذر ہوگئی ہے تو راست نظام کی خدمت میں معروضہ پیش کر کے عرض حال کیا جس پر فوری سالگرہ کا رقعہ بنام بہادر یار جنگ خصوصی قاصد کے ذریعہ وصول ہوا۔

سالگرہ کا دعوت نامہ صفِ دوم کے امراء کی فہرست کا تھا۔ اسی دن رقعہ مع معروضہ روانہ کر دیا۔ رقعہ انگریزی زبان میں تھا۔ اسی رقعے پر اُردو میں نظام نے لکھا ''تم ٹینٹ میں آ کر ٹھرو'' (یعنی صفِ اول کی نشست)۔ اس طرح اب نواب صاحب ہر شاہی تقریب میں صفِ اول کے امراء کی حیثیت میں مدعو کیے جانے لگے۔

میلاد کے جلسوں میں نظام نے بہادر خاں کی تقریریں سنیں اور داد دی۔ مسجد جودی میں بعد نماز عید نواب صاحب کو تقریر کے لیے بادشاہِ وقت نے دعوت دی :

''بعد نماز عید مسجد جودی میں یوم یکشنبہ تم دس بجے تک آنا۔ برائے طعام، مگر تیار ہو کر آؤ کیوں کہ تم کو تھوڑی دیر تک تقریر کرنا ہوگا، کوئی موزوں مبحث پر، بعدہ مجھ سے کہہ کر دینا''۔

(اس فرمان پر ۲۹/ رمضان المبارک لکھا ہے سنہ اور تاریخ نہیں ہے اور یہ فرمان پنسل سے لکھا ہوا ہے)

نواب صاحب نے مسجد جودی میں نظام کی خواہش پر خدا کے گھر کی تعمیر پر ایک جامع

تقریر فرمائی جس کو سن کر نظام بہت محظوظ ہوئے۔

عزیز کمپنی میں ۱۷/ جولائی ۱۹۳۲ء کو تاجران عابد بلڈنگ کی جانب سے عظیم الشان جلسہ میلاد منعقد کیا گیا جس میں مولانا الیاس برنی نے بھی تقریر فرمائی تھی اور جوش ملیح آبادی نے نظم پڑھی تھی۔ اس جلسہ میں ساڑھے چار کے بعد ذات شاہانہ کی تشریف آوری عمل میں آئی، جب الحاج بہادر یار جنگ کی تقریر کا وقت تھا۔

انیس الغرباء کے نام سے حیدرآباد میں ایک قدیم یتیم خانہ ہے۔ اس یتیم خانے میں نظام کی تشریف آوری عمل میں آئی۔ نظام کی تشریف آوری کی مسرت میں ایک جلسہ سپاس گزاری منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ میں قائد ملت نے تقریر فرمائی۔ تقریر اخبارات میں شائع ہوئی۔ نظام اس تقریر کو پڑھ کر بے حد محظوظ ہوئے اور نواب صاحب کی اس تقریر کے بارے میں فرمان جاری فرمایا :

"مولوی بہادر یار جنگ!

میں نے تمہاری اس تقریر کو بغور دیکھا جو کہ دو قسط میں رہبر دکن میں طبع ہوئی تھی جو کہ مدرسہ انیس الغرباء میں تم نے پڑھی تھی۔ اس کا کیا کہنا کہ ایک طرف جس موضوع پر لکھی گئی تھی اس کا خود طرزِ بیان بتا رہا ہے کہ وہ کیا چیز ہے اور ساتھ ہی دوسری طرف جس کے منہ سے یہ نکلی ہے اس کی قابلیتِ علمی پر یہ گواہی دے رہی ہے۔ بہر حال پڑھ کر بہت مسرور ہوا۔

آصف سابع"

حیدرآباد میں موتی محل نام کا ایک سنیما گھر تھا ۱۹۳۶ء میں آگ کے شعلوں کی نذر ہو گیا۔ بہت لوگ مرے، کئی زخمی ہوئے۔ اس تعلق سے حکومت کی جانب سے ایک "کمیٹی تحقیقات آتشزدگی موتی محل سنیما" مقرر کی گئی۔ نواب صاحب کو رکن کمیٹی مقرر کیا گیا۔ اس خصوص میں نواب صاحب نے اس حادثہ جانکاہ کی مکمل رپورٹ کے مرتب کرنے میں اہم حصہ لیا۔ اس تعلق سے نظام نے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور وزیر اعظم کے ذریعہ اپنے احساسات کا اظہار فرمایا :

"۲۳/ شہریور ۴۵ ف

۲۹/جولائی ۱۹۳۶ء

حسب الحکم عالی جناب صدر اعظم بہادر باب حکومت

بخدمت نواب بہادر یار جنگ رکن کمیٹی

تحقیقات آتشزدگی موتی محل سنیما

بشرف صدور فرمان مبارک مزنیہ ۲۵/ ربیع الثانی ۱۳۵۵ ہجری نگارش ہے کہ آپ نے سرکار کے حکم کی تعمیل میں اس حادثہ جانکاہ کی دریافت اور مکمل رپورٹ عاجلانہ طور پر مرتب کرنے میں جو حصہ لیا ہے اس کی نسبت بندگان اعلیٰ حضرت نے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ فقط

شرح دستخط''

حضرت قائد ملت کو بضمن یادگار سلور جوبلی ۲۲/ فبروری ۱۹۳۷ء کو ایک تمغہ اور ایک قطعہ سند نظام کی جانب سے عطا کی گئی :

مہر

حسب الحکم اعلیٰ حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی

ایک تمغہ نواب بہادر یار جنگ بہادر کو بہ یادگار سلور جوبلی ہمایونی حضور پرنور آصف جاہ سابع واقع ۱۰/ ذی حجۃ الحرام ۱۳۵۵ ہجری استعمال کیے جانے کی غرض سے عطا کیا جاتا ہے۔ فقط

شرح دستخط صدر اعظم

مراسلہ محکمہ معتمد سرکار عالی صیغہ سیاسیات

واقع ۳۱/ تیر ۱۳۴۹ ف

مطابق ۵/ جون ۱۹۴۰ء

مہر

منجانب مولوی خواجہ معین الدین انصاری ایچ سی ایس منصرم معتمد سرکار عالی

بخدمت جناب نواب بہادر یار جنگ بہادر

بتاریخ ۷/ رجب المرجب[۱] ۱۳۵۸ھ باغ عامہ میں آپ کو عالی جناب رائٹ آنریبل

۱۔ مطابق ۲۳/ اگست ۱۹۳۹ء

نواب سر صدر اعظم بہادر نے جو تمغہ جشن سیمیں ہمایونی عطا فرمایا تھا اس سے متعلق ایک قطعہ سند ذریعہ ہذا مرسل ہے۔ براہِ کرم وصولی سے ایماء فرمایا جائے۔ فقط

شرح دستخط مددگار معتمد

نظام، نواب صاحب کے حال و احوال سے باخبر رہتے اور ہر ضرورت کے وقت مخاطب فرماتے۔ جب نواب صاحب کی لڑکی کی وفات کی اطلاع ملی تو تعزیت نامہ تحریر فرمایا اور اپنی کامل ہمدردیوں کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

''مولوی بہادر یار جنگ ۲۴/اکتوبر ۱۹۳۷ء

ابھی مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری لڑکی جو کہ چند ماہ قبل پیدا ہوئی تھی گزر گئی اور اس کے ساتھ تمہاری خوشدامن کا بھی انتقال ہو گیا۔

دوران ان کے صدموں سے تمہاری بی بی کی حالت درست نہیں ہے اور ہونا بھی چاہیے کہ ایک نہ شد دو شد۔ مگر قضا و قدر کے معاملات میں کیا کیا جائے بجز صبر کے ایسے واقعات سے دُنیا خالی نہیں ہے۔ بہر حال مجھے افسوس اور تمہارے ساتھ کامل ہمدردی ہے۔

آصف سابع''

نواب صاحب کی علالت کی خبر سنتے تو نظام فکر مند ہوتے۔ نسخہ تجویز ہوتا دوائیں روانہ کی جاتیں۔ ۱۰/ مئی ۱۹۳۸ء کو نواب صاحب کو انفلوئنزہ ہونے کی جب نظام کو اطلاع ہوئی تو بذریعہ فرمان مبارک نواب صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے نظام نے ارشاد فرمایا :

''بہادر یار جنگ!

معلوم نہیں کہ تم کو یونانی دوا پر عقیدہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کو کھا کر دیکھو غالباً فائدہ کرے گی، خصوص ایسی حالت میں جب کہ انفلوئنزہ کی شکایت ہو۔ روزانہ صبح و شام دو وقت ۳ ماشہ ہمراہ دودھ۔ مگر اس کے ساتھ ہی ڈاکٹری علاج موقوف رہے تاکہ متضاد عمل نہ ہو''۔

آصف سابع''

۸/فبروری ۱۹۴۰ء میں نواب صاحب کی علالت کی خبر سن کر نظام نے دوائیں تجویز کیں۔ دوائیں روانہ فرمائیں اور ساتھ ہی نواب صاحب کے وجود کی اہمیت کو ان الفاظ میں واضح کیا :

''تمہارے وجود کی تمہاری قوم وملت کو ضرورت ہے اور خصوص اس دورِ انقلاب میں''۔

مشورہ خانگی

''بہادر یار جنگ!

اُمید ہے کہ تمہارا مزاج روبہ صحت ہوگا۔ دوسری طرف تمہارے وجود کی تمہاری قوم وملت کو ضرورت ہے اور خصوص اس دورِ انقلاب میں۔ لہٰذا علاج معالجہ کی طرف توجہ کرو۔ دو قسم کی دوا، خمیرہ گاؤزبان عنبری، مفرح اعظم معتدل بھجوار ہا ہوں۔ ۱) صبح میں استعمال ہو۔ انداز اً ۳ ماشہ ہمراہ دودھ اور ۲) وقتِ مغرب اسی طرح سے ۸ بجے۔ ممکن ہے کہ فائدہ کرے گی کہ یہ میری آزمودہ ادویہ ہیں جن کا میں دل دادہ ہوں''۔

کلام فصاحت التیام اعلیٰ حضرت سلطان العلوم خسروئے دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

(جس کو قائد ملت نے ۲۰/اسفندار ۱۳۴۹ف کی شب (۲۳/جنوری ۱۹۴۰ء) میں
حسبِ فرمانِ خسروی اُردو کانفرنس کے مشاعرہ میں پڑھنے کی عزت حاصل کی)

بہر مسلم چہ نازے اینست — داد مذہب چہ فرازے اینست
لوح قرآن کہ زکلکِ قدرت — ہمہ در نقش وطرازے اینست
من چہ اوصافِ نبیؐ راگویم — طینتش ہم بہ نیازے اینست
منصبِ اوکہ زا حزاب رسل — آشکارا ہمہ رازے اینست

برسر سدرہ و طوبیٰ عثمانؔ
پرکشادہ گہ چہ بازے اینست

(شاہین) تشبیہہ

بارگاہِ خسروی سے قائد ملت کی سرفرازی
فرمانِ مبارک کے ذریعہ وفاداری کی تصدیق

حیدرآباد۔ ۱۹/دے حضرت ظل سبحانی نے عواطفِ شاہانہ سے قائد ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر کو فرمانِ مبارک کے ساتھ جس میں ان کی وفاداری کی تصدیق فرمائی گئی ہے ہاتھ اور گلے کی طلائی مرصع کار زمردیں گنڈیوں کے سٹ سے سرفراز فرمایا۔ گنڈیوں کا یہ سٹ موٹر کے

ذریعہ قائدملت کوان کی جاگیر(کنڈور) پہنچادیا گیا ہے جہاں آپ اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ ایک ہفتہ تک قیام فرمائیں گے۔ (۲۴/نومبر۱۹۴۱ء)

اس خصوص میں جوفرمان جاری ہواوہ بھی نظام کے قلم سے تحریر کردہ تھااور پہلافرماں ہے جونواب صاحب کے نام بزبان انگریزی تحریر کیا گیا۔

قائدملت کو بارگاہِ خسروی سے سرفرازی

۲۴/دے۱۳۵۲اف

بارگاہِ خسروی سے ازراہِ عطوفت شاہانہ قائدملت نواب بہادر یار جنگ بہادر صدر مجلس اتحادالمسلمین کوذاتِ شاہانہ اور خانوادۂ آصفی کے ساتھ بے پناہ عقیدت مندی وکمال وفاداری پر گنڈیوں کا سٹ عطا کیا گیااور حسبِ ذیل تحریر بھی عطا کی گئی :

PRIVATE 22nd Nov : 41

MY DEAR B.Y.J.

THIS IS A MOMENTO FOR YOU; BUT I AM AFRAID IT HAS NO COMPARISON WITH YOUR LOYALTY TO THE RULER AND HIS STATE, AS YOU ARE A DEVOTED WELL WISHER.

(TRUE COPY) sd/- OSMAN ALI

◆◆◆

تحصیل علم کا شوق

والد کے انتقال کے بعد جاگیر کے انتظامات کے دوران ہی نواب صاحب کے تحصیل علم کا جذبہ پوری طرح پروان چڑھتا گیا۔ انھوں نے اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا اور تقسیم اوقات کے ذریعہ اپنی زندگی کے ابتدائی دور کے قیمتی لمحات کا صحیح مصرف کیا۔ ۲/ شہریور ۱۳۳۹ف م ۸/ جولائی ۱۹۳۰ء کے ایک خط میں جو جناب تصور صاحب کا موسومہ ہے ان کی طالب علمانہ زندگی کے بارے میں ایک اشارہ ملتا ہے :

''میں معافی چاہتا ہوں لیکن اپنی مصروفیات سے مجبور ہوں۔ صبح ۶ بجے سے ۹ بجے تک عربی اور انگریزی درسوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ گویا وہ میری طالب علمی کا وقت ہے۔ ۳ بجے سے ۴ بجے تک ملاقاتِ عام کا وقت رکھا ہے''۔

وہ اپنے نظام العمل پر بڑی سختی سے عمل پیرا تھے جس کے باعث وہ اپنے ابتدائی دور میں اپنے وقت کا صحیح مصرف کر سکے اور حصولِ علم اور زبانوں کے سیکھنے کے شوق کی تکمیل ممکن ہو سکی۔

علامہ مولوی سعادت اللہ خاں صاحب

سب سے پہلے مولوی سعادت اللہ خاں صاحب سے رجوع ہوئے۔ (جو نواب صاحب کے اساتذہ میں سے تھے) اور ان سے درخواست کی کہ ایک گھنٹہ روزانہ دیں تا کہ عربی کی تکمیل کر سکوں۔ ''مغرب کے بعد مولوی سعادت اللہ خاں صاحب تشریف لاتے تھے۔ یہ میرے استاد اور مدرسہ دارالعلوم میں مددگار پرنسپل ہیں۔ یہی دارالعلوم السنہ شرقیہ کا مرکز تھا تو انھوں نے وہاں سے مولوی فاضل، منشی فاضل اور کامل و متکلم کے امتحانات دیئے تھے۔ افغانانِ مہدویہ کو مولانا پر فخر ہے۔ اس سے قبل اضلاع پر متعین تھے۔ اب ایک سال سے دارالعلوم میں تشریف لائے ہیں۔ میرے مکان سے قریب ہی رہتے ہیں۔ میں نے گزارش کی تھی کہ صبح یا شام میں ایک گھنٹہ اگر مجھے دے سکیں تو میں اپنی عربی کی تکمیل کرلوں۔ رضامندی ظاہر فرمائی تھی اور آج از راہِ عنایت خود ہی

تشریف لائے تھے کہ کتب درس اور وقت کا تعین کریں۔ایک گھنٹہ گفتگو رہی۔ میں نے کتابیں خریدنے کے بعد اطلاع دینے کا وعدہ کیا۔وہ تشریف لے گئے''۔

(بہادر یار جنگ کی ڈائری ۸/۱اکتوبر۱۹۲۷ء)

''چارمینار کی دکانوں پر عربی کی وہ کتابیں تلاش کیں جو کل مولوی سعادت اللہ خاں صاحب نے لکھوادی تھیں۔کتنا جلد زمانے نے پلٹا کھایا ہے کہ اب سے بیس برس پہلے حیدرآباد علومِ مشرقیہ کا مرکز تھا مگر آج السنہ مشرقیہ کی متداولہ کتابیں تلاش سے بھی وہاں میسر نہیں آتیں۔ ایک دکان پر فصول اکبری اور تاریخ الخلفاء نظر آئی''۔(بہادر یار جنگ کی ڈائری صفحہ۱۲ ۹/۱اکتوبر۱۹۲۷ء)

۱۶/۱اکتوبر۱۹۲۷ء نواب صاحب نے مولوی سعادت اللہ خاں صاحب سے باضابطہ عربی کتب کے درس کا آغاز فرمایا۔روز مولوی سعادت اللہ خاں صاحب تشریف لاتے تھے،ان سے عربی کا درس شروع کیا۔آج تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی کا درس ہوا۔(صفحہ۲۰ ۱۶/۱اکتوبر۱۹۲۷ء)

اس طرح عربی کی تکمیل کا آغاز ہوا،اور یہ سلسلہ تکمیل تک جاری رہا۔مولوی محمد سعادت اللہ خاں صاحب متبحر عالم تھے،درسِ نظامی کی تکمیل بحرالعلوم علامہ سید اشرف شمسیؒ کے پاس فرمایا۔ اُردو، فارسی اور عربی کے قادرالکلام شاعر تھے، ہوشؔ تخلص فرماتے تھے۔تاریخ سادات افغانی، تاریخ مہدبین ،تفسیر سعادۃ البیان، حواسی وتفسیر لوامع البیان وغیرہ آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔ آپ کی علمیت کا اندازہ صرف اس بات سے عیاں ہوجاتا ہے کہ بحرالعلوم حضرت شمسیؒ جیسے عالم بے بدل نے آپ کو اپنا جانشین بنایا۔حضرت شمسیؒ کی وفات پر نواب صاحب نے جو منظوم خراج عقیدت پیش فرمایا تھا ایک شعر میں آپ کی علامہ سے اس نسبتِ علمی کا اشارہ موجود ہے ۔

ہے ہوش ہم میں ماہ صفت جلوہ گر مگر
تجھ کو کہاں سے پائیں ہم اے آفتاب علم

فن شاعری

فن شاعری میں نواب صاحب کو وحید العصر علامہ نجم الدین صاحب المعیؔ کی شاگردی کا شرف حاصل رہا۔

علامہ المعیؔ صاحب دیوان شاعر تھے۔''ذکرِ خیر'' کے نام سے آپ کا مذہبی کلام (مجلس

الکلام چنچل گوڑہ کے زیر اہتمام) شائع ہو چکا ہے جس پر سند کے زیر عنوان علامہ شمسی کی رائے درج ہے۔

علامہ شمسی کے شاگردوں میں آپ خاص مقام کے حامل تھے۔ استاد کو اپنے شاگرد کی علمیت پر اس درجہ بھروسہ تھا کہ مذہبی و علمی مقالات یا کتب جو بغرض اصلاح آتیں عدیم الفرصتی کے باعث اگر علامہ انھیں نہ دیکھ پاتے تو فرماتے المعی کو بتادنا، ان کا دیکھنا میرا دیکھنا برابر ہے۔

بحرالعلوم حضرت علامہ سید اشرف شمسی مدظلہ العالی

علامہ شمسی کا شماران علمائے کرام میں ہوتا ہے جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں آپ جامعہ عثمانیہ میں پروفیسر بھی تھے، لیکن صبح و شام درس ہی میں وقت گزرتا۔

آپ کی تصانیف کی تعداد (۱۰۰) بیان کی جاتی ہے۔ اکثر تصانیف عربی اور فارسی زبان میں ہیں۔ لوامع البیان جو قرآن کی مکمل تفسیر ہے اپنے معلومات کے اعتبار سے لاثانی تفسیر سمجھی جاتی ہے۔ رسالۃ المعراج، تنویرالھدایہ، رسالہ دُعا اور کئی کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی ہیں۔

وہ جس خاندان کے چشم و چراغ تھے وہ متوکل، فقیر، مہدویہ کا گھرانہ تھا۔ بوریا بچھا ہوتا، طالبِ علم آتے، امیر بھی، غریب بھی، مبتدی بھی، منتہی بھی، سب اسی بوریئے پر بیٹھتے اور فیض یاب ہوتے۔

۱۴ سال کی عمر سے نواب صاحب کو حضرت علامہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ نواب صاحب کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے کہ اپنے وقت کے اتنے عظیم عالم دین کے قدموں میں بیٹھ کر تحصیل علم کا انھیں موقعہ ملا۔ علامہ شمسی کے فیضان سے اتنا علم محمد بہادر خاں کو ملا کہ وہ خود بھی دین کا ستون بن گئے۔

نواب صاحب کے حصولِ علم کے ذوق کا اندازہ کیجئے۔ ۱۴ سالہ نواب زادہ رات کے دو بجے اپنے استاد کے گھر جاتا اور صبح کے چار بجے تک اپنے استاد سے درس حاصل کرتا۔ وہ خود اس تعلق سے تحریر فرماتے ہیں :

''مولانا دو بجے رات سے چار بجے صبح تک اس ناچیز کو حدیث، فلسفہ، منطق اور ادب کا درس دیا کرتے تھے''۔ (علامہ شمسی نمبر رسالہ مکتبہ)

نواب صاحب اپنے استاد کی موت پر اپنے احساساتِ قلبی کا اظہار کرتے ہوئے نذرانہ عقیدت پیش فرماتے ہیں۔

زیرِ زمیں غروب ہوا آفتاب علم

اُستاد عربی (بول چال کی زبان)

شیخ عمر بن سعید العمودی

''شیخ عمر بن سعید العمودی سے میں نے عربی گفتگو سیکھی''۔

(بہادر یار جنگ کی ڈائری صفحہ ۱۵۹ ۷/اپریل ۱۹۲۸ء)

حفظِ قرآن مجید

نواب صاحب کی ۱۹۲۷ء کی ڈائری کے اوراق میں جگہ جگہ نواب صاحب کے حفظِ قرآن کا ذکر ملتا ہے :

''دس بجے نماز عشاء پڑھی۔ کچھ دیر قرآن حفظ کیا اور سو گیا۔ حفظِ قرآن آٹھ دس ماہ سے ملتوی تھا۔ گزشتہ سال ملیریا بخار کا جو سلسلہ چھ سات ماہ تک قائم رہا تھا، اس نے دماغ کو ایسا کمزور کر دیا تھا کہ ایک ہی دو آیتوں کے حفظ کرنے سے سر میں درد ہونے لگتا تھا۔ اب الحمدللہ اس قابل ہوا ہوں کہ پھر حفظ کا سلسلہ شروع کر سکوں۔ آج سورہ ۲۹ کے رکوع اول کا نصف اول حفظ کیا''۔

(۱۶/ڈسمبر ۱۹۲۷ء بہادر یار جنگ کی ڈائری صفحہ ۶۹)

''نماز عصر کے بعد گھر میں بیوی کو حفظ کیا ہوا قرآن سنایا''۔ (۱۷/ڈسمبر صفحہ ۷۵)

لیکن ان یادداشتوں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ پورا کلامِ پاک حفظ کرنے کے ارادے سے حفظ کا یہ سلسلہ شروع کیا تھا یا صرف سورتیں حفظ کیا کرتے تھے!

◆◆◆

علم تجوید وقرأت

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً . (پارہ۲۹ رکوع۱۲)

اور قرآن پاک کی تلاوت ترتیل یعنی تجوید کے ساتھ کرو۔

عالمی شہرت یافتہ قاری مولانا قاری روشن علی صاحب سے نواب صاحب نے قرأت و تجوید کی باضابطہ تحصیل کی۔

اپنی تقریروں میں جب وہ آیاتِ قرآنی کو ترتیل سے پڑھا کرتے تو نہ صرف کان بلکہ دل بھی محوِ سماعت ہو جاتا۔

۱۹۴۱ء سے ہر سال اپنے استاد محترم کی سرپرستی میں بیت الامت میں سماعت قرآن کا اہتمام کیا جاتا۔ ہر سال قراء کی اس محفل میں نواب صاحب خود بھی حصہ لیتے اور فجر تک یہ مبارک محفل جاری رہتی۔ اس خصوص میں اپنے استاد محترم کو جلسہ کی یاد دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

''معراج کی شب بہت قریب ہے۔ اس لیے براہ کرم آج قراء کی فہرست روانہ فرما کر ممنون فرمایئے تاکہ ان کے نام دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں۔ اس محفل کی کامیابی کا تمام تر دارومدار حضرت کی توجہ پر ہے اور میں خاص توجہ کا اُمیدوار ہوں۔ حسب سال گزشتہ میں مجلس قرأت مجید کے انعقاد کا شرف حاصل کر رہا ہوں''۔

(مکتوب ۳۱/جولائی ۱۹۴۲ء مکاتیب بہادر یار جنگ جلد اول)

◆◆◆

زبان دانی

نواب صاحب کو اس بات کا پورا پورا اندازہ تھا کہ مادری زبان کے علاوہ انھیں عربی اور فارسی زبان پر عبور حاصل کرنا ازبس ضروری ہے۔ کیوں کہ ان زبانوں میں علومِ اسلامی کا خزانہ ہے اور رابطہ عالم اسلامی کے لیے بھی ان کا ان زبانوں کا جاننا ضروری ہے۔

پھر انگریزی زبان ایک سکہ رائج الوقت ہے۔ اس زبان کے حصول سے ایک طرف اہل فرنگ کے اربابِ علم و دانش سے علمی تعارف پیدا ہوتا ہے تو دوسری طرف سیاست سے متعلقہ پہلو سے آگاہی، ساتھ ہی ترقی یافتہ دور میں تعلیم یافتہ اربابِ علم و دانش اور اہل سیاست سے تعلق کے لیے اس زبان سے کماحقہ واقفیت کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

جاگیر کے معاملات کے سلسلہ میں تلگو زبان کا جاننا ان کے لیے ضروری تھا۔ سرحد میں اپنی فسوں ساز قیادت کا لوہا منوانے اور اہل سرحد کو مسلم لیگ کے پرچم تلے لانے کے لیے انھیں پشتو زبان بھی سیکھنی پڑی۔ ڈاکٹر حمید اللہ اس تعلق سے فرماتے ہیں :

''اسی ذہانت سے وہ مختلف زبانیں بھی خوب سیکھ گئے تھے۔ اُردو، فارسی، عربی، انگریزی اور غالباً پشتو بھی کافی بول لیتے تھے''۔

(بحوالہ مضمون ڈاکٹر حمید اللہ بعنوان ''دکن کی ایک کثیر جہتی شخصیت'' صفحہ ۵ رسالہ ''روح ترقی'' رجب ۱۳۶۷ھ م ۱۹۴۸ء)

اُردو

نوعمری میں سب سے پہلے مادری زبان کی طرف نواب صاحب نے توجہ فرمائی۔ ناولوں کے مطالعہ نے زبان کی لذت سے آشنا کیا۔ شرؔر ان کے پسندیدہ ناول نگار تھے۔

شرؔر کی زبان سے لطف بیان میں جان اور مضمون میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ بس وہ ابتداءً اس لطفِ بیان کے شیدائی بنے اور بیان کی اس رنگینی کے رنگ کو اپنایا۔ اس خصوص میں مولوی محمد احمد خاں صاحب نے ''ہمارا قائد'' میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جو اس بیان کی تصدیق

کرتا ہے :

''میں ابھی چھوٹا تھا، حضرت قبلہ گاہی مرحوم کے ایک دوست ملنے آئے۔ میری گفتگو کو سن کر انھوں نے پوچھا کہ میاں تمہارے والد کی زبان تو ایسی نہیں ہے جیسی تمہاری ہے۔ وہ تو وہی حیدرآباد کی زبان ''نکو''[1]، ''کاں''[2]، ''اپے''[3] ہی بولتے ہیں اور تم ہو کہ بڑی اچھی گفتگو کرتے ہو۔ آخر یہ زبان تم نے کس سے سیکھی ہے۔ میں نے فوراً جواب دیا مولوی عبدالحلیم صاحب شؔرر سے —— وہ کچھ پریشان سے ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ تم نے ان سے زبان کیسے سیکھی۔ وہ تو لکھنؤ میں رہتے ہیں۔ میں نے کہا آپ درست فرماتے ہیں مگر زبان میں نے ان ہی سے سیکھی ہے، وہ اور پریشان ہوئے۔ پھر میں نے ان کی پریشانی کو رفع کرتے ہوئے کہا کہ مولوی عبدالحلیم شؔرر کے ناولوں کو پڑھ پڑھ کر''۔

'' گاڑی میں سوار ہوتا تھا تو مدرسہ سے گھر پہنچنے تک ناول کے ایک دو باب ضرور ختم ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس شوق نے جنون کی شکل اختیار کر لی''۔

اُردو زبان سیکھنے کے شوق کی محرک اوائل عمری میں جو بات ہوئی اس کا ذکر کرتے ہوئے نواب صاحب فرماتے ہیں :

'' والد مرحوم کی خدمت میں شمالی ہند کے اکثر اصحاب تشریف لایا کرتے تھے۔ ان کی گفتگو کو سن کر اپنی زبان کے نقائص کا احساس بڑھتا گیا۔ نتیجتاً سب سے زیادہ توجہ زبان کی درستی پر مرکوز رہی۔ کوئی اچھی ترکیب، کوئی نئی تشبیہہ، کوئی استعارہ، کوئی انوکھا استعارہ نظر سے گزرتا تو سب سے بڑی فکر یہ دامن گیر ہو جاتی تھی کہ اس کو جلد سے جلد صحیح طریقے پر اپنی گفتگو میں استعمال کر لیا جائے۔

اچھے ادیبوں کے کئی کئی فقرے بے تکلف اور بلا کسی کم و بیش کے استعمال کرتا اور یہی میری زبان کی درستی کا سب سے بڑا آلہ ثابت ہوا''۔

(''میں مطالعہ کس طرح کرتا تھا'' رسالہ ''ہماری کتابیں'' اگست ۱۹۴۲ء)

اپنی مادری زبان پر انھیں اس درجہ عبور حاصل تھا کہ اہل زبان بھی ان کی زبان دانی کی

---

۱ نہیں ۲ کہاں ۳ آپ

داد دیتے تھے۔

فارسی دانی

فارسی اور عربی زبان کی ابتدائی کتابوں سے تعارف و تعلق کا سلسلہ نو جوانی میں شوق و جستجو کی منزل سے ہمکنار ہو کر پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

نواب صاحب نے فارسی کی ابتدائی کتابیں استاد سے پڑھیں۔ آمدن سی لفظی صفت المصادر اور چہل سبق کے بعد نواب صاحب نے گلستاں کی ابتدا فرمائی۔ اس دوران ان میں اتنی استعداد پیدا ہوگئی کہ وہ فارسی پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ بوستان، حافظ، عمر خیام، نظیری کو پڑھا۔ ذاتی مطالعہ اور شوق نے استعدادِ علمی میں روز افزوں اضافہ کیا۔ وہ اپنی مادری زبان کی طرح فارسی زبان کو اس درجہ اپنا چکے کہ ایران اور افغانستان کے شاہ اور اکابرین نے ان کی فارسی دانی پر تعجب و مسرت کا اظہار کیا۔

اس خصوص میں مولوی عبدالرحمٰن سعید اپنی کتاب ''لسان الامت'' میں تحریر فرماتے ہیں :

''یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ انگریزی نوشت و خواند کی صلاحیت کے ساتھ عربی اور فارسی زبان میں آپ کو گفتگو کی محیر العقول دستگاہ حاصل تھی۔ بلادِ اسلامیہ کے سفر کے دوران میں مصر اور حجاز میں مقامی اکابر سے عربی میں اور ایران و افغانستان کے وزراء اور غازی نادر شاہ سے سے فارسی میں گفتگو فرمائی جس پر غازی مرحوم نے استعجاباً اپنے مصاحبین سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ ''نواب صاحب در زبان فارسی خیلے خوب گپ[1] می زنند''۔ (صفحہ ۶۶ و ۶۷)

فارسی دانی کے باب میں شاہ دکن کی سندِ پسند سے دو تحریروں کا ذکر ذیل میں مذکور ہے۔ شاہ دکن امراء عظام کو خاصہ سرفراز فرماتے تھے۔ یہ الطافِ شاہانہ کی روایات میں شامل تھا۔ کئی بار یہ ہوا کہ خاصہ وصول ہوا اور جواب میں اظہارِ تشکر بزبانِ فارسی نوب صاحب نے فرمایا۔ چوں کہ نظام کی فارسی دانی مسلمہ حیثیت کی حامل تھی۔

نواب صاحب کی فارسی تحریر

''یکم ربیع الثانی

---

[1] گپ زدن : بامحاورہ گفتگو کرنا (اہل زبان کا محاورہ ہے)

کلاہ گوشۂ دہقاں بہ آفتاب رسید۔ فدوی وابستہ دامن عز و وقار آصف جاہی پروردہ بارگاہ جہاں پناہی، خار دیدہ دشمنانِ سلطنت اسلامیہ، گل صد برگ چمنستان عثمانیہ کہ از ہوائے دامن لطف و کرم سلطانی شگفتہ از عطائے مائدہ ظل سبحانی سرفراز گشتہ“۔

ایک اور واقعہ اس خصوص میں قابل ذکر ہے۔ نواب صاحب کی دیوڑھی بیت الامت میں مجلس اتحاد المسلمین کی عاملہ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ نظام کی طرف سے خاصہ آیا۔ جواب تشکر کے طور پر چند جملے نواب صاحب نے تحریر فرما دیئے۔ نظام اس تحریر سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ دوسرے دن کے اخبار صبح دکن میں نواب صاحب کی تحریر اپنی سند پسند کے ہمراہ شائع کی۔ اس فرمان میں نظام نے نواب صاحب کی فارسی دانی کی داد دی ہے۔

فرمان

(نقل پرچہ رسید طعام برائے بہادر یار جنگ)

تحریر بہادر یار جنگ بہ زبان فارسی

”فدوی جاں نثار موروثی از زلہ مائدہ ظل اللہ سرفراز گشتہ۔ ہمہ جاں نثارانِ سلطنت آصفیہ و وابستگانِ دامن حضرت شمس الملّت والدین، کہ ارکان مجلس عاملہ صدر مجلس اتحاد المسلمین و اخص خدمت گذارانِ حضرت بندگانِ عالی ہستند و جان و مال خویش برائے حفاظت سلطنتِ آصفیہ اسلامیہ (حفظہا اللہ عن کل آفاتٍ وبلیتہٍ) وقف کردہ اند و ایں وقت بہ کلبہ احزانِ ایں وفا شعار مصروف فکر و نظر بودند، از الطافِ جہاں پناہی بہرہ اندوز و مفتخر گشتند و بہ بارگاہِ جل و علیٰ دعا گذار ہستند کہ

الٰہی آفتاب عمر و اقبال شاہ دین پناہ ما کہ قلب او پیمانہ ملبب زبادۂ حبِ رسول (علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات) است تا ابد تابان و درخشان باد۔ آمین

بحق طٰہٰ و یٰسین ——— بہادر یار جنگ“

۲) بہ بہ کہ او اگر چہ مثل ما از خاک شیراز و اصفہان نیست تا ہم قلم او چہ خوب فارسی می نویسد۔ و ایں سبب حصول علم و فضل است (بہ حد خویش) ورنہ با محاورہ فارسی نوشتن یا گفتن خصوص برائے ابنائے دکن کارے وارد و ما ارادہ می داریم کہ حتی الامکان با او ہمیں زبان گفتگو می کنیم و ہم تحریر می

نویسیم چرا کہ مزاولت بہ السنہ دیگر ضروریست ورنہ مابا آنہا نا آشنامی باشیم۔ درآں حالیہ مزاولت نہ باشد۔

راست است کہ ذوق وشوق ہم چیزے ہست کہ ما اور انظر انداز کردن نمی توانیم، خصوص آن وقت کہ جان دادن بہ جسم زبانِ مردہ پیش نظر باشد یا قلبی اتصال بوجہ چاشنی وہم شیرینی"۔

(صبح دکن مؤرخہ ۲۸/ مئی ۱۹۴۲ء)

بلادِ اسلامیہ کے سفر میں عربی اور فارسی زبان میں ان کی فصیح و بلیغ گفتگو اہل علم اور اکابرین کے لیے وجہ حیرت بن گئی۔

"نواب صاحب کی ایک قہوہ خانے میں ایک فرانسیسی سے ملاقات ہوئی جو فرانس میں علوم مشرقیہ کا معلم تھا۔ مصر میں زبانِ عربی کی تحصیل کی تھی اور اب فارسی زبان سیکھنے کے لیے ایران جارہا تھا۔ نواب صاحب سے اس نے فصیح فارسی میں گفتگو کی"۔ (سفرنامہ بلادِ اسلامیہ صفحہ ۹۳ ۲۳/اگست)

"میری فارسی افغانستان کے لیے وجہ حیرت بنی ہوئی ہے۔ وہ کسی قدر غیر فصیح فارسی بولتے ہیں۔ مجھے ایران میں قیام کی وجہ سے فارسی بول چال میں ذرا سی مشق ہوگئی ہے۔ ہر شخص میری فارسی گفتگو کو استحسان اور حیرت سے سنتا ہے"۔

(سفرنامہ بلادِ اسلامیہ صفحہ ۱۸۲ مرتب نذیر الدین احمد سوانح نگار بہادر یار جنگ)

عربی دانی

علامہ شمسی اور علامہ سعادت اللہ خاں صاحب سے نواب صاحب نے باضابطہ عربی ادب کی تحصیل بھی فرمائی تھی۔ لیکن اہل علم وفضل سے جو اہل زبان بھی ہوں ان کی اپنی زبان میں گفتگو کرنا کچھ آسان نہیں ہوتا۔ علامہ حسن الاعظمی (جامعہ ازہر) نے مصر میں نواب صاحب کی تشریف آوری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پہلے پہل آپ نے اپنی ترجمانی کے لیے ایک ہندوستانی ترجمان مقرر کیا، لیکن بہت جلد یہ محسوس کرلیا کہ یہ شخص صحیح ترجمانی نہیں کررہا ہے، لہٰذا کسی جھجک اور خوف کے بغیر خود سنبھل کر عربی بولنا شروع کیا اور ان کی ذہانت کی کون داد نہ دے گا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں خاص روانی کے ساتھ عربی گفتگو فرمانے لگے"۔ (ہمارا قائد از مولوی محمد احمد خاں صاحب صفحہ ۱۴۵، ۱۴۶)

نواب صاحب عربی زبان میں لکھنے پڑھنے اور بولنے پر قدرت رکھتے تھے اسلامی ممالک کے دورے میں ان کی عربی دانی کی المصور، الہلال، المقطم اور دیگر اخبارات و جرائد نے جلی سرخیوں میں ''ایک ہندی امیر جو فصحاء عرب کی طرح عربی زبان میں گفتگو کرتا ہے'' کے زیرِ عنوان نواب صاحب کی عربی دانی کی داد دی۔ قونصل جنرل مصر متعینہ بمبئی کے اعزاز میں بیت الامت بیگم بازار میں قائد ملت نے ۱۴/ ستمبر ۱۹۴۰ء کو عصرانہ ترتیب دیا جس میں علماء، امراء، وکلاء، قائدین، صدراعظم، صدورالمہام شریکِ دعوت تھے۔ نواب صاحب نے اس موقعہ پر اپنے مہمانان کا خیر مقدم کرتے ہوئے عربی زبان میں تقریر فرمائی۔ ہزاکسی لنسی قونصل جنرل مصر اور تمام مہمان دم بخود رہ گئے۔ کیوں کہ پہلی بار ان لوگوں نے نواب صاحب کو عربی زبان میں تقریر کرتے ہوئے سنا۔ نواب صاحب کے استاد اور عالم وقت مولوی سعادت اللہ خاں صاحب فرطِ مسرت سے پھولوں نہ سمارہے تھے۔ نواب صاحب کو گلے لگالیا اور دُعاؤں سے سرفراز کیا۔

اس عربی تقریر سے قونصل ایران بے حد متاثر ہوئے اور جواب میں عربی میں تقریر کرتے ہوئے نواب صاحب کے بارے میں فرمایا :

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی دلکش اور دلآویز تقریر عربی زبان میں اہل ہند میں کوئی کرسکتا ہے''۔

اس موقعہ پر نواب صاحب کی اس یادگار عربی تقریر کا اُردو ترجمہ خوانِ نعمت کے زیرِ عنوان ہدیہ ناظرین ہے :

''حمد و ثناء اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے سزاوار ہے جس نے ایمانِ اُخوت کو سب سے زیادہ مضبوط و استوار رشتہ اور اسلامی روابط کو ایک متعین و ناقابل شکست رابطہ بنایا اور درود اس برگزیدہ نبی عربی صلعم پر جس نے عرب و عجم کو ایک کلمہ پر جمع کر کے مشرق و مغرب میں مسلمانوں کو ایک اُمت ہونے کا شرف عطا کیا اِنَّـمَـا الْـمُـؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ۔ ہم مصر اور حیدر آباد کو دو ایسے دیار سمجھتے ہیں جو دو حقیقی بھائیوں کے زیرِ سیادت ہوں۔ میں پچھلے دنوں مصر جانے کی مسرت حاصل کر چکا ہوں مصریوں نے جس طرح مجھے خوش آمدید کہا۔ اربابِ حکومت اور عمائد نے جس کشادہ پیشانی کے ساتھ میری مہمان نوازی کی اس کے نہ مٹنے والے نقوش میرے قلب پر مرتسم ہیں۔

آج جناب والا کو اپنے یہاں دیکھ کر میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ تمام نقوش پھر سے تازہ ہو گئے ہیں۔

میرے محترم دوست دولت اسلامیہ آصفیہ اور دولت اسلامیہ مصر کے مابین روحانی اور مادی دونوں قسم کے ایسے روابط ہیں جو ہم کو ایک جماعت بنا دیتے ہیں۔ دینی اشتراک کے علاوہ عربی زبان کا واسطہ ایک مستحکم واسطہ ہے، یہ عربی پڑھتے ہیں اور دولت آصفیہ اس کی ترویج کے لیے ہر طرح مساعی ہے۔ کوئی سرکاری یا غیر سرکاری مدرسہ ایسا نہیں جس میں اس زبان وحی کی تعلیم کا انتظام نہ ہو، ان کے علاوہ جامعہ مصریہ اور جامعہ ازہر میں ہم اپنے بچوں کو تعلیم کے لیے بھیجتے ہیں بہتیرے افراد اس وقت ہمارے ہاں عربی زبان کی خدمت کر رہے ہیں جنھیں مصری جامعات سے اعلیٰ سند رکھنے کی عزت حاصل ہے۔ ہماری مصری ٹوپیاں اگر ہمیں وضع و شعار میں مصری بنا رہی ہیں تو وہ نفیس مصری مصنوعات جن کی کثیر مقدار ہر سال درآمد کی جاتی ہے ہمارے افکار و خیالات کو مصری سانچہ میں ڈھالتی ہیں۔ بہت دن نہیں ہوئے کہ جامعہ ازہر کا ایک سرکاری وفد اتحاد تعلیم اسلامی کی غرض سے ہمارے یہاں آیا۔ ہم جناب والا کے واسطے سے ازہر کا تمام مسلمانوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہاں سے اسلامی تعلیمات کے پھیلانے اور دین حق کی طرف دفاع کی خدمت انجام دینے کی مسلسل کوشش ہوتی رہی ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ جب کبھی اسلامی عقائد اور اسلامی ثقافت پر اندرونی و بیرونی حملہ کیا گیا ہے تو جامعہ ازہر جملہ اداروں کے مقابلہ میں سد سکندری ثابت ہوتی ہے۔

میرے محترم دوست دُنیا نے ایسا خطرناک دور جس سے ہم گزر رہے ہیں، شاید نہیں دیکھا ہوگا۔ اس کا احسان ہے کہ مسلمانوں کے لیے یہی خطرناک اور ان کے باہمی ارتباط تعاون اور بنیاد مرصوص ہو جانے کے لیے سب سے زیادہ سازگار ہے شاید اتنے مخلص زعما اتنے سمجھ دار اہل قلم اور اتنے صالح فرماں روا کبھی اکٹھا نہ کیے ہوں یہی وجہ ہے کہ میں ایک پرانی اُمید کے برآنے کے لیے اپنے آپ کو بہت رجائی پاتا ہوں۔ میں مسلمانوں کو چوکانا چاہتا ہوں کہ وقت کے ہاتھ سے چلے جانے سے پہلے وہ اس سے فائدہ اُٹھالیں۔ اس سے زیادہ تصریح کی ضرورت میں محسوس نہیں کرتا۔ خصوصاً آپ جیسے بالغ نظر مدبر کے سامنے میرے دوست ہم پر اس نازک دور میں انفرادی و اجتماعی بہت سی ذمہ داریاں ہیں۔ سچ کہا ہے سچ کہنے والے نے جس کی صداقت پر

قرآن گواہ ہے۔ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہٖ ۔

آخر میں میں اپنی طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے آپ کی خدمت میں مصری بھائیوں اور مصر کے محبوب فرماں روا کی خدمت میں پر جوش تحیات پیش کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی نعمتوں سے نوازے، اور ناپسندیدہ حوادث سے دوچار نہ کرے۔

انگریزی دانی

میدانِ سیاست کے اس شہسوار کے لیے انگریزی زبان کا حصول ازبس ضروری تھا۔ ابتداءً مولوی خضر خاں صاحب سے انگریزی زبان کی تعلیم پائی اور پھر میر حسن سے اس زبان کی تحصیل کی۔ اپنی ذہانت، مطالعے اور حصولِ زبان کی لگن کے باعث انگریزی زبان پر اس درجہ عبور حاصل کیا کہ وہ لکھنے پڑھنے اور بولنے پر قادر تھے۔ مسز سروجنی نائیڈو کے روبرو یہ کہتے ہوئے انگریزی زبان میں آپ نے تقریر فرمائی تھی کہ :

''اگر مسز سروجنی نائیڈو اُردو جیسی مشکل زبان میں تقریر کرسکتی ہیں تو کیا محمد بہادر خاں انگریزی جیسی آسان زبان میں تقریر نہیں کرسکتا؟''

انگریزی زبان پر ان کی قادرالکلامی کا یہ عالم تھا کہ الٰہ آباد، کراچی وغیرہ کے سالانہ جلسوں میں قائداعظم کی تقاریر کا برمحل اُردو ترجمہ فرما کر اُردو اور انگریزی زبان پر اپنے عبور کا لوہا، اہل علم وفضل سے منوایا۔

پشتو

وہ قائداعظم کے دستِ راست تھے اور مسلم لیگ کی زبان۔ سرحد میں خان عبدالغفار خاں سرحدی گاندھی بنے بیٹھے تھے اور مسلم لیگ کے پر کاٹنے پر تلے ہوئے تھے۔ اب ان کا پتہ کاٹنے کے لیے ''لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے'' کے مصداق پٹھان محمد بہادر خاں کی ضرورت تھی۔ سوال زبان کا تھا۔ بہادر خاں نے دو مہینے میں لگاتار محنت اور لگن سے ایک اہل زبان کی مدد سے پشتو زبان سیکھ لی۔ اتنی استعداد پیدا کرلی کہ اس زبان میں تقریر کرنے کے قابل بن گئے۔

سرحد میں ان کی پشتو زبان میں تقریروں نے وہ رنگ جمایا کہ مسلم لیگ کا پرچم سرحد میں بلند ہوگیا اور خان عبدالغفار خاں کا اثر سرحد سے کافور ہوگیا۔ اہل سرحد کے دلوں میں حصولِ

پاکستان کی تڑپ جواں ہوگئی۔

پشتو زبان کے حصول کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل تذکرہ ہے۔مجاہدہ ملک محمد گل ضمیر خاں شہید کے فرزند محمد جعفر خاں کونواب صاحب اپنے ہمراہ حیدرآباد لائے تھے جب کہ وہ بے حد نوعمر تھے۔نواب صاحب اس لڑکے سے پشتو زبان ہی میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔یہ لڑکا حیدرآباد پر پولیس ایکشن کے بعد اور اپنے والد کے انتقال کے باعث اپنے وطن کو لوٹ گیا جب کہ وہ بی-یس-سی ہو چکے تھے۔ان دنوں کراچی میں ہیں۔بہادر یار جنگ اکیڈیمی کراچی کے ارکانِ انتظامیہ میں شامل ہیں۔سرحد کے جرگہ کے سرداروں میں سے ہیں۔اب ایم-اے-یل-یل-بی ہیں۔نواب صاحب کی یاد آج بھی ان کے دل کو تڑپاتی ہے۔نواب صاحب جعفر خاں کو بے حد عزیز رکھتے تھے اور اولاد جیسا سلوک روا رکھتے تھے۔

دکنی زبان

''زبان کی شیرینی،فصاحت و بلاغت کی داد انھوں نے بڑے بڑے اہل زبان حضرات سے حاصل کی تھی۔مگر اس کے باوجود حیدرآباد کی گھریلو''دکنی زبان''میں وہ بڑے مزے مزے کی باتیں کیا کرتے تھے۔مجلس اتحادالمسلمین کے سالانہ جلسہ منعقدہ جالنہ (جنوری ۱۹۴۲ء) میں انھوں نے دیہاتی باشندوں کے سامنے مجلس اتحادالمسلمین کے اغراض و مقاصد کی دیہاتی زبان میں جس انداز سے تشریح کی وہ''ایک خاصہ کی چیز''ہے''۔(صفحہ ۱۵۸ ''ہمارا قائد'' از مولوی محمد احمد خاں)

تلنگی زبان

ریاست حیدرآباد میں اُردو زبان کے علاوہ تلنگی،مرہٹی اور کنڑی زبانیں بولی اور سمجھی جاتی تھیں۔نواب صاحب کی جاگیر علاقہ تلنگانہ میں تھی۔رعایا اور دیہی عملے سے تلگو زبان میں سابقہ پڑتا۔اس خصوص میں نواب صاحب کو تلگو زبان سیکھنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔اس تعلق سے اپنی ابتدائی کوشش (زبان تلگو سیکھنے کے تعلق سے) کا ذکر نواب صاحب نے اپنی ڈائری میں فرمایا ہے:

''تلنگی زبان کا درس نواب صاحب نے نرسہواں راؤ صاحب سے حاصل کیا۔غالباً راؤ صاحب کی خدمات نواب صاحب کی جاگیر سے متعلق تھیں۔

تحصیلدار صاحب سے تلنگی زبان کا سبق حاصل کرنا شروع کیا ہے''۔

(لال گڑھی کا دورہ ۱۹۲۵ء م ۱۳۳۵ف)

''میں نے کچھ دن تلنگی پڑھی تھی، ہندسے اور حساب تو اب بھی آتا ہے۔ حروفِ شناسی جو ہوئی تھی وہ بھی ذہن سے نکل گئی۔ اب پھر یاد کر رہا ہوں۔ دو ماہ اگر محنت کروں تو توقع ہے کہ سیکھ جاؤں گا۔ جاگیرات کا تمام دفتر تلنگی میں ہے۔ اس لیے میرے لیے اس زبان کا سیکھنا ضروری ہے''۔ (ڈائری ۱۴/ڈسمبر ۱۹۲۷ء)

''تلنگی زبان کا سبق دیکھتا رہا۔ تین چار روز غور سے دیکھنے سے اتنی استعداد پیدا ہوگئی ہے کہ صاف خط میں لکھے ہوئے نام ہجی کر کے پڑھ لیتا ہوں''۔ (ڈائری صفحہ ۴۹ ۱۷/ڈسمبر ۱۹۲۷ء)

''تلنگی کا سبق یاد کرتا رہا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل تلنگی سیکھنا شروع کیا تھا۔ پھر کثرت کار کی وجہ سے ترک کر دیا تھا۔ اب پھر شروع کیا ہوں اور الحمدللہ آج اتنی استعداد پیدا ہوگئی ہے کہ کھلی اور صاف تحریر اگر ہو تو ایک دو جملے پڑھ لیتا ہوں اور انسانوں، درختوں اور ذاتوں کے نام صحیح طور پر لکھ سکتا ہوں''۔ (ڈائری صفحہ ۱۴۴ ۱۸/فبروری ۱۹۲۸ء)

''تلنگی کا سبق یاد کرتا رہا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل تلنگی سیکھنا شروع کیا تھا۔ پھر کثرت کار کی وجہ سے ترک کر دیا تھا۔ اب پھر شروع کیا ہوں اور الحمدللہ آج اتنی استعداد ہوگئی ہے کہ کھلی اور صاف تحریر اگر ہو تو ایک دو جملے پڑھ لیتا ہوں اور انسانوں، درختوں اور ذاتوں کے نام صحیح طور پر لکھ سکتا ہوں''۔ (ڈائری ۲۰/فبروری ۱۹۲۸ء)

''تلنگی کا درس جاری ہے''۔ (ڈائری ۲۷/فبروری ۱۹۲۷ء)

''نماز عصر کے بعد نرسنہوا راؤ اور منشی صاحب کی ہدایت کے مطابق تلنگی لکھتا رہا۔ اب الحمدللہ اتنی استعداد ہوگئی ہے کہ جو کچھ ایک شخص بولتا جاتا ہے، صاف اور صحیح لکھ لیتا ہوں مگر بحیثیت زبان کے ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے''۔

(صفحہ ۱۳۰ ۲۷/فبروری ۱۹۲۸ء ڈائری مرتبہ نذیر الدین احمد سوانح نگار بہادر یار جنگ)

مندرجہ بالا حوالوں میں نواب صاحب کی تلگو سیکھنے کی ابتدائی کوششوں کا ذکر ہے۔ آخری دور تک نواب صاحب تلگو بولنے، لکھنے پڑھنے کے قابل تھے۔

نواب صاحب کا ذوقِ مطالعہ

''والد کے انتقال کے ساتھ ہی درسی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔اس تعلیم سے ان کا رشتہ منقطع ہو چکا تھا۔جس نظامِ تعلیم میں ''علم استاد کے دماغ سے شاگرد کے دماغ میں منتقل نہیں ہوتا بلکہ استاد کی نوٹ بک سے شاگرد کی کاپی میں منتقل ہو جاتا ہے''۔(اُصولِ تعلیم از غلام السیدین)

انگریزوں کا مروّجہ نظامِ تعلیم جو لارڈ میکالے کی رپورٹ اور سفارش کے پس منظر میں ہندوستان میں اچھے اور کارکرد محرر پیدا کرنے کی غرض سے رائج کیا گیا تھا۔جو نظامِ تعلیم کسی بھی فن میں انسان کو کامل نہ بنا سکتا تھا۔البتہ اس نظامِ تعلیم میں یہ خوبی تھی کہ خوئے غلامی کی رسوم کی ادائیگی کی خو سکھانے کی اس میں صلاحیت موجود تھی، جو اس تعلیم کا منشا تھا۔الحاد، مذہب بے زاری، اپنی تہذیب سے نفرت اور مغرب زدہ بنانے والا یہ نظامِ تعلیم شاہین بچوں کے لیے صحبتِ زاغ کے مصداق تھا۔اقبالؔ نے اس نظامِ تعلیم کی حقیقت کو ہم پر عیاں کیا :

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم — کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما — لے کے آئی ہے مگر تیشہ فرہاد بھی ساتھ

حصولِ علم کی سچی تڑپ، کچی عمر میں پکی ہو گئی تھی۔نوجوانی کے زمانے تک یہ شوق جنون کی سرحدوں کو پار کر چکا تھا۔نگاہیں ہر وقت، وقفِ مطالعہ رہتیں۔علم کے سربمہر خزانے جس کو عرفِ عام میں کتاب کہتے ہیں۔ان کی زندگی کی متاعِ عزیز تھی۔ہر روز کم از کم ڈھائی سو صفحات کا مطالعہ کرتے ہر فرصت کا لمحہ کتاب کے ساتھ گزرتا۔اُردو، فارسی،عربی زبانوں میں مختلف علوم پر مشتمل ہزاروں کتابوں کا ان کا اپنا کتب خانہ تھا جس میں فلسفہ، منطق،علم کلام،عمرانیات، لسانیات، مذہب، ادب، ثقافت، معاشیات غرض ہر شعبہ علم کی کتاب موجود تھی۔کتابوں سے ان کی ایسی دوستی ہوئی کہ خود زندہ کتاب بن گئے۔وہ رچرڈ بری کی طرح کتابوں کی قدر و منزلت سے آشنا تھے کہ :

''کتاب ہی ہماری استاد ہے۔ وہ ہم کو بغیر تادیب اور زدوکوب کے تعلیم دیتی ہے۔ وہ سختی سے پیش نہیں آتی۔ کبھی غصہ نہیں کرتی اور ہم سے حق تعلیم طلب نہیں کرتی۔ تم اگر اس کے پاس جاؤ تو کبھی وہ تم کو نیند میں سوتے ہوئے یا غافل نہیں نظر آئے گی۔ کسی مضمون کو سوچتے وقت اگر تم اس سے سوال کرو تو وہ کبھی بخل نہیں کرتی۔ اس کا کہنا تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو وہ ناخوش نہیں ہوتی۔ اگر تمہارے سمجھنے میں قصور ہو تو وہ کبھی تمہارا مضحکہ نہیں اُڑاتی۔ اس لیے ہر علم و فن کی کتابوں کا ذخیرہ اس دُنیا میں تمام دولت سے بڑھ کر قابل قدر ہے''۔ (حصولِ مسرت ازرچرڈ بری ۱۲۴۴ء)

وہ آخری دور میں اپنی قومی مصروفیات کے باعث اپنے عزیز ذوق سے بڑی حد تک محروم ہو گئے تھے :

''ایک زمانہ تھا کہ سارا دن کتاب بینی میں گزرتا تھا اور اب روز کے اخبار مشکل سے پڑھ سکتا ہوں''۔ (خط نمبر ۱۴۴ مکاتب بہادر یار جنگ)

ان کو کتابیں اتنی عزیز تھیں کہ ہر کتاب کی خوب صورت جلد بندی کروائی جاتی۔ ساری کتابیں ترتیب و قرینے سے کانچ کے شیشوں سے اپنا اور مصنف کا نام بتا دیتیں۔ احمد سعید جلد ساز اور سید ابراہیم نے برسوں نواب صاحب کے کتب خانے کی کتابوں کی جلد بندی کا کام انجام دیا۔

''سید ابراہیم بہت اچھے جلد ساز ہیں۔ میرے کتاب خانے میں برسوں تک کام کیا ہے''۔

(مکاتیب بہادر یار جنگ ۱۹۵ جلد دوم)

نواب صاحب کو اپنے دادا کا کتب خانہ بھی ملا، جس میں عربی و فارسی کی نایاب کتابیں موجود تھیں۔ یہ بڑے صاحبِ ذوق آدمی تھے اور شب بیدار بزرگ بھی۔ نواب صاحب کے والد میں بھی یہ خوبی موجود تھی کہ وہ اہل علم و فضل لوگوں کی قدر فرماتے تھے۔ اگرچہ کہ وہ خود ذی علم نہیں تھے۔ کتابوں کی صفائی کا بھی بڑا اہتمام کیا جاتا۔ دھوپ میں کتابیں رکھی جاتیں اور بعد صفائی الماریوں میں جمع کر دی جاتیں۔

''تمام دن مکان پر مختلف مصروفیات میں گزرا۔ کچھ دیر قدیم کتب خانہ، (دادا کا کتب خانہ) کی صفائی اور ترتیب میں مشغول رہا''۔ (بہادر یار جنگ کی ڈائری صفحہ ۲۵۴)

''ایک گھنٹہ تک کتب خانہ کی کتابیں جمائیں جو صبح کو دھوپ دینے کے لیے نکلوائی

تھیں‘‘۔(بہادر یار جنگ کی ڈائری صفحہ ۵۲،۵۳)

نواب صاحب کی دیوڑھی کا ایک حصہ کتب خانے کا حصہ تھا۔جن دنوں حیدرآباد کی بڑی عدالت ہائی کورٹ کے کتب خانے کا فرنیچر بنوایا جارہا تھا نواب صاحب کو اطلاع ہوئی کہ اعلیٰ درجے کے کاریگروں نے یہ کام انجام دیا ہے تو خود اپنی آنکھوں سے اس فرنیچر کو دیکھا۔کام پسند آیا۔اپنی ضرورت اور پسند کے مطابق ڈیزائن دے کر پوری لائبریری کا فرنیچر دیوار سے دیوار تک، دروازے سے دروازے تک تیار کروایا کتابوں کو کیا کمی تھی ۔ ہر ماہ پابندی سے کتابیں خریدی جاتیں۔خوشنما جلدوں کی یہ کتابیں شیشہ کی الماری میں اہل ذوق سے داد پاتیں۔

قدیم اور نایاب کتابیں، ملا مراد نامی صاحب بپابندی نواب صاحب کو ان کی مطلوبہ کتابیں فراہم کرتے :

’’ملا مراد صاحب کتب فروش میری مطلوبہ کتابیں لائے تھے خریدیں ۔ ملا صاحب حیدرآباد کے مشہور اور قدیم کتب فروش ہیں۔۹۰ سال سے زیادہ کی عمر ہے۔مثنوی شریف کے دو ہزار سے زیادہ شعر یاد ہیں۔قرآن شریف ہر وقت ہاتھ میں رہتا ہے اور پڑھتے رہتے ہیں، کہتے تھے ہر دوسرے روز ایک ختم ہوتا ہے‘‘۔(صفحہ ۱۶،۱۷ بہادر یار جنگ کی ڈائری)

نواب صاحب کے مطالعے اور علمیت کے بارے میں اپنے ایک مضمون میں ڈاکٹر رضی الدین صاحب نے دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے۔فرماتے ہیں :

’’مرحوم کی طالبِ علمانہ زندگی بہت جلد ختم ہوگئی اور وہ ابتدائی عمر ہی میں دُنیا کے دھندوں میں پھنس گئے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ علمی اداروں کی باضابطہ تعلیم یا امتحانات کی کامیابی کی اسناد نہیں رکھتے تھے۔لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ علم محض مدرسوں یا کالجوں میں حاصل نہیں ہوتا۔بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مکتب اور ملا انسان کی صلاحیتوں کو جو اکتسابِ علم کے لیے فطرت سے ودیعت کی جاتی ہیں نقصان پہنچاتے ہیں۔چنانچہ اقبالؔ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے، جب وہ کہتے ہیں : ؎

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق

نہ خرد بادہ کش از کارگہ شیشہ گراں

تاریخ عالم میں اور خصوصاً مشرق کی تاریخ میں اکثر علماء نے باضابطہ مدرسوں میں نہیں

بلکہ محض اپنی ذاتی کوششوں سے علم وفن میں کمال حاصل کیا۔ مولوی محمد بہادر خاں مرحوم کا شمار بھی اسی گروہ میں ہوتا ہے۔ جنھوں نے اپنے فطری ذوقِ علم کی تشفی خود اپنے مطالعہ سے کی اور علم کی جن جن شاخوں سے ان کو دلچسپی تھی ان میں اس قدر ید طولیٰ حاصل کیا کہ باضابطہ استاد رکھنے والوں سے بدرجہا آگے بڑھ گئے ۔ مطالعہ کرتے تھے، مشاہیر علماء سے بحث کرتے تھے اور خود غور وفکر کرنے کے عادی تھے۔ اکتسابِ علم کے یہی تین ضروری اجزا ہیں اور مرحوم ان تینوں سے بہرہ ور تھے۔ ان کا ذاتی کتب خانہ معدودے چند کتب خانوں میں سے ہے۔ جن میں مختلف علوم وفنون کی معیاری اور نایاب کتابیں موجود ہیں۔ انھوں نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور ان کتابوں پر جا بجا ان کے مطالعہ کے نشانات موجود ہیں ۔ بلادِ اسلامیہ کے سفر میں اور ہندوستان کے متعدد دوروں میں ان کی ملاقات بڑے بڑے علماء سے ہوئی اور اپنی ذکاوت اور ذہن رسا کی بدولت وہ ان علماء کی گفتگو اور بحث ومباحثہ سے بہترین طور پر استفادہ کر سکے۔ ان کی قوتِ فکر کا اظہار، ان کی تقریروں اور علمی صحبتوں میں اچھی طرح ہوتا تھا۔ غرض ایک عالم کے لیے جتنی ضروری صفات ہیں وہ ان میں کافی موجود تھیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے مختلف النوع کمالات میں ان کے علمی کمالات کو بھی جگہ دینا لازمی ہے''۔ (بہادر خاں مرحوم ایک عالم کی حیثیت سے : اخبار تنظیم قائد ملت نمبر)

''علم وفضل کچھ مدرسہ اور ڈگریوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ عطیہ قدرت اور فیضانِ الٰہی ہے کہ انسان کدھر سے کدھر پہنچ جاتا ہے''۔ (قائد ملت بہادر خاں مرحوم مولوی محمد مظہر- روحِ ترقی رجب ۱۳۶۷ھ)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نواب صاحب کے مطالعے ، علمیت اور اکتساب کے تعلق سے اپنے مخصوص عالمانہ انداز میں تحریر فرماتے ہیں :

''نواب مرحوم بہت ذکی اور عمدہ حافظہ کے مالک تھے، والد کی وفات اور خانگی مشاغل نے بھی امتحانی تعلیم کا موقعہ نہ دیا۔ لیکن مطالعہ کا بڑا شوق تھا اور اسی مطالعہ نے رسمی تعلیم کی کمی کی تلافی کردی تھی ۔ دستوریات وغیرہ کے ادق مسائل پر ابتداءً وہ حقیقت میں کورے تھے لیکن فرقہ واری سیاسی سمجھوتوں کی محفلوں نے چند ہی دنوں میں ان میں اور کہنہ مشق نظریات دانوں میں معلومات کی حد تک کوئی فرق نہ رکھا۔

انگریزی دور میں کشمیر کی جو دستوری حیثیت مسلمہ تھی ، اس کے خلاف انھوں نے ایک

ذہانت آمیز نکتہ پیدا کیا اور ایک مرتبہ سر شاہ سلیمان جیسی شخصیت سے (جو فڈرل کورٹ کے نامور جج تھے) اس پر بحث ہی نہیں حجت کی۔ شاہ سلیمان مرحوم کو آخر میں یہ کہنا پڑا کہ نواب آپ کا استدلال اچھوتا اور دلچسپ ہے۔ فی الوقت میں آپ کا ہمنوا ہو گیا ہوں لیکن مزید غور کر کے آپ کو اطلاع دوں گا۔

عالم اسلام کے ایک طویل سفر نے بھی ان میں کافی وسعتِ نظر پیدا کر دی تھی"۔

(دکن کی ایک کثیر جہتی شخصیت از ڈاکٹر محمد حمید اللہ صفحہ ۵ روحِ ترقی رجب ۱۳۶۷ھ)

جاگیر کی ابتدائی تنظیم کے زمانے میں نواب صاحب کو مہینوں جاگیر میں رہنا پڑا۔ بھائیوں (ماندور خاں، دولت خاں) کو اس بات پر حیرت ہوتی تھی کہ نواب صاحب مہینوں گاؤں میں کس طرح سکونت پذیر ہوتے ہیں :

"دونوں بھائیوں کو حیرت ہے کہ اس تنہائی کے مقام پر جہاں کوئی انیس و جلیس نہیں، میں دو دو تین تین ماہ کس طرح رہتا ہوں۔ میں نے کہا تم کو نظر نہ آتے ہوں تو ایک بات ہے ورنہ میرے ساتھ تو ہر وقت دُنیا کے منتخب لوگ موجود رہتے ہیں۔ مثلاً شبلی، حالی، نذیر احمد، آزاد، سدرشن، ابوالکلام، سید سلیمان ندوی، مسٹر آرتھر، کانٹس، ڈائل، ماس بیلزاک، براؤن، وکسٹر، ہیوگو وہ تو اس وقت بھی میرے ساتھ موجود ہیں۔ ہر شخص میرے لیے علاحدہ علاحدہ دلچسپی فراہم کرتا ہے"۔ (بہادر یار جنگ کی ڈائری صفحہ ۱۱۲)

ایک جہاں دیدہ انسان، صاحبِ طرز ادیب خواجہ حسن نظامی سے بہادر خاں کی ملاقات پہلی بار ۱۶/ جولائی ۱۹۲۳ء کو ہوئی جب ان کی عمر صرف ۱۸ سال تھی۔ اس ملاقات کا ذکر خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں :

"نواب نصیب یاور جنگ کے صاحبزادے بہادر خاں صاحب ملنے آئے یہ بڑے ذی علم، پر جوش، دین دار اور دانش مند صاحبزادے ہیں۔ اسلامی درد رگ رگ میں بھرا ہوا ہے"۔

(درویش ولی ۱۵/ اگست ۱۹۲۳ء جلد ۳۰)

کتنی حیرت کا مقام ہے کہ ۱۸ سالہ نواب زادے کے بارے میں خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں :

''یہ بڑے ذی علم صاحبزادے ہیں۔نوعمری سے ہر عالم، ہر عاقل، ہر دانش مند سے اپنے علم وعقل کی داد پائی''۔اتنے وسیع مطالعہ اور علمیت کے باوجود ان کا خیال تھا کہ :

''میری قابلیت علمی چاہے علومِ دینیہ والسنہ مشرقیہ سے متعلق ہو، چاہے علومِ جدید مغربیہ کی نسبت، بہت سطحی اور صرف بقدرِ ضرورت ہے''۔

نواب صاحب کا ایک مضمون ''میں مطالعہ کس طرح کرتا تھا'' سید علی شبیر ہاشمی کی خواہش پر نواب صاحب نے قلم بند فرمایا تھا (جو ''ہماری کتابیں'' شمارہ اگست ۱۹۴۲ء جلد ۱، ۳) میں شائع ہوا۔

نواب صاحب کے مطالعے کے بارے میں یہ مضمون ایک اہم حوالے کی حیثیت رکھتا ہے۔

میں مطالعہ کس طرح کرتا تھا

''میری حالت ان نوجوانوں سے مختلف نہ تھی جو ابتدائی درسی کتابوں سے فارغ ہو کر عام مطالعہ کی ابتدا کرتے ہیں۔ اس عمر میں جب کہ دماغی صلاحیتیں پوری طرح اُبھری ہوئی نہیں ہوتیں اچھی اور بری کتاب کی تمیز بہت کم ہوتی ہے۔ قصص اور حکایاتِ مبتدی کی توجہ کو جلد اپنی طرف پھیر لیتے ہیں۔ میرے مطالعہ کی ابتدا بھی حکایات وقصص سے ہوئی۔ مدرسہ اور گھر پر اساتذہ کی گرفت سے چھوٹنے کے بعد جو اوقات فرصت مل جاتے وہ زیادہ تر کسی ناول یا افسانہ کی نظر ہو جایا کرتے تھے۔ کھیل کود سے مجھے کچھ زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ یا سچی بات یہ ہے کہ کھیل کود کے قابل ہی نہیں بنایا گیا تھا۔ قد کی بلندی نے اب اعضاء میں تھوڑا تناسب پیدا کر دیا ہے۔ ورنہ اپنی عنفوان شباب کی تصویر دیکھتا ہوں تو موجودہ متحارب اقوام کے بنائے ہوئے کسی آتش افروز بم کی تشبیہہ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ چار قدم چلتا تھا تو ہانپنے لگتا تھا اور کھیلنے کے بجائے خود دوسروں کے لیے تماشہ بن جاتا تھا۔ اس لیے میری زندگی کا عملی دستور ''اگر خواہی سلامت بر کنار ست'' تھا نگاہیں کبھی کھیلتے ہوئے احباب پر پڑتی تھی اور کبھی صفحات کتاب کے میدان میں دوڑنے لگتی تھیں اور جب پلے گراؤنڈ سے اُٹھ کر گاڑی میں سوار ہوتا تو مدرسہ سے گھر پہنچنے تک ناول کے ایک دو باب ضرور ختم ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس شوق نے جنون کی شکل اختیار کر لی۔ میوہ خوری کے نام سے جو کچھ ملتا وہ کتابوں کی نذر ہو جاتا۔ اتالیق سمجھا کر تھک جاتے اور ناشتے کے دستر خوان پر بھی ہمارے ہاتھ سے کتاب نہ چھوٹا کرتی تھی۔ عمر جیسے جیسے بڑھتی گئی یہ جنون ویسے ویسے اعتدال پر آتا

گیا۔ ایک طرف موضوع مطالعہ میں تبدیلی ہوئی اور افسانوں اور حکایات کی بجائے سوانح عمری اور سیرت کا مطالعہ شروع ہوا اور مطالعہ کے اوقات معین و متعین ہونے لگے۔

بیسویں صدی عیسوی کے ہر نوجوان کی طرح شاعری کا خبط شعور کی ابتدا کے ساتھ پیدا ہو چکا تھا اور شوق شعر گوئی نے شعراء کے تذکروں اور دواوین کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ آج اپنے کلام کا پرانا نمونہ سامنے آجاتا ہے تو بے اختیار ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی ہے۔ لیکن آج سے (۲۵) برس قبل ہم اپنے آپ کو غالبؔ اور ذوقؔ سے کچھ زیادہ نہیں تو کم بھی نہ سمجھتے تھے۔ ہماری شعر گوئی اور مطالعہ دواوین کا سب سے اچھا وقت صبح کے ابتدائی لمحات ہوا کرتے تھے۔ لیکن جیسے جیسے ادب نے ایک معیاری کیفیت پیدا کی تو خود بخود یہ احساس ہونے لگا کہ شاعر پیدا ہوتا ہے بنتا نہیں اور ہماری میز سے ہٹ کر دواوین الماریوں کی زینت بنتے گئے۔ اور بانگِ درا کے سوا میز پر کچھ باقی نہیں رہا۔ آخری دور میں اگر کسی کے کلام نے اقبالؔ کے کلام کا ساتھ دیا تو وہ مولوی روم کی مثنوی اور سعدی کی گلستاں تھی۔

مطالعہ کا طریقہ یہ تھا کہ ایک پنسل ہاتھ میں اور ایک نوٹ بک جیب میں ہوتی۔ میرے کتاب خانے میں مشکل سے کوئی کتاب ہوگی جس پر تاریخ ابتدا اور انتہائے مطالعہ درج نہ ہو جو فقرے ادبی، تاریخی یا کسی اور حیثیت سے پسندیدہ ہوتا اس پر یا تو کتاب ہی میں نشان لگا دیا جاتا اور بار بار اس پر نظر ڈالی جاتی یا پھر نوٹ بک پر درج کر لیا جاتا اور اس کو یاد کرنے کی کوشش کی جاتی والد مرحوم کی خدمت میں شمالی ہند کے اکثر اصحاب تشریف لایا کرتے تھے، ان کی گفتگو سن کر اپنی زبان کے نقائص کا احساس بڑھتا گیا۔ نتیجہ سب سے زیادہ توجہ زبان کی درستی پر مرکوز رہی۔ کوئی اچھی ترکیب سے کوئی نئی تشبیہہ کوئی انوکھا استعارہ نظر سے گزرتا تو سب سے بڑی فکر یہ دامن گیر ہو جاتی تھی کہ اس کو جلد سے جلد صحیح طریقے پر اپنی گفتگو میں استعمال کر لیا جائے۔ ابتداءً یہ تمنا صرف جذبہ خود نمائی کا نتیجہ تھی لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ حافظہ کسی بات کو اس وقت تک صحیح طور پر محفوظ نہیں رکھ سکتا، جب تک ایک مرتبہ زبان یا قلم اس کو استعمال نہ کرے آج اپنی زندگی میں اپنی اس ابتدائی عادت کے نتائج کو پوری طرح کارفرما دیکھتا ہوں۔ اس عادت نے رفتہ رفتہ شدت اختیار کر لی تھی کہ میں اچھے ادیبوں کے کئی کئی فقرے بے تکلف اور بلا کسی کم و بیش کے استعمال کرتا

تھا اور یہی میری زبان کی درستی کا سب سے بڑا آلہ ثابت ہوا۔

جب ہم اپنے گھر میں جوان اور بڑے سمجھے جانے لگے تو ہماری بیٹھک کے کمرے الگ کر دیئے گئے تھے اور احباب کی محفلیں جمنے لگی تھیں۔ لغویات سے فطرتاً نفرت تھی۔ علم و ادب زندگی کا سب سے دلچسپ مشغلہ بن گئے تھے۔ ابتداءً محض تفریح کے طور پر میں نے اپنے احباب کے ساتھ مل کر مطالعہ کرنا شروع کیا۔ یعنی یہ ہوتا کہ الہلال، ہمایوں، ہزار داستان، معارف، زمانہ یا کوئی اور معیاری ادبی و علمی رسالہ یا کوئی اچھی کتاب کسی ایک صاحب کے ہاتھ میں ہوتی اور اکثر میں ہی قاری کی خدمت انجام دیا کرتا۔ ایک ایک فقرے پر ہم اکٹھے خیال آرائیاں ہوتیں اختلاف و اتفاق ہوتا۔ بحث و تکرار ہوتی اور یہ بحث دماغ کے صفحہ پر خیالات کے کبھی نہ مٹنے والے تسامات کا باعث بنتی۔ تجربے نے بتلایا کہ خاموش اور انفرادی مطالعہ سے یہ مشترک مطالعہ کا طریقہ زیادہ مفید اور زیادہ کارآمد ہے جب سیر و تراجم تذکرہ و تاریخ سے آگے بڑھ کر ذوق مطالعہ نے ٹھوس اور سنجیدہ فلسفیانہ و سیاسی، اخلاقی و مذہبی علوم کی طرف توجہ کی تو ایک اور طریقے نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا۔ فلسفہ اور علم کلام یا مذہب و سیاست کے کوئی مقامات اگر سمجھ میں نہ آتے تو میں ان کو اپنی اس چھوٹی نوٹ بک میں جو میرے جیب کا مستقل سرمایہ بن گئی تھی، نوٹ کر لیا کرتا اور جن بزرگوں کی نظر ان علوم پر میرے نزدیک عمیق تھی ان سے ملاقات کے جلد سے جلد مواقع تلاش کرتا اور ان سے ان اشکال کو حل کرنے کی کوشش کرتا۔ آج اپنے ان لمحات کو اپنی حیاتِ گزشتہ کا سب سے قیمتی سرمایہ سمجھتا ہوں۔ لوگ صرف کتاب پڑھنے کو مطالعہ سمجھتے ہیں۔ میرے نزدیک کسی کے مطالعہ کا مطالعہ یہی سب سے اچھا مطالعہ ہے۔ جب والد مرحوم کے انتقال کی وجہ سے اٹھارہ برس کی ابتدائی عمر ہی میں میرے سر پر گھر کی ساری ذمہ داریوں کا بوجھ پڑ گیا اور مدرسہ کی تعلیم ناقص حالت میں ختم ہوگئی۔ تو میرے مطالعہ کا سب سے بہترین طریقہ یہ تھا کہ جن لوگوں نے مختلف اصنافِ علم میں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کیا ہو ان کو اپنے اطراف جمع کرلوں یا ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور ان کی عمر بھر کے مطالعہ کا نچوڑ ان سے سنوں اور پھر کانوں کے ذریعہ اس کا مطالعہ کروں، اسی تمنا نے آوارہ گردی و صحرا نوردی پر آمادہ کیا۔ مصر و شام، عراق، ترکیہ، ایران و افغانستان کی مشکل سے کوئی اہم ہستی ایسی ہوگی جس سے شرفِ تقرب کی کوشش نہ

کی ہواور آج اپنے قلب اور دماغ کو ان کے مطالعہ کے نتائج کا مرہونِ منت پاتا ہوں۔

لوگ اوراقِ کاغذ کے مجموعے کو اُلٹنے اور اس پر لکھی ہوئی سیاہ لکیروں کو پڑھنے کا نام مطالعہ سمجھتے ہیں۔ میرے پیش نظر ہمیشہ سے ایک اور کتاب رہی ہے جس کے صرف دو ورق ہے لیکن جس میں سب کچھ ہے اور یہ کتاب صحیفہ کائنات ہے۔ آسمان اور زمین کے ان دو اوراق کے درمیان مہر و ماہ، کواکب و سیارات، شفق، قوس قزح، ابر و باد، کوہ صحرا، سمندر و ریگستان نے ایسے ایسے خطوط کھینچے ہیں جن میں فکر کرنے والی نگاہ اپنے لیے سب کچھ حاصل کرسکتی ہے۔ مجھے اس کتاب کی طرف آذر کے بیٹے نے متوجہ کردیا جس نے ڈوبتے ہوئے تاروں اور غروب ہوتے ہوئے چانداور سورج کو دیکھ کر **لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ** کہااور **فاطر السّمٰوٰت والارض** کا پتہ چلایا تھا۔ میری اس خیال کی تصدیق حرا کے بیٹھنے والے نے بھی کی اور یہی دو مجھے اس مطالعہ کی طرف متوجہ کرنے کا باعث ہوئے اور یہ پہچاننے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ کس طرح دُنیا میں اُگنے والے درختوں کا ہر ورق معارفِ کردگار کا ایک دفتر ہے۔

آہ دُنیا بدل گئی، فرصت کے وہ رات دن اب خود میرے لیے افسانہ بن گئے۔ اب ان کو جی ڈھونڈتا ہے مگر پا نہیں سکتا۔ قوم وملت کی جو ذمہ داریاں ہم نے ابتداءً اوقات فرصت کو صرف کرنے کے لیے اپنی مرضی سے قبول کی تھی، اپنی زندگی کے سارے لمحات پر مسلط ہوگئیں۔ کتاب سامنے آتی ہے تو تنگیٔ وقت کا تصور آہ بن کر زبان سے نکلتا ہے اخبار ہی پڑھنے سے فرصت نہیں کتاب کا ذکر کیا۔ اب کتاب پڑھنے کی سب سے اچھی جگہ ریل گاڑی کا ڈبہ ہے اور سفر کی وہ منزلیں جو طے ہونے سے رہ جائیں جب سفر پر جاتا ہوں تو سامان کے صندوق کے ساتھ ان کتابوں کا ایک ڈبہ ہوتا ہے جن کو اس عرصہ میں پڑھنے کے قابل سمجھ کر جمع کرلیا ہوں اور غنیمت سمجھتا ہوں کہ زندگی کے گزرتے ہوئے لمحات کی یاد سفر کے ان اوقات میں تازہ ہوجاتی ہے۔

''حقیقت یہ ہے کہ انھیں خداوندان مکتب سے پالا نہیں پڑا تھا اور صرف استادِ ازل ہی کے سامنے انھوں نے زانوئے ادب کو تہہ کیا تھا۔ حسن معنیٰ کو مشاطگی کی ضرورت نہ تھی۔ فطرت نے خود بخود اس ''لالے'' کی حنابندی کردی تھی وہ صرف کتاب خواں ہی نہیں ''صاحبِ کتاب'' بھی تھا''۔ (ہمارا قائد مولوی محمد احمد خاں صفحہ ۱۴۷)

مضمون نگاری

ہائی اسکول میں میٹرک میں جس وقت نواب صاحب زیرِ تعلیم تھے، ان ہی دنوں ان کا ادبی شعور منزل آشنا ہو چکا تھا (اس وقت وہ اپنی درس گاہ کی انجمن جو خود نواب صاحب کی بناء کردہ تھی، ندوۃ طلبہ کے صدر رہتے)۔

اس دوران والد کے انتقال کے باعث ترکِ تعلیم کر کے وارثِ جاگیر نواب نصیب یاور جنگ کی حیثیت سے اپنی جاگیر کے معاملات کی یکسوئی اور انتظامِ جاگیر کے معاملات میں مصروف ہو گئے تو اس انتہائی پریشانی اور خانگی مصروفیت کی کثرت کے باوجود ان کی تعلیم اور مطالعہ کا شوق اور علمی، ادبی و مذہبی ذوق کا سلسلہ منقطع نہ ہو سکا۔ اس دوران ان کی علمی و ادبی شخصیت منظر بہ منظر سامنے آتی گئی۔

نواب صاحب کا کلام اور ان کے اکثر مضامین ان کے اوائل عمری ہی میں انھوں نے لکھے۔ ان مضامین کے موضوعات مذہبی تھے۔ ہمارے پیشِ نظر جو مضامین ہیں (یعنی جو دستیاب ہو سکے) ان کی تعداد چھ سے زیادہ نہیں ہے۔ نواب صاحب کی مضمون نگاری کا یہ دورِ اول ہے۔

۱۸ سال کی عمر میں نواب صاحب کا ایک مضمون طبقہ مہدویہ کے ایک معیاری رسالے ''المصدق'' میں دو قسطوں (نومبر، ڈسمبر ۱۹۲۳ء کے پرچوں میں صفحہ ۲۱ تا ۲۴ پر اور صفحہ ۲۳ تا ۲۸ پر) میں شائع ہوا جس کا عنوان تھا :

''حضرت بندگی میاں سید محمود ثانی مہدیؑ''

نواب صاحب کا دوسرا مضمون اسی رسالے میں (صفحہ ۱۵ تا ۲۱) جون ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔ جب آپ کی عمر ۲۷ سال تھی۔ مضمون کا عنوان ''عبادت'' تھا۔

۱۹۳۶ء میں خواجہ حسن نظامی کے رسالے ''منادی'' میں مہدویہ فرقہ کے اُصول اور حالات کے زیرِ عنوان منادی کے سالنامہ میں نواب صاحب کے (صفحہ ۳۱۵ و ۳۱۶) مضمون کی

اشاعت عمل میں آئی۔

اس طرح ''اصلاحِ ملت''، ''عقدِ بیوگان'' کے زیرِ عنوان نواب صاحب کے مذہبی اور اصلاحی مضامین جو ابتدائی دور میں شائع ہوئے، وہ ان کی مضمون نگاری کا دورِ اول ہے۔

لیکن اس ۱۸ سے ۲۵ سال تک کی عمر کے ہر مضمون کا ہر لفظ مضمون نگار کی عمر کو چھپاتا اور اس کی فکر، اس کے وسیع مطالعے، اس کی طرزِ نگارش کی پڑھنے والے سے داد حاصل کرتا ہے۔ دورِ اول کے مضمون ''عبادت'' کے اقتباسات سے اس دعویٰ کی دلیل ملتی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :

''علماء تاریخ نے معبود کے تخیل کے جو ادوار قائم کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب انسان تہذیب وتمدن سے ناواقف اور علم ومعرفت سے نا آراستہ دُنیا کے اَن گنت اور لاتعداد وحشی جانوروں کے درمیان درختوں کے پھل کھانے والے اور ان کی نرم جڑوں کو چبانے والے دوپائے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا اور جب کہ آدم کی آسمانی معلومات کے چشمے خشک ہونے لگے تھے اور ایک خدا کے تخیل کو اس نے بھلا دیا تھا، اس وقت دو ہی چیزیں اس کی گردن کو اپنی طرف جھکا سکتی تھیں اور اس کے معبود کا درجہ حاصل کر سکتی تھیں۔ ایک وہ جن سے وہ ڈرتا تھا خوف کھاتا تھا اور ان کی اذیت رسانی سے محفوظ رہنا چاہتا تھا۔ دوسری وہ جن سے اس کی اپنی حیاتِ مستعار میں کچھ تمنائیں وابستہ تھیں جن پر اس کی اُمیدوں کا سہارا تھا اور جن سے وہ کامیابی اور کامرانی کی آرزو رکھتا تھا۔ اسی نظریہ نے ایک طرف دمکتے آفتاب، کڑکتے بادلوں، چمکتی بجلیوں اور ڈستے سانپوں کو اس کا خدا بنادیا، دوسری طرف دودھ دیتی گائے، کھیتوں کو سرسبز کرنے والے دریا اور اس کے لیے سایہ اور میوہ فراہم کرنے والے درخت اس کی جبہ سائی کا ٹھکانہ بن گئے۔

اب وہ وقت آگیا تھا کہ غلط اور گمراہی کے سارے پردے چاک کردیئے جائیں۔ اندھی اور کمزور انسانی آنکھوں میں خدا کے آخری پیغام کی سلائی پھیر دی جائے اور پوجے جانے کے قابل ایک اپنے سب سے آخری رسول کے ذریعہ شرک کے سارے مندروں کو توڑ کر اس طرح صاف صاف سامنے آجائے کہ نہ صفات کے تعین میں اعضاء انسانی کے اضافوں کی

ضرورت ہو اور نہ قدر خیرہ و شرہ کے لیے دو متضاد طاقتوں کی طرف رجوع کرنا پڑے نہ خالق کے سوائے محی و ممیت جدا جدا پیدا کیے جائیں، نہ یونانیوں کی طرح ہر صفت کے لیے ایک علاحدہ بت تراشا جائے۔ اب بتا دیا گیا اور جتا دیا گیا کہ ایک ہی طاقت ہے جو پیدا بھی کرتی ہے اور سنوارتی بھی ہے۔ قائم بھی رکھتی ہے اور فنا بھی کر دیتی ہے۔ انسانوں کی آنکھوں جیسی آنکھوں کے بغیر قلوب کی گہرائیوں میں دیکھتی بھی ہے اور انسانی کانوں جیسے کانوں کے بغیر نفس کی آواز بھی سنتی ہے۔ صرف ایک جملہ کہہ کر قرآن نے سارے مشرکین کی زبانوں پر مہر لگا دی لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ عدالت و کوتوالی کے موجودہ ترقی یافتہ نظام اعضاء و جوارح انسانی کے اعتدال و اصلاح کا کام کر سکتے ہیں کوتوال کا کوڑا اور سپہ سالار کی تلوار انسان کے ظاہر کو پاکیزہ بنا سکتی ہے، وہ جس کی موجودگی کا خیال جس کی ہر وقت دیکھنے والی آنکھوں کا تصور جس کے ہر وقت اور ہر آواز کو سننے والے کانوں کا یقین ایک بھٹکے ہوئے قلب کی رات کی تاریکیوں میں تنہائی کے لمحوں میں مشید قلعوں کے درمیان گناہوں سے حفاظت اور سیدھے راستے کی طرف رہبری کر سکتا ہے، وہ صرف ایک خدا کا تخیل ہے۔ اس کے سامنے اپنے سارے ارادوں کو ہیچ اپنی ساری قوتوں کو ناچیز اپنی ساری کاوشوں کو بے اثر سمجھ کر اپنی گردن طاعت کو ختم کر دینے اور اس کی مرضی میں اپنی مرضی کو شامل کر دینے کا نام عبادت ہے''۔

دور دوم کے مضامین میں '' علامہ بحر العلوم شمسیؒ شاعری'' فطرتِ کائنات اور دیگر چند مضامین شامل ہیں۔

ان مضامین نثر پر نظم کا گمان ہوتا ہے۔ ملک کے نامور ادیب اور اسلامیات کے ماہر مولانا سلیمان ندوی نے بالکل سچ فرمایا کہ '' ان کی نثر شاعری کا نمونہ ہوتی تھی اور یہ رنگ آخری دور کی تحریروں تک اسی انداز میں اپنا رنگ جماتا رہا''۔

جس بانکپن سے نثر کی وہ نوک و پلک سنوارتے ہیں اس کا اندازہ ان کے مضمون '' فطرتِ کائنات'' سے پیش کردہ ان اقتباسات سے ہوتا ہے :

'' دُنیا میں جب نگاہیں دیکھنے کے قابل، کان سننے کے لائق اور دل سمجھنے کے خوگر بنے تو سب سے پہلی چیز جس کا انسان نے مشاہدہ کیا، اور اس کی سمجھ میں آئی وہ اشیاء کا ربطِ باہمی اور ان

کی مرکزیت تھی۔ مجھے اس کے ذہن پر رشک آتا ہے جو شہر کی گھما گھمی اور شور و پکار سے دور کسی گاتی ہوئی ندی کے کنارے اُونچی چٹان پر بیٹھا ہوا گھنے درخت کے پیچھے غروب ہوتے ہوئے سورج کا نظارہ کر رہا ہے۔ درخت کے اَن گنت پتے، مشامِ روح کو معطر کرتے ہوئے پھول، ٹیڑھی بانکی، لیکن متعلم جمالیات کو دعوتِ نظارہ دینے والی شاخیں، دیکھنے والا محو ہو جاتا ہے لیکن اس کی فکر فوراً اس کو غلطی سے بچاتی ہے۔ پھول پتے اور شاخ کی طرف سے اس کی نگاہ کو ہٹا کر درخت کی جڑوں کی طرف متوجہ کر دیتی ہے اور وہ سوچنے لگتا ہے کہ اگر کسی نے اس جڑ کو قطع کر دیا تو ڈالیوں کی یہ شادابی، پتوں کا یہ نکھار، پھولوں کی یہ شگفتگی کس طرح باقی رہے گی''۔

''ایک بہادر مسلمان کی موت'' کے زیرِ عنوان علامہ سلیمان ندوی نے تحریر فرمایا تھا :

''شاعری وہ نہیں کرتے مگر ان کی نثر شاعری کا نمونہ ہوتی تھی''۔

اس کی تصدیق نواب صاحب کے مضمون بعنوان ''شاعری'' کے ہر لفظ، ہر سطر اور ہر جملے سے ہوتی ہے :

''اس دن کرۂ ارض میں شادیانے بجے ہوں گے اور سمعِ انسانی نے خوشیاں منائی ہوں گی جب کہ فرزندِ آدم کی زبان سے پہلی مرتبہ کلامِ موزوں نکلا ہوگا۔ تاریخ ساکت ہے اور ہمارا علم تہی دامن کہ اس کلامِ موزوں کا موضوع کیا ہوگا۔ وہ جذباتِ عشق و محبت تھے یا نفرت و عداوت و ہجو غیر تھی یا ستائش خویش، پستی کا احساس تھا یا عظمت و شان کا اظہار۔ لیکن اگر شاعری کسی وجدانی کیفیت کا نام ہے تو ہم کم از کم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اس کلامِ موزوں کے اتباع کرنے والوں کو ''غاوٗن'' کا لقب ملا ہوگا خدا نے ام الکتاب میں سب سے پہلے اپنی صفات الوہیت و رحمت کا ذکر کیا ہے، کیا تعجب ہے کہ اس اشرف المخلوقات نے رب الرحیم کے جذبہ ہائے حسن و جمال سے سب سے پہلے تاثر قبول کیا اور اس کی حمد و ثنا میں زبان کھولی ہو۔ وہی شعر جو داوٗد کی زبان سے نکل کر رشکِ صد ہزار عبادت ہو جاتا تھا۔ امراء القیس کے ناپاک جذبات کا حامل بن کر سمع حق شنو کے لیے بار ہونے لگا۔ شاعر، فطرت و قدرت کا وہ شاگردِ رشید جس کی عقل پردوں کو اُٹھاتی، جس کی آنکھیں اسرار کو دیکھتی اور جس کی زبان حقیقتوں کو مجاز کی صورت میں ہمارے آگے پیش کر دیتی ہے۔

کیا ہم نہیں جانتے کہ اس کی رزمیہ نظمیں خرمنِ امن کے لیے برقِ سوزاں ہوتی تھیں اور اس کے محبت سے بھرے ہوئے اشعار ٹوٹے ہوئے دلوں کے لیے آہنی زنجیر، کیا پست اور گری ہوئی قوموں کی رفعت و بلندی کے اسباب میں آپ شاعر کے قلم کو نہیں پاتے اور کیا غیرت وحمیت سے محروم ملل نے اس کے دل سے اُٹھتی ہوئی آوازوں سے خود شناسی و خودداری نہیں حاصل کی۔

اسلامی دُنیا میں جب تک خالد وعبیداللہ کی ضرورت تھی حسان بن ثابت اور خنساء جیسے شاعر پیدا ہوئے۔لیکن جب بنی اُمیہ کے عیش پسند اور بنی عباس کے عشرت دوست درباروں نے اپنا رنگ بدلا تو شاعری اس کے اثر سے مغلوب ہوگئی۔سلاجقہ اور سلاطین مغلیہ کے دربار میں پہنچ کر اس میں گل وبلبل اور مژگان وکاکل کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا۔ بہادر شاہ سے دلی چھوٹ رہی تھی لیکن ایک مردہ قوم کا مردہ بادشاہ لوہے کے تیر اور فولاد کی تلوار کے بجائے مژگان وابرو کی مشق میں مشغول تھا۔ ہشام ابن عبدالملک اور مامون الرشید جلال الدین ملک شاہ سلجوقی اور اکبر کا زمانہ ہوتا تو شاید ہم بھی اس مذاقِ شاعری کی ثناء کرتے کہ جنگ وجدل اور کارزار وعمل کے بعد یہ اندازِ شاعری ایک گونہ تسکین خاطر کا باعث ہوتا لیکن کیا آج اور اس زمانے میں مشرق اور خصوصاً ہندوستان کی غلام قوموں کے لیے اسی شاعری کی ضرورت ہے؟ کہ اُمیدِ وصل میں دم توڑیں اور شبِ ہجر کا دامن تلاش کریں؟ آج بزمِ نشاط کی زینت درکار نہیں ہے، میدانِ رزم وحریت کا ولولہ مطلوب ہے''۔

تیسرے دور کی مضمون نگاری میں : ۱) حیدرآباد اور گھریلو صنعتیں ۲) میں مطالعہ کس طرح کرتا تھا ۳) مہاراجہ کرشن پرشاد پر بعنوان : ''آں قدح بشکست وآں ساقی نماند'' اور دیگر دو چار مضامین کے علاوہ وہ نوشاہکار خطبات ہیں جو بمبئی میں منعقدہ میلاد کے جلسے کے علاوہ جشن سیزدہ صد سالہ صدی کانفرنس اتحاد المسلمین کے صدر کی حیثیت سے ۵ خطبات اور مہدویہ کانفرنس کے ۲ خطبات شامل ہیں، جو یادگار حیثیت کے حامل ہیں۔ علاوہ ازیں رائے، تقریظ، تاثرات، تعارف اور پیام کی صورت میں بھی نواب صاحب کی تحریریں صفحہ قرطاس کو زینت بخشتی رہیں۔

۲۸، ۲۹ سال کی عمر سے ان کی قومی مصروفیات نے انھیں مضمون نگاری کی فرصت نہ دی۔

اخبارات ورسائل کی جانب سے اصرار ہوتا تو جواب میں تحریر فرما دیتے :

’’مضامین لکھنا بہت دشوار ہے کیوں کہ آج کل سانس لینے کی بھی فرصت مشکل سے ملتی ہے۔ پھر بھی انشاءاللہ کوشش کروں گا‘‘۔ (۲۳/مارچ ۱۹۳۸ء مدیر رسالہ زبدۃ الملک چن پٹن)

البتہ بیانات، پیامات، تقریظ، رائے اور تاثرات کا سلسلہ دمِ آخر تک جاری رہا۔

نواب صاحب کے تیسرے دور کی تحریروں میں ان کی ادیبانہ طرزِ نگارش اور خطیبانہ طرزِ ادا کے خوش گوار امتزاج سے ان کی نثر کی رعنائی اور دلبری میں چار چاند لگ گئے۔

ان کی تحریروں میں جہاں جگہ جگہ ادبی بصیرت سر اُبھارتی ہے وہیں ادبی مسرت بھی مسکراتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

انھیں کسی موضوع پر قلم اُٹھانے سے پہلے اہتمام کی ضرورت ہوتی، نہ لکھنے کے بعد نظر ثانی کی۔

جناب جعفراللہ حسینی صاحب جعفری مدیر ’’معین‘‘ خلف حضرت ضرخام ’’مسدس اتحادالمسلمین‘‘ پر نواب صاحب کی رائے لکھوانے کے لیے بیت الامت آئے۔ نواب صاحب باہر جانے کے لیے دیوڑھی سے نکل رہے تھے۔ جعفری صاحب پر نظر پڑی، پوچھا، فرمایئے جعفری صاحب۔ جعفری صاحب نے عرضِ مدعا کیا۔ مسدس اتحادالمسلمین کا مسودہ کھڑے کھڑے پڑھ ڈالا۔ کاغذ طلب کیا اور قلم برداشتہ تحریر فرما دیا :

’’تاریخ عالم شاہد ہے کہ انقلابِ اُمم میں خطیب کی زبان، مجاہد کی تلوار اور مدبر کے دماغ کے ساتھ ساتھ شاعر کا قلم بھی کام کرتا رہا ہے۔ شاعر اپنے فکر و تعمل کا نچوڑ چند منظوم الفاظ میں کاغذ پر مرتسم کر دیتا ہے اور وہی چند الفاظ روحِ عمل اور حیاتِ مِلل بن جاتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو قدرت کے اس عطیہ کو آلہ نشاط بنانے کی بجائے سببِ حیات بنا لیتے ہیں‘‘۔

قطع نظر ان مضامین کے جن کا تذکرہ کیا گیا نواب صاحب کی قومی و ملی مصروفیتوں کے دور میں جو خطبات مجلس اتحادالمسلمین کے سالانہ جلسوں کے علاوہ دیگر مذہبی و علمی اجتماعات میں نواب صاحب نے پڑھے، وہ خطبات انشاء پردازی کا اعلیٰ نمونہ اور ادب کا شاہکار ہیں۔ ان خطبات سے چند اقتباسات قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہیں :

”ساڑھے چار سال کی طویل مدت گزر جانے کے باوجود لیلیٰ جنگ کی عشوہ طرازیوں میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔شمالی افریقہ میں اس کی کمر پر کاری ضرب لگی،اٹلی میں اس کا ایک بازو ٹوٹا اور محاذِ روس پر اس کا دوسرا بازو مجروح ہو رہا ہے لیکن جنگ کی سخت جاں دیوی کے انداز و ادا آج بھی عالم آشوب ہیں۔جب تک ٹوکیو میں اس کے دل کی دھڑکنیں منظّم ہیں اور برلن میں اس کا دماغ کارفرما،دُنیا اس کی خون آشامیوں سے نجات پاتی نظر نہیں آتی“۔

(خطبہ صدارت یکم جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ م جولائی ۱۹۴۳ء)

جب خضر حیات خاں نے قائداعظم کے فیصلہ سے سرتابی کی تو اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں :

”بنگال،سندھ اور سرحد کی کامیابیوں کا آفتاب پنجاب کے غبار آلود مطلع میں چھپا تھا۔ الحمدللہ کہ خضر نے اپنے ہاتھ سے آبِ حیات کا جام خود ہی پھینک کر اپنے آپ کو شریکِ قسمتِ سکندر کر لیا“۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت کے پھول پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”وہ محمدؐ جو عبداللہ کے یتیم کی حیثیت سے خاندانِ بنی ہاشم کے چشم و چراغ تھے،وہ محمدؐ جن کو عبدالمطلب کے پوتے اور بعد ابوطالب کے بھتیجے کی حیثیت سے کوئی بھی کڑی نگاہوں سے نہ دیکھ سکتا تھا،وہ محمدؐ جن کے حرب فجار میں تیر چن چن کر نبرد آزماؤں کو دینے کی ادا مکہ والوں کے دل چھین چکی تھی،وہ محمدؐ جن کا تنصیبِ حجر اسود کا فیصلہ سرکشانِ قریش کو اسیر کمند محبت کر چکا تھا،وہ محمدؐ جن کی خوش معاملگی کا ڈنکا بازارِ عکاظ سے لے کر دمشق کے چوراہے تک بج چکا تھا،وہ محمدؐ جن کی صداقت کی قسم کھائی جاتی تھی،وہ محمدؐ جن کی امانت میں شبہ کرنا گناہ سمجھا جاتا تھا،جب خدا کے اس آخری پیغام کو ہٹانے کے لیے صفا کی چوٹیوں پر چڑھتے ہیں اور آلِ غالب کو آنے والے خطرات سے جو عذابِ الٰہی کی صورت میں نمودار ہوتے،ڈراتے ہیں تو تم نے دیکھا اور تاریخ نے شہادت دی کہ ان کے روئے انور پر مکہ کی خاک اُڑائی گئی،ان کے پائے نازک کی خار مغیلاں سے تواضع کی گئی،ان کی گردنِ اقدس پر اُونٹ کی غلاظت بھری اُوجھ رکھ دی گئی،خلیل و ذبیح کا وطن ان کے

پوتے پر تنگ کر دیا گیا، ان کے سر کے لیے انعام مقرر کیا گیا۔ کیا ان سب باتوں میں چشم بینا کے لیے روشنی اور قلبِ فہیم کے لیے سبق نہیں ہے کہ اس دُنیا میں حق وصداقت کا پیغام پہنچانا طاغوتی طاقتوں کو دعوتِ پیکار دینا ہے اور شیطان کی ذریات کو آمادہ جنگ کرنا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائے ہوئے حکم فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ کی تعمیل پر آمادۂ اشاعتِ پیغامِ الٰہی ہو جانے والو! یہ وہ راستہ نہیں ہے جس سے آبلہ پائی کے بغیر گزر جاؤ، یہ وہ لقمہ نہیں ہے جو حلقوم کو زخمی کیے بغیر ہضم ہو جائے، یہ وہ منزل نہیں ہے جو ہفت خوان کو طے کیے بغیر ہاتھ آ جائے۔ یہاں ترغیب کی سنہری زنجیریں ہیں اور ترہیب کی آہنی طاقتیں، کبھی مکہ کی ساری دولت ڈھیر کی جا رہی ہے۔ قریش کی ساری فہوشیں جمع کی جا رہی ہیں اور عرب کا تخت آراستہ کیا جا رہا ہے تو کبھی بدر کا بدلہ لینے کی قسمیں کھائی جا رہی ہیں، تلواریں صیقل ہو رہی ہیں، کبھی نیزوں کے پھل گھسے جا رہے ہیں اور تیروں کے پیکانِ آزمائے جا رہے ہیں۔ یہاں ان آہنی قدموں کی ضرورت ہے اور اس کو وہ صفت ارادے کی جو شمس وقمر کی تسخیر کو ٹھکرا دے، جو طوفانِ مصائب کے سامنے گردن تانے کھڑا ہو، جو پیشانی میں زرہ کی کڑی چبھونے کے لیے تیار ہو جائے جو دانت ٹوٹنے پر مسکرا دے اور جو گھر بار لٹا کر شکر کرے"۔ (۳۱/ مئی ۱۹۳۸ء خطبہ آل انڈیا تبلیغ اسلام کانفرنس بمبئی)

رُوح کی پیاس ہے لفظوں سے کہاں بجھتی ہے

◆◆◆

شاعری

اوائل عمری سے نواب صاحب کو شعر و شاعری کا ستھرا ذوق تھا۔ خلقؔ تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے اشعار فی البدیہہ ہوتے اور حیرت انگیز تیزی کے ساتھ شعر کہنے پر قادر تھے۔ اس خصوص میں ایک واقعہ قائد ملت کے رفیق مولوی عبدالرحمٰن سعید تحریر فرماتے ہیں :

’’ کام کی مسلسل مصروفیت سے جو بار طبیعت پر ہوا کرتا تھا، اس کو دور کرنے کے لیے نواب صاحب مہینے میں ایک دو دفعہ تفریحاً باہر جایا کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر حمایت ساگر روانہ ہوئے۔ میں اور معین الدین صاحب فیضؔ ساتھ تھے۔ دو پہر کا کھانا کھانے کے بعد طے ہوا کہ کسی مصرعہ طرح پر ہم تینوں غزل لکھیں۔ مصرع طرح غالبؔ کا مصرعہ ’’جس دل پر ناز تھا وہ دل نہیں رہا‘‘ دیا گیا۔ میں نے اور فیضؔ نے پانچ چھ اشعار کی غزلیں لکھیں، نواب صاحب بہت پر گو شاعر تھے انھوں نے سات آٹھ اشعار کی غزل کہی۔ افسوس ہے کہ وہ غزلیں میرے پاس محفوظ نہیں ہیں‘‘۔

شعر و شاعری سے ان کی غیر معمولی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ متقدمین اور دورِ حاضر کے شعراء کے ہزاروں اُردو، فارسی اور عربی شعر نوکِ زبان تھے۔ جب کبھی طبیعت موزوں ہوتی وہ خود بھی شعر کہتے۔ بعض دفعہ ماحول خود ان سے شعر کہلواتا۔ نہ شعر کہنے سے پہلے اہتمام ہوتا، نہ بعد میں اس کی حفاظت کا خیال۔ وہ سیاسی گتھیوں کو سلجھانے اور قومی مسائل سے ان کی دلچسپی و انہماک کے باعث ان کی زندگی کا ہر لمحہ چوں کہ قوم کا سرمایہ تھا اس لیے انھیں بہت کم شعر کہنے کا موقعہ ملا۔ ویسے زیادہ کلام اوائل عمری ہی کا ہے۔ کیوں کہ عوامی زندگی کے باعث ان کی فرصت کے لمحات بھی ان کی مصروفیت ہی کے لمحات ہوا کرتے تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں :

’’میں بالارادہ اس جذبے کو دباتا ہوں۔ کیوں کہ شاعر بالعموم عمل سے دور ہوتے ہیں اور مجھے کچھ کام کرنا ہے‘‘۔

پھر بھی جیسا یہ جذبہ قوی ہونا فی البدیہہ کچھ نہ کچھ کہہ جاتے۔ فرماتے تھے کہ :

''بالعموم میرا ذہن اس وقت شاعری کرنے لگتا ہے جب میں موٹر میں بیٹھا ہوتا ہوں۔ ورنہ اوراوقات میں تو اس کی فرصت بھی نہیں ملتی''۔

اپنی نوجوانی کے زمانے میں شعر وشاعری سے اپنی دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''بیسویں صدی عیسوی کے ہر نوجوان کی طرح شاعری کا خبط شعور کی ابتدا کے ساتھ پیدا ہو چکا تھا اور شوقِ شعر گوئی نے شعراء کے تذکروں اور دواوین کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ آج اپنے کلام کا پرانا نمونہ سامنے آجاتا ہے تو بے اختیار ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی ہے۔ لیکن آج سے پچیس برس قبل ہم اپنے آپ کو غالبؔ اور ذوقؔ سے کچھ زیادہ نہیں تو کچھ کم بھی نہ سمجھتے تھے۔ ہماری شعر گوئی اور مطالعہ دواوین کا سب سے اچھا وقت صبح کے ابتدائی لمحات ہوا کرتے تھے۔ جیسے جیسے ادب نے ایک معیاری کیفیت پیدا کی تو خود بخود احساس ہونے لگا کہ شاعر پیدا ہوتا ہے بنتا نہیں اور ہماری میز سے ہٹ کر دواوین الماریوں کی زینت بن گئے۔ اور بانگِ درا کے سوا میز پر کچھ باقی نہیں رہا۔ آخری دور میں اگر کسی کے کلام نے اقبالؔ کے کلام کا ساتھ دیا تو وہ مولانا رومؔ کی مثنوی اور سعدیؔ کی گلستان تھی''۔

قائد ملت نے ویسے تو کئی سو شعر فرمائے ہیں لیکن ان کا کلام دستیاب نہ ہوسکا۔ جو کچھ کلام ان صفحات پر آپ کو ملے گا، یہ سرمایہ بڑی تلاش و جستجو کے بعد دستیاب ہوسکا۔ خلقؔ تخلص فرماتے تھے۔ وحید العصر مولوی سید نجم الدین صاحب المعیؔ کے شاگرد تھے۔

وحید العصر مولوی سید نجم الدین صاحب المعیؔ صاحب دیوان شاعر اور عالم دین تھے۔ علامہ شمسیؔ کے خاص شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

بہادر یار جنگ کا غیر مطبوعہ کلام
محمد بہادر خاں خلقؔ
یکے از تلامذہ وحید العصر سید نجم الدین صاحب المعیؔ

نعت شریف

رفعتِ شانِ احمدی

اے کہ ترے وجود پر خالق دوجہاں کو ناز
اے کہ ترا وجود تھا وجہِ وجودِ کائنات

اے کہ ترا سرِ نیاز حدِ کمالِ بندگی
اے کہ ترا مقامِ عشق قرب تمام عین ذات

اے کہ تری زبان سے ربِ قدیر گلفشاں
وحیِ خدائے لم یزل تھی تری ایک ایک بات

اے کہ تو فخرِ آدمی ، واقفِ سرِ عالمیں
لوح وقلم سے بے نیاز تیرے علوم شش جہات

تیرے عمل سے کھل گئیں تیرے بیاں سے حل ہوئیں
منطقیوں کی اُلجھنیں ، فلسفیوں کی مشکلات

خوگرِ بندگی جو تھے تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصر و کاشغر ، وارثِ دجلہ و فرات

مجھ سے بیاں ہو کس طرح رفعتِ شانِ احمدیؐ
تنگ مرے تصورات پست مرے تخیلات

◆◆◆

نذر بارگاہِ رسالتؐ

والضحیٰ تفسیر رُوئے مصطفیٰؐ
ہست واللیل عکس موئے مصطفیٰؐ

کرد روشن تیرہ دانِ قلب را
شمع داغِ عشق روئے مصطفیٰؐ

آستانِ اوست سجدہ گاہِ خلق
کعبہ کعبہ است کوئے مصطفیٰؐ

بیند ابلیس لعیں گر رُوئے او
کرد سجدہ راست سوئے مصطفیٰؐ

خلقِ عاصی می تپد پروانہ وار
در فراق شمع روئے مصطفیٰؐ

◆◆◆

کیا ہے مجھ بے نوا فقیر کے پاس؟

نوٹ : ۸/ بہمن ۱۳۴۹ف بمقام احمد پور ضلع بیدر میں تقریر کے بعد قائد ملت ٹاؤن ہال تشریف لائے، بے حد متاثر تھے اور اس وقت ذیل کے اشعار موزوں فرمائے گئے۔(مرتب)

کیا ہے مجھ بے نوا فقیر کے پاس
ایک دلِ دردمند لایا ہوں

خم طیبہ سے بچ رہی تھی کچھ
شیشہ دل میں بند لایا ہوں

ہمرہانِ رمیدہ خو کے لیے
آنسوؤں کی کمند لایا ہوں

ربِ اعلیٰ کے پوجنے والو
مژدۂ سر بلند لایا ہوں

تیرے احساں کے شکریئے کے لیے
دلِ احسان مند لایا ہوں

◆◆◆

ہم کس کو تیرے بعد کہیں آفتابِ علم

نــــوٹ : بحرالعلوم علامہ شمسیؔ استاد حضرت قائد ملت نواب بہادر یار جنگ کی وفات حسرت آیات کی تعزیت میں جناب تسکینؔ صاحب کے مکان واقع کاچی گوڑہ پر ایک مشاعرہ منعقد کیا گیا تھا۔ طرح مصرع ''زیر زمیں غروب ہوا آفتابِ علم'' مقرر تھا۔ قدر داران حضرت شمسیؔ کی اس علمی مجلس میں حضرت قائد ملت نے اپنے محترم استاد کی خدمت میں منظوم نذرانۂ عقیدت پیش کیا جو ہدیۂ ناظرین ہے۔ (مرتب)

ہم کس کو تیرے بعد کہیں آفتابِ علم
اے فخر قوم شمسی عالی جنابِ علم

سینہ میں تیرے سر معارف تھے بے شمار
گنتی کہاں کی اور کہاں کا حسابِ علم

ساقی کا اپنے سب پہ برابر رہا کرم
بٹتی رہی ہے سب میں برابر شرابِ علم

دنیائے علم میں ہے قیامت کا اضطراب
مشرق میں ہو رہا ہے غروب آفتابِ علم

کیوں زیر و بم سے خالی فضائے کمال ہے
کیا تیرے ہاتھ ہی کے لیے تھا ربابِ علم

تجھ میں علومِ ظاہر و باطن ہوئے تھے جمع
لاریب تیری ذات تھی لب لبابِ علم

ہے ہوش ہم میں ماہ صفت جلوہ گر مگر
تجھ کو کہاں سے پائیں ہم اے آفتابِ علم

اب خلق کس کے سامنے پھیلائے جا کے ہاتھ
ہیں تین پشت سے وہ ترا فیض یابِ علم

◆◆◆

بیگم صاحبہ کے نام منظوم خط

بغداد شریف-۱۱/مہر ۱۳۴۰ف روز سہ شنبہ

عزیز از جان بیوی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کربلائے معلیٰ اور نجفِ اشرف کی زیارتوں سے فارغ ہوکر پرسوں رات کو بغداد واپس آیا تو ہوٹل والے نے تمہارا تیسرا خط دیا جو دمشق اور استنبول کے خطوط کے بعد گزشتہ تین ماہ کی مدت میں ملا۔ وہ خط جو تم نے ۱۴/ ربیع المنور کو لکھا تھا اس خط کو پڑھ کر مسرت اور غم کے دوگونہ جذبات سے قلب معمور ہوگیا۔ اسی حالت میں چند شعر زبان سے نکل کر کاغذ پر نقش ہوگئے، وہ حسبِ ذیل ہیں۔ (بہادر یار جنگ)

میری بیوی اے مرے دل کا سرور
میری عزت اور میرے گھر کا نور

اے میرے آرام وراحت کی جلیس
اے میرے وقت مصیبت کی انیس

تجھ کو بخشے ہیں خدا نے وہ صفات
تیرے دم سے رونق بزمِ حیات

دینداری تیری مشہورِ انام
اور صداقت تیری ایک عادت کا نام

مکر سے تیرا تدبر پاک ہے
تیرے آگے کذب روبر خاک ہے

جب زمانہ میرا دشمن ہوگیا
ایک تجھ میں تھا خلوص بے ریا

دن برے لائے تھے جب تقدیر نے
دستگیری کی تری تدبیر نے

میری خاطر ہوش کھونا یاد ہے
تیرا راتوں کو نہ سونا یاد ہے

دامن خالی کو زر سے بھردیا
میرے ویرانے کو گلشن کردیا

پہلے حق نے اور مری تقدیر نے
پھر تیرے ہی ناخن تدبیر نے

بادۂ اُلفت کا ایک پیمانہ ہے
تو اطاعت کیش ہے فرزانہ ہے

تجھ کو رکھے گا خدا ہر وقت شاد
اور تیری برلائے گا ہر ایک مراد

(انشاءاللہ)

◆◆◆

قسطنطنیہ

نوٹ: قسطنطنیہ کے زمانہ قیام میں نواب صاحب نے حسبِ ذیل نظم موزوں فرمائی تھی۔ (مرتب)

میزبانی جس نے کی تھی سرور کونین کی
تیری دیواروں کے نیچے ہے وہ تیرا مہماں

گود میں پل کر بڑا تو شاہِ قسطنطین کے
تجھ میں پوشیدہ ہے بیزنطینوں کی داستان

تیری رفعت کا پتہ دیتے ہیں مینارے ترے
اور تیری مسجدیں ہے تیری عظمت کے نشاں

وہ جزیرے جن میں آدم آ کے جنت بھول جائیں
اور وہ چشمے جن پہ ہو تسنیم و کوثر کا گماں

ہاں نہ بھولیں گے نہ بھولیں گے نہ بھولیں گے کبھی
وہ جبالِ سبز پوش اور گل بداماں وادیاں

◆◆◆

مرگِ آرزو

(حضرت قائدِ ملت نے اپنی شیرخوار اکلوتی صاحبزادی کی وفات کی اطلاع ملنے پر ایک تبلیغی دورے سے واپس ہوتے ہوئے یہ نا تمام مرثیہ تحریر فرمایا تھا۔(مرتب)

تری زمیں پر سبھی بس رہے ہیں اے اللہ!
اگر کنیز بھی جیتی تو کون مشکل تھا ؟

یہ فیل مست، یہ شیریں ژیاں یہ اسپِ قوی
ترے کرم سے سبھی پا رہے ہیں رزق اپنا

سہارا ان کی ضعیفی کا ہے تری قوت
یہ ناتواں مگس اور یہ مور بے مایا

ہزار حسن و نزاکت کے باوجود بھی گل
چمن میں کھلتا ہے ہنستا ہے اور بو دیتا

میں مانتا ہوں کہ میری کنیز نازک تھی
مگر تھی دامن حی و قوی سے وابستا

بنا کے بات مری پھر بگاڑ دی تو نے
مری اُمید کی دُنیا اُجاڑ دی تو نے

تری ہوا میں نہ جی بھر کے اس نے سانس لیا
تری زمیں پہ ابھی پاؤں بھی نہ رکھا تھا

لب آشنائے تکلم ہوئے نہ تھے اس کے
فضا میں نغمہ آغوں ابھی نہ گونجا تھا

ترے ستاروں کو دیکھا نہ تھا ابھی اس نے
نہ سوئے بدر کبھی ہاتھ اس کا پھیلا تھا

مری دوات لنڈھائی نہ تھی ابھی اس نے
مری کتابوں کو اس نے ابھی نہ پھاڑا تھا

نہ اس کو اپنے پرائے کی تھی تمیز ابھی
نہ اس نے درس محبت کسی سے پایا تھا

مری صدا پہ مگر کیوں وہ چونک جاتی تھی
مری طرف سے نظر کیوں نہ پھر ہٹاتی تھی

◆◆◆

آپ چاہیں گے تو اللہ کی رحمت ہوگی

(حضرت قائد ملت نے اپنے قیام جا گیر لال گڑھی کے دوران ۲۴/ جون ۱۹۲۸ء کو نماز عصر کے بعد دائرہ جا کر حضرت بندگی میاں شاہ نصرت جو ایک بسا بزرگ گزرے ہیں کی زیارت کی۔ واپسی میں ذیل کی غزل موزوں ہوئی۔ غزل کی وجہ تحریک کے بارے میں حضرت قائد ملت نے اپنی ڈائری میں درج فرمایا ہے کہ'' آج دائرہ سے واپس آتے ہوئے احمد شریف نے ایک مصرعہ اپنی طرف سے کہا کہ 'پیر نصرت سے اُمید کہ نصرت ہوگی' طبیعت موزوں تھی۔ نہ صرف میں نے اس مصرعہ کو شعر کر دیا بلکہ ایک ہی نشست اور آدھے گھنٹے میں چودہ شعر کی ایک پوری غزل کہہ دی۔ چند شعر درج ذیل ہے۔

پیر نصرت سے ہے اُمید کہ نصرت ہوگی
کام بن جائیں گے اور دور مصیبت ہوگی

میں پلٹ کر بھی نہ دیکھوں سوئے گنج قارون
تیری اُلفت سے بڑی کونسی اُلفت ہوگی

میں کہاں اور کہاں بارگہ ربِ علیٰ
آپ چاہیں گے تو اللہ کی رحمت ہوگی

آج تک صبح ترے روضہ میں شرماتی ہے
کیا ترے روئے منور کی صباحت ہوگی

سجدہ گاہِ ملک و جن و بشر ہے اب تک
آہ کیا شانِ درِ حضرتِ نصرت ہوگی

جاگ اُٹھیں جو مقدر تو تعجب کیا ہے
خلق پر بھی تو کبھی نظر عنایت ہوگی

◆ ◆ ◆

وصل ہر سجدۂ نماز ہے آج

نوٹ : یہ اشعار قائدملت نے حیات نگر کے بنگلے میں اپنے احباب کے اصرار پر برجستہ ارشاد فرمائے تھے۔(مرتب)

ناز منت کش نیاز ہے آج
مصطفٰے پردہ دار راز ہے آج

ساقیا دے کہ ٹل نہ جائے وقت
دختر ز کے لیے جواز ہے آج

آج ارزاں ہیں یار کے جلوے
وصل ہر سجدۂ نماز ہے آج

◆◆◆

ناقص بھی مدینہ کا کامل نظر آتا ہے

نوٹ: کولمبو جاتے ہوئے قائدِ ملت نے یہ اشعار موزوں فرمائے تھے۔(مرتب)

یہ تیرِ ستم کس کی چٹکی سے چھٹا یارب
یاں جو نظر آتا ہے بسمل نظر آتا ہے

حسرت ہی رہی دل کو طوفاں سے اُلجھنے کی
دو چار ہی غوطوں میں ساحل نظر آتا ہے

لیلیٰ کے تصور میں یہ دشتِ جنوں سارا
ناقہ نظر آتا ہے، محمل نظر آتا ہے

دُنیائے سیاست کے کامل بھی ادھورے ہیں
ناقص بھی مدینے کا کامل نظر آتا ہے

اقلیم خطابت کا بدلہ ہوا نقشہ ہے
اقلیم سخن بھی اب شامل نظر آتا ہے

◆◆◆

رُوئے تو قبلہ گاہے کوئے تو سجدہ گاہے

نوٹ : حضرت قائد ملت کا فارسی کلام بہت کم ہے جو دستیاب ہوسکا وہ شریکِ کتاب ہے۔(مرتب)

درکوئے تو نشستم باحالت تباہے
زیں حسرتے کہ شاید برمن کنی نگاہے

رویم بسوئے رویت خاکم بخاکِ کویت
رُوئے تو قبلہ گاہے کوئے تو سجدہ گاہے

برجانِ عاشق خود ایں ظلم و جورتا کے
تا چند ایں تغافل اے شوخ کج کلاہے

◆◆◆

کفِ قاتل میں خنجر دیکھتے ہیں

(ذیل کے تین شعر قائد ملت نے اپنی ڈائری بابت اکتوبر ۱۹۲۷ء و نومبر ۱۹۲۸ء کے آخری صفحہ پر جو خاکی رنگ کا ہے پنسل سے تحریر فرمائے تھے۔(مرتب)

کفِ قاتل میں خنجر دیکھتے ہیں
جدا ہم جسم سے سر دیکھتے ہیں

خیال آتش رُخ بھی غضب ہے
ہم آنسو کو بھی اخگر دیکھتے ہیں

ستم ہے تیر مژگاں کا تصور
سر مو کو بھی نشتر دیکھتے ہیں

◆◆◆

باغِ ارباب

(حضرت قائد ملت نے اربابِ محمد کرم علی خاں صاحب کو ۱۵/ جولائی ۱۹۴۲ء میں ان کے بلوچستان کے پتے پر حسبِ ذیل خط لکھا تھا۔ خط کا صرف اتنا ہی مضمون درج ذیل کیا جارہا ہے جو حضرت قائد ملت کے اشعار کی وجہ تحریک سے متعلق ہے۔ (مرتب)

۹/ شہریور ۱۳۵۱اف م ۱۵/ جولائی ۱۹۴۲ء

اربابِ محمد کرم خاں صاحب بلوچستان

مکرمی ! افسوس ہے کہ آپ کے باغ کو میں نے جی بھر کر نہیں دیکھا لیکن شام کے جھٹپٹے میں اور خود پھولوں سے پیدا ہونے والی دلکش روشنی میں جو کچھ دیکھا وہ جنت نگاہ تھا۔ جو فی البدیہہ شعر آپ کے باغ کی تعریف میں کہے تھے افسوس کہ ان میں اضافہ نہ کر سکا۔ اپنی یادگار کے طور پر ان کو ذیل میں درج کر رہا ہوں۔

باغِ جنت کو رشک آجائے
باغ ارباب کو اگر دیکھے

دلکشی یہ کہیں نہیں دیکھی
باغ ہم نے بھی بیشتر دیکھے

کہیں نرگس لڑا رہی تھی آنکھ
کہیں خنداں گلابِ تر دیکھے

اب دُنیائے رنگ و بو دیکھی

◆◆◆

اہل محفل ہیں گوش برآواز

یاس اُمید بے بدل
قاصد تیزگام آتا ہے

یہ کہاں تھے نصیب عاشق زار
یار بالائے بام آتا ہے

مژدہ اے میکشانِ مست الست
ساقی بادہ بجام آتا ہے

اہل محفل ہیں گوش برآواز
خلق شیریں کلام آتا ہے

◆◆◆

لوگ کہتے ہیں غزل یہ کسی اُستاد کی ہے

نــوٹ : ذیل کی غزل کے اشعار کے بارے میں حضرت قائدملت اپنی ڈائری میں ۱۹۲۸ء پر تحریر فرماتے ہیں ''رات شاہ میر پیٹ کے بنگلہ پر بسر کی۔ اس مصرعہ پرُ گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے' پر میں نے اور مولوی محمد عبداللہ صاحب نے صرف ایک گھنٹے میں غزلیں کہیں۔ میری غزل کے چند شعر یہ ہیں جو مجھے پسند نہیں ہیں''۔

میرے فریاد کے انداز اُڑائے کس نے
ہاں میں سمجھا یہ صدا بلبل ناشاد کی ہے

قبر پر بھی میری آئے ہو تو ہیں ساتھ رقیب
حد بھی ظالم! ستم و جور کی بیداد کی ہے

دیکھ عشاق کی فوجوں کو ذرا بام پہ آ
یہ حکومت فقط اک حسن خداداد کی ہے

خوب دکھلائے کمال آج میاں خلق نے بھی
لوگ کہتے ہیں غزل یہ کسی اُستاد کی ہے

◆◆◆

سنبھل جائیں میں آگ برسا رہا ہوں

(حضرت قائد ملت نے بمقام کلیانی مؤرخہ ۲۱/ شوال ۱۳۵۸ھ حسب ذیل اشعار موزوں فرمائے تھے)

تری رحمتوں کے تصور کا صدقہ
گنہگار ہو کر بھی اِترا رہا ہوں

بھڑکتی ہوئی ایک بھٹی ہے یا دل
جہانِ فسردہ کو گرما رہا ہوں

کوئی جا کے خاشاکِ باطل سے کہہ دے
سنبھل جائیں میں آگ برسا رہا ہوں

کہاں ہے برا کہنے والے ادھر آ
کہ میں بزمِ ہستی میں پھر آ رہا ہوں

تیری بے نیازی کا پرتو ہے مولا
کہ سب کچھ لٹا کر بھی شرما رہا ہوں

تیرے آستاں پر جبیں کو جھکا کر
میں اب اور ہی کچھ ہوا جا رہا ہوں

نفس کی شد آمد سے ہوتا ہے ظاہر
کہ مر مر کے ہر دم جیا جا رہا ہوں

کسی کے ستم پر میری مسکراہٹ
میں ہنس ہنس کے گویا ستم ڈھا رہا ہوں

◆◆◆

خونِ مسلم سے دکن کی سرزمیں ہے لالہ زار

دیدنی ہے رقصِ بسمل آ سرِ بام آ کے دیکھ
امتحاں ہے آج تیرے عاشقِ جانباز کا

بے خودی نے کر دیا دُنیا و مافیہا سے دور
دلِ ممنون چشمِ مستِ ساقیِ طناز کا

ہے خدا کی دین تقریر و خطابت کا کمال
کیا اُتارے گا کوئی چربہ میرے انداز کا

مردہ دل پاتے ہیں جاں تازہ نغموں سے مرے
ایک پردہ ہوں حیاتِ سرمدی کے ساز کا

خونِ مسلم سے دکن کی سرزمیں ہے لالہ زار
ہر گلِ تر آئینہ دار اک شہید ناز کا

دیکھتا ہے کرمکِ شبِ تار خورشیدی کے خواب
ہے کبوتر کو بھی دعویٰ ہمسری باز کا

اور شاہانِ جہاں مستِ مئے پندار ہیں
ان پہ جادو چل گیا ہے حرص دُنیا ساز کا

اے خدائے مصطفیٰؐ اے ربِ کعبہ کچھ تو بول
حشر کیا ہوگا تری اس آخری آواز کا

◆◆◆

چمن زارِ دکن کو اپنے خونِ دل سے سینچا ہے

عطا کی ہے نظر اللہ نے کچھ ہوشیار ایسی
میں بت خانے میں جا کر نورِ عرفاں دیکھ لیتا ہوں

حریفِ تنگ دل ہنس ہنس کے جو کانٹے دکھاتا ہے
انہی کانٹوں کے اندر میں گلستاں دیکھ لیتا ہوں

حیات پرمحن جس کو سبھی دوزخ سمجھتے ہیں
اسی دوزخ کو میں جنت بداماں دیکھ لیتا ہوں

نہیں آتے نہ آئیں پردۂ اطلاق سے باہر
جب آنکھیں بند کرتا ہوں خراماں دیکھ لیتا ہوں

چمن زارِ دکن کو اپنے خونِ دل سے سینچا ہے
چھٹے گا کیسے مجھ سے یہ گلستاں دیکھ لیتا ہوں

مرا دورِ قدح نوشی نہ آئے بزم میں جب تک
بجھے گی کس طرح شمع شبستاں دیکھ لیتا ہوں

◆◆◆

رُباعیات وقطعات

(حضرت قائدملت نے جو رباعیات وقطعات ارشادفرمائے اور جوہمیں دستیاب ہوسکے ہدیہ ناظرین ہے۔(مرتب)

ڈسمبر۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کراچی میں اختتامی تقریر کر کے واپس جاتے ہوئے حضرت قائدملت نے یہ رباعی ارشادفرمائی تھی جس میں آپ نے اپنی اعلیٰ خطابت پر نازفرمایا ہے۔حضرت قائدملت ایک خطیب، سحرالبیان اور شہنشاہِ خطابت تھے۔ جب وہ تقریر کرتے تو سامعین کے قلوب ایک آلہ بے روح کی طرح ان کے قبضہ قدرت میں ہوتے، اسی حقیقت کا اظہااس رباعی میں ہے۔اس طرح یہ رباعی اظہارِ حقیقت کی حامل ہے۔(مرتب)

آگاہ رموزِ دین فطرت ہوں میں ۔۔۔ کچھ مجھ سے سنولسانِ اُمت ہوں میں

میں خطبہ سرانہیں تو سونی ہے بزم ۔۔۔ شاہنشاہِ اقلیم خطابت ہوں میں

ڈسمبر۱۹۴۳ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کراچی میں اختتامی تقریر کر کے واپس ہوتے ہوئے حضرت قائدملت نے یہ رباعی موزوں فرمائی تھی۔ پہلی رباعی میں جواگرچہ اظہارِ حقیقت کی حامل تھی۔ایک بات جوشانِ عبدیت کے خلاف تھی اورعطا کی جگہ چوں کہ استحقاق نے لے لی تھی اس لیے ذیل کی رباعی میں استحقاق کی نفی کی ہے۔(مرتب)

دولت کو جہاں کی آنی جانی سمجھو ۔۔۔ عزت کو خدا کی ایک نشانی سمجھو

اِتراؤ نہ اپنی خوش بیانی پر خلق ۔۔۔ اس کو بھی خدا کی خوش بیانی سمجھو

نوٹ: قائدملت نے احمدنگر کے دورے کے موقعہ پر یہ قطعہ موزوں فرمایا۔(مرتب)

شاہانِ سلف کی یادگاریں دیکھیں ۔۔۔ مینار و مساجد و مزاریں دیکھیں

دل محوئے خیالِ عہدِ ماضی ہے آج ۔۔۔ ہنگامہ خزاں میں وہ بہاریں دیکھیں

ریل میں کھنڈالہ گھاٹ سے گزرتے ہوئے قائدملت نے یہ قطعہ موزوں فرمایا تھا، تاریخ درج نہیں ہے۔

ایک نغمہ ہے ریل کی روانی میں بھی ایک نغمہ ہے بہتے ہوئے پانی میں بھی
ایک ساز ہے کائنات سچ پوچھو تو کچھ لطف ہے جہانِ فانی میں بھی

کھنڈالہ گھاٹ بمبئی سے واپسی کے دوران حضرت قائدملت نے بتاریخ ۹/ شہریور ۱۳۴۹ف حسبِ ذیل رباعی موزوں فرمائی تھی۔ (مرتب)

ہر بانگ ہے نغمہ گوش اگر شنوا ہے ہر شئے ہے حسیں دیدہ اگر بینا ہے
کر حسن ازل سے دل کی دُنیا معمور ہر جنبش چشم ایک نیا جلوا ہے

جس شخص کی عادت ہی جگر سوزی ہو کیا خاک اسے لطف جہاں روزی ہو
آفاق میں لطف ڈھونڈنے والے سن آگاہ مذاقِ لطف اندوزی ہو

رد ہو نہ سکا کسی سے دعویٰ تیرا شاہوں کے بھی کان میں تھا حلقہ تیرا
ایمان کے کھیت تجھ سے سرسبز ہوئے تھا منتظر ایک زمانہ شاہا تیرا

شمع رُخ محبوبِ ازل کی تصویر میں ہوں لبِ خلاقِ جہاں کی تقریر
فطرت ہے مجھے بنا کے اب تک نازاں کیا میری بنائے گا مصور تصویر

(بمقام شولاپور)

یادگار یوم خودمختاری کے جلسے میں مجلس اتحادالمسلمین کے ایک پرخلوص کارکن جو بعد کو (آخری) صدر مجلس اتحادالمسلمین ہوئے ایک فی البدیہہ رباعی حضرت قائدملت کی خدمت میں پیش کی جو یاس انگیز تھی۔ قائدملت نے ایک نظر دیکھا، فوراً مسکرائے، جیب سے قلم نکالا اور اسی کاغذ کی پشت پر فی البدیہہ یہ اشعار لکھ دیئے۔ (مرتب)

کیوں اپنا قفس دیکھ کے ناشاد ہے تو مایوس جو ہوگیا تو برباد ہے تو
گر دل ترا آزاد ہے اے صیدِ قفس آزاد ہے آزاد ہے آزاد ہے تو

ذیل کے قطعہ کے پس منظر کے بارے میں حضرت قائد ملت تحریر فرماتے ہیں کہ " آج حضرت سید اسدؒ کے مزارِ مبارک پر حاضری دیتے وقت ایک قطعہ موزوں ہوا تھا جو مجھے بہت پسند ہے"۔ (قائد ملت کی ڈائری ۲۶/اگست ۱۹۲۸ء)

گناہگار ہوں میں پر شرمسار آیا ہوں — نگاہِ لطف کا اُمیدوار آیا ہوں
سنا ہے آکے یہاں دل کو چین ملتا ہے — ادھر بھی دیکھ کہ میں بے قرار آیا ہوں

بکھرے موتی

حضرت قائد ملت نے مختلف موقعوں پر جو شعر کہے وہ پراگندہ کاغذات پر موجود ہیں۔ ان ہی پراگندہ کاغذات سے یہ یکجا کیے گئے ہیں۔ وہ اشعار جو قومی یا مذہبی انداز کے ہیں، ہدیہ ناظرین ہیں۔ (مرتب)

حضرت قائد ملت کو سیاست کے میدان سے علاحدہ رکھنے کے لیے ایک سیاسی چال کے تحت جس وقت والیٔ ریاست حیدرآباد نواب میر عثمان علی خاں نے فرمان جاری کیا کہ جاگیردار طبقہ کا کوئی فرد سیاست میں حصہ نہیں لے سکتا تو حضرت قائد ملت نے اپنی جاگیر اور خطاب والیٔ ریاست کو لوٹا دیا۔ ہمدردوں نے جب وجہ دریافت کی تو اس وقت حضرت قائد ملت نے اپنے مخلصوں کو یہ منظوم جواب دیا۔

آ گئے تھے برق کی زد میں تمام اہل چمن — ہم نے اپنے آشیانے کو مقابل کر دیا

میسور میں ایک مقام چاہ منڈی ہل ہے۔ رات کے وقت اس بلند مقام سے میسور کا نظارہ بڑا دلکش دکھائی دیتا ہے اور روشنی کے قمقمے تاروں کی طرح چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی منظر سے متاثر ہو کر حضرت قائد ملت نے برموقعہ یہ دو شعر موزوں فرمائے تھے۔ (مرتب)

اے آسمان دیکھا انساں کی طاقتوں کو
میسور کی زمیں پر تارے چمک رہے ہیں
بکھرے ہوئے یہ گل ہیں ٹیپو کے خوں کے قطرے
میسور کی زمیں پر تارے چمک رہے ہیں

اطاعتِ امیر کے زیرِ عنوان تقریر کرتے ہوئے حضرت قائدِ ملت نے اپنا ایک شعر پڑھا تھا۔ اسی تقریر کا متعلقہ جزو بغرض معلومات و دلچسپی ہدیۂ ناظرین ہے۔ (مرتب)

”......اور جب سے ہم نے اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے لیے جدا جدا مرکز بنا لیے، ایک کو بڑا بنانے اور اس کی بات ماننے کی عادت چھوڑی اپنے آپ کو سب سے بڑا اور اپنی رائے کو واجب التعمیل سمجھا وہی دن ہے اور آج کا دن کہ ہم ہیں اور غلامی۔ ہمارا سر پر غرور ہے اور سنگِ ذلت و خواری۔ جس سر نے اپنوں کے سامنے جھکنا گوارا نہ کیا اس کو فطرت کے اٹل قوانین نے غیروں کے سامنے جھکایا اور پوری رسوائی کے ساتھ جھکایا۔ میں شاعر نہیں ہوں مگر کبھی جذباتِ قلب شعر کی صورت میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اسی مضمون کو ایک دفعہ بگڑ کر یوں ادا کیا تھا، ممکن ہے کہ آپ کو پسند آ جائے......“ (بحوالہ سیاسی تقاریر لسان الامت نواب بہادر یار جنگ صفحہ ۵۴،۵۵)

غیر کے جوتے زمانہ اس سے کرواتا ہے صاف
جس کو اپنے بھائی کی جائز اطاعت عار ہے

جوانانِ گماں پرور سے جا کر کوئی یہ کہہ دے
یقین مردِ مومن ہی کلید کامرانی ہے

یاس کا میرے پاس ذکر نہیں میرا دل ہے اُمید کی بستی

غمِ ہستی کے طوفانوں سے بازی کر چکا ہوں میں
فلک اپنی جبین پرشکن سے کیا ڈراتا ہے

یاس ہے کفر مردِ مسلم کو استقامت ہمارا ایماں ہے

یا دلِ بے مدعا دے دے مجھے یا خدائی کو بنا میرا غلام

یا تو سرتاجِ دوجہاں کردے یا ہوس ہی نہ رکھ میرے دل میں

یہ تیرے دوزخ و جنت مجھے نہیں بھاتے
کہ ان کی وجہ سے بے ذوق میرے صوم وصلوٰۃ

یمنی کر پیاری کر تیرے جو جی میں آئے کر
مگر اتنی تمنا ہے نقابِ رُخ اُلٹ دینا

یہ ذوقِ بے خودی عاشقانِ دیدۂ گداز تیرے حریم کے پردوں کو کرہی دوں گا چاک

یوں تو خاموش ہوں ہر بال ہے گویا میرا
میرے سننے کے لیے چاہیے گوشِ شنوا

یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے اِدھر بھی ہے اُدھر بھی ہے
تیرے جلوؤں سے خالی ہے کوئی گوشہ زمانے کا ؟

وہ نالہ کیا جو لوگوں کے دلوں پر بار ہو جائے
صفت ہے میرے نالے کی دلوں کے پار ہو جانا
ہنسی آتی ہے ہم کو بھائی کی اپنے مصیبت پر
مسلماں کی صفت بھی غیر کا غمخوار ہو جانا

(بحوالہ ۲۹/ اکتوبر ۱۹۲۷ء ڈائری)

حضرت قائد ملت لاولد تھے۔ ذیل کے مصرعہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (مرتب)
''مشہور ہے بے باری شمشاد چمن میں''

اشعارِ غزل

حضرت قائدِ ملت نے مختلف موقعوں پر جو اشعارِ غزل تحریر فرمائے وہ پراگندہ کاغذات پر موجود ہیں۔ ان ہی پراگندہ کاغذات سے یہ اشعار یکجا کیے گئے ہیں جو ہدیۂ ناظرین ہیں۔ (مرتب)

یہ کیسی بے خودی چھائی ہوئی ہے سارے عالم پر
میں ان کو پوچھتا ہوں وہ تیرا رستہ بتاتے ہیں

یوں تو ہنگامِ خزاں میں ہی پریشان ہوا
پر تیری یاد بنی باغِ تصور کی بہار

یار کی خاطر مجھے رسوائی بھی منظور ہے
اک ذرا وہ مسکرا تو دیں لبِ بام آ کے آج

یخ بستہ ہو گئے ہیں حریفانِ تنگ دل
دیکھیں جو مجھ سے آپ کی یہ گرم جوشیاں

ٹالنا چاہے تھے وہ مجھ کو
میں نے سر آستاں پہ ٹیک دیا

یار کی دل نوازیوں کو دیکھ
بھول جا بے قراریاں اے دل

یہ میں نے کیا کہا تھا بے خودیٔ دیدِ جاناں میں
الٰہی کاتبِ تقدیر اس کو بھول ہی جائے

یہ نہ پوچھ شبِ فراق تھی کیا　　　ایک کالی بلا تھی سینہ گداز

نام خدا ابھی تو ہوئے ہیں جوان وہ　　　اب اہل دل دلوں کی حفاظت کیا کریں

یا کے شعروں نے کر دیا ہے تنگ　　　آج ہے خوب عقل و فکر کی جنگ

یار کی تصویر کھینچی جائے گی　　　یعنی ممکن ہوگا اب امر محال

اور قاصد کہہ رہا ہے آج وہ آنے کو ہیں

◆◆◆

بائیس سالہ نوجوان کی ڈائری

حضرت قائد ملت نواب بہادر یار جنگ ۳/فبروری ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے اور زیر نظر ڈائری ۱۹۲۷ء کی ہے۔ گویا یہ ایک ۲۲ سالہ نوجوان جاگیردار کی بالکل خانگی نوعیت کی ڈائری ہے۔

یہ ڈائری (جس کے اقتباسات پیش خدمت ہیں) سوانح نگار کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں ہے۔ ویسے قومی بدنصیبی کے نواب صاحب کی صرف ایک ہی ڈائری دستیاب ہوسکی۔ اس ڈائری کی ابتدا کے دن نواب صاحب نے تحریر فرمایا تھا :

''گزشتہ سال کن حالتوں میں گزرا، اس کی کیفیت گزشتہ سال کے روزناموں کے آخر میں لکھی گئی ہے''۔ (صفحہ۹) (یکم آذر ۱۳۳۷ف م ۷/اکتوبر ۱۹۲۷ء)

تحریر مندرجہ بالا سے پتہ چلتا ہے کہ نواب صاحب بہ پابندی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔

اگر یہ تسلسل (ڈائریاں) پوری کی پوری دستیاب ہوتیں تو ان ڈائریوں کی مدد سے نواب صاحب کی خودنوشتہ سوانح حیات کی صورت گری بھی ممکن ہوتی اور ایک تاریخی دستاویز ہمارے ہاتھوں میں ہوتی۔

یہ ڈائری مارچ ۱۷۰۱ء میں شائع کی گئی تھی۔ زیر نظر ڈائری کے مطالعہ کے دوران حضرت قائد ملت کی خانگی زندگی، ان کے مسائل و مصائب، خاندانی حالات مجلس اتحاد بین المسلمین میں گروہ مہدویہ کے نمائندے کی حیثیت سے اس کی پہلی نشست میں شرکت، سیاسی، مذہبی اور ادبی سرگرمیوں سے تعلق خاطر، تبلیغی مساعی مشاہیر اور اہل علم سے نواب صاحب کی ملاقاتیں، زبانوں کے سیکھنے کا شوق، نواب صاحب کے بعض ایسے اساتذہ کا تذکرہ جن کے آگے نواب صاحب نے زانوئے ادب تہہ کیا تھا (مگر جن کا تذکرہ قائد ملت کی حیات کے تذکروں میں کہیں نہیں ملتا) اس دور کے نامی گرامی شخصیتوں کے بارے میں نواب صاحب کا اظہارِ خیال، مختلف مذہبی، علمی اور ادبی جلسوں میں نواب صاحب کی تقریریں، یہ سب معلومات ان روزناموں کے صفحات پر آپ کو ملیں گے۔

یہ روزنامچہ نماز فجر سے شروع ہوتا ہے۔ تلاوتِ کلام پاک کے بعد ورزش پھر ناشتہ، جاگیر کے کاموں کی مصروفیات کا آغاز، منشی صاحب کو طلب کر کے دن بھر جن کارروائیوں میں انھیں مصروف رہنا ہے اس سے مطلع کر کے انھیں رخصت کر دیا۔ پھر وکلا صاحبان سے جاگیر کے مقدمات کے ضمن میں مشورے، عہدیدارانِ مجاز سے جاگیر کی دیرینہ کارروائیوں کی یکسوئی کی بابت نمائندگی، بابِ حکومت میں ریگٹہ کی مثل پر توجہ دہانی، ترتیب مال گزاری میں عرض داشت، ناظم عطیات سے تخنہ وراثت کے بارے میں گفتگو، ریگٹہ اور کڑ ما پلی کے شریک خالصہ کی کارروائی معتمد صاحب فوج سے جمعداری کی کارروائی کے بارے میں نمائندگی، لوازمہ اعزازی کی کارروائی میں پیروی، ادھر گوشوارۂ آمد وخرچ کی تیاری ہو رہی ہے۔ بھائیوں کے حسابات حصہ بقدر۳/ کے حسابات کی تکمیل ہو رہی ہے۔ ذاتی ملکیات کے کرایوں کے حساب کے ساتھ ساتھ کرایہ مشترک کی حساب فہمی کلا سلسلہ چل رہا ہے۔ بھائیوں کے آپسی اختلافات میں اور جاگیر کی کارروائیوں میں مہاراجہ سے ربط قائم ہے، حرفِ مطلب یہ ہو کہ ان ساری کثافتوں کے ساتھ ساتھ اللہ کا یہ بندہ اپنے فرض سے غافل نہیں ہے۔ اللہ کی عبادت، کتابوں کا مطالعہ، قومی درد و احساسِ ملی، حصولِ علم کی جدوجہد، جلسوں میں شرکت، علماء سے ملاقاتیں، ان لطافتوں سے بھی دامن مالا مال ہے۔

۲۲ سالہ نوجوان جاگیردار وارثِ جاگیردار نواب نصیب یاور جنگ، سب سے پہلے جاگیر میں اپنے رب کے گھر کی تعمیر فرماتے ہیں :

"میں نے ایک ٹین پوش حصے کو مسجد کی صورت دی اور نماز باجماعت کا اہتمام کیا۔ میں اپنی ساری عمر کی سعادت تصور کروں گا، اگر میری وجہ سے ایک مسلمان بھی اپنے بھولے ہوئے راستے پر آجائے۔ اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ان کی رغبت عادت کو دوام عطا کرے"۔

(۲۳/فبروری ۱۹۲۸ء)

سچ ہے اللہ جس بندے کو چاہتا ہے اس پر اپنے افضال کی بارش فرماتا ہے۔
ایک ۲۲ سالہ نواب زادے کی زندگی کے یہ اوراقِ حیات وہ نقش قدم ہیں جن سے منزل کا سراغ ملتا ہے۔

بہادر یار جنگ کی ڈائری

۱۳۳۷ف م ۶۸-۱۹۶۷ء

چند ورق

حبِ رسولؐ

کل ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسٹاف سرجن مہاراجہ بہادر کے مکان پر مجلس میلادالنبیؐ مقرر تھی ۔ ان کے فرزند مولوی عبدالمنان صاحب نے مجھے بھی تقریر کرنے کو کہا تھا۔ حیدرآباد کے چنندہ ومنتخب علماء ومقررین نے تقریریں کیں ۔ مجھے اتنے بڑے مجمع میں تقریر کرنے کا پہلا موقع تھا۔ مگر الحمدللہ حبِ رسولؐ کے زیرِ عنوان میری تقریر پر لطف ودلچسپ ومرتب رہی، سب نے پسند کی ۔ (صفحہ ۹، ۱۰ ۷/اکتوبر ۱۹۲۷ء)

مہاراجہ بہادر کے پاس علماء ومشائخین کی دعوت

نمازمغرب کے بعد مہاراجہ بہادر کے پاس گیا۔ آج انھوں نے چند علماء اور مشائخین کی دعوت تھی ۔ مجھے بھی یاد فرمالیا تھا۔ حیدرآباد کے علاوہ ممالک غیر کے جو علماء اس وقت حیدرآباد میں موجود ہیں ، سب موجود تھے : مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی ، مولوی شبیر احمد صاحب شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند، مولوی مفتی عبداللطیف صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ، نواب صدیار جنگ بہادر صدرالصدور، حبیب احمد صاحب فرزند حبیب عیدروس مرحوم، مولوی محمد سعید صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ اور شیخ احمد صاحب سابق قاضی مدرسہ منورہ قابل ذکر ہیں۔

آخرالذکر شیخ صاحب شریف حسین، شریف مکہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔ اب جو شریف حسین سے سلطنت چھن گئی اور ابن سعود نے ان کو معزول کردیا تو سفر کے ارادہ سے یا ممکن ہو کچھ سیاسی مقاصد بھی ان کے ہوں۔ ہندوستان کے سفر کو نکلے ہیں۔ سب نے ایک دسترخوان پر کھانا کھایا۔ مہاراجہ بہادر کھانے میں تو شریک نہ ہوئے مگر اخلاقاً دسترخوان پر بیٹھے رہے۔

عربی ، فارسی اور اُردو شاعری اور تصوف کی خوب گرم بحثیں ہوئیں ۔ ۹ بجے مجلس برخواست ہوئی۔

سب تو اپنے اپنے گھر گئے اور میں مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی کے ساتھ یاقوت پورہ گیا۔ وہاں ان کا وعظ تھا۔ ۱۱ بجے وعظ سن کر گھر آیا۔ نماز عشاء پڑھی اور سو گیا۔

(صفحہ ۱۹، ۲۰ ۱۵/ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

علامہ سلیمان ندوی کی تقریر میں شرکت

مولوی سید سلیمان صاحب ندوی کے لیکچر میں گیا جو جامعہ عثمانیہ کے ایک بورڈنگ ہاؤس میں ''بنیاد عمل'' پر تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ نہایت مدلل اور مسلسل ان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے تمام افعال اور اعمال خواہ وہ کتنے ہی اچھے ہوں یا برے ان کا تعلق ہے اس کے اعضاء اور جوارح سے اور اعضاء و جوارح تابع ہیں قلب کے۔ اس لیے اعمال کی اصلاح کے لیے قلب کی اصلاح ضروری ہے۔ قلب کی اصلاح اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ایمان کامل نہ ہو اور ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک اس کا یقین دل میں نہ ہو جائے کہ اس کی ہر خفیف سی خفیف حرکت اور پوشیدہ سے پوشیدہ خیال کی نگراں ایک مطلق و منزہ ہستی ہے جس سے ہماری کوئی نیت پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ تقریر دل پذیر اور مدلل تھی۔

مولوی صاحب پستہ قد اور پست آواز مگر وجیہہ ہیں۔ مولانا شبلی مرحوم کے خاص شاگرد ہیں۔ شبلی اور ان کی اکادمی نے اُردو میں اسلامی معلومات کا جو ذخیرہ فراہم کیا اس میں ان کے ہاتھ نے سب سے زیادہ کام کیا ہے۔ معارف کے مدیر اور دارالمصنفین اعظم گڑھ کے ناظم ہیں۔ کل انشاءاللہ ان سے تفصیلی ملاقات کروں گا۔ ساڑھے آٹھ بجے تقریر ختم ہوئی۔

(صفحہ ۲۲ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

جلسہ میلاد میں شرکت

اور ایک جلسہ میلاد میں گیا جو تاجرانِ سالار جنگ بلڈنگس کی جانب سے بادشاہی عاشور خانہ میں منایا گیا تھا۔ نواب صدر یار جنگ بہادر، نواب ضیاء یار جنگ بہادر، مولوی سلیمان ندوی، سید محمد بادشاہ حسینی صاحب اور مولوی بشیر احمد صاحب شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند نے تقریریں

کیں۔(صفحہ۲۲، ۲۳ ۱۷/اکتوبر۱۹۲۷ء)

علامہ سلیمان ندوی سے علمی مسائل پر بات چیت

مولوی سید سلیمان صاحب ندوی کے یہاں گیا۔ دیر تک مختلف علمی مسائل پر گفتگو رہی۔

(صفحہ۲۴ ۱۹/اکتوبر۱۹۲۷ء)

زیوراتِ مرہونہ

[والد کے زمانے میں جو ساہوکار کے پاس رکھوائے گئے تھے]

اورعنایت خاں صاحب سے راجلو چناما کے قرضہ کی ادائی اور زیورات مرہونہ کے فروخت کے معاملہ میں گفتگو کی۔ پھر عنایت خاں صاحب کو رقم دے کر فکِ رہن کے لیے روانہ کیا اوران چیزوں کے فروخت کرنے کے متعلق ہدایات کیں جو راجلو کے یہاں رہن تھیں۔

(صفحہ۲۵، ۲۶ ۲۱/اور۲۷/اکتوبر۱۹۲۷ء)

بلبل ہند سروجنی نائیڈو کی تقریر

[پہلی بار نواب صاحب نے بلبل ہند کی تقریر سنی تھی۔ اس وقت نواب صاحب سے شخصی تعارف بھی نہیں تھا]

ٹھیک ۶ بجے ٹاؤن ہال کو واپس آیا۔ اسٹیج سے قریب اچھی جگہ مل گئی۔ طلباء واساتذہ جامعہ عثمانیہ اور دیگر عہدہ داران وعلم دوست حضرات کا بڑا مجمع تھا۔ مولوی عبدالرحمٰن خاں صاحب صدر کلیہ عثمانیہ نے صدارت کی۔ مسز سروجنی نائیڈو نے ہندو مسلم اتحاد کے عنوان پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ اس عورت کی قوت خطابت کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ تقریر ایسی مسلسل اور مرتب تھی کہ ایک سکنڈ کے لیے بھی کسی نے اس کو خاموش ہوتے نہ دیکھا اور ایک جملہ بھی ایسا نہ تھا جو بھرتی کا ہو۔ اوراس روانی کے ساتھ، فصاحت کا یہ عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا شعر پڑھ رہی ہیں۔ (صفحہ۲۷ ۲۲/اکتوبر۱۹۲۷ء)

جلسہ میلاد

مولوی اسداللہ صاحب ناظم اول فوجداری بلدہ کے پاس جلسہ میلاد میں گیا۔ اعلیٰ حضرت بھی تشریف لائے تھے۔ مولوی بشیر احمد عثمانی دیوبندی نے تقریر کی۔ (صفحہ۳۱ ۲۸/اکتوبر۱۹۲۷ء)

منہ سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارماں نکلا

آج مہاراجہ کے پاس مشاعرہ ہے۔ مصرع طرح

منہ سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارماں نکلا

ماندور خاں نے غزل کہی ہے۔ مجھے دکھانے آئے تھے۔ شعر بلند پایہ تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ ان کے اپنے نہیں ہیں۔ کیوں کہ میں ان کی استعدادِ علمی اور مذاقِ شاعری سے خوب واقف ہوں۔ مگر مقطعہ بے شک ان کا کہا ہوا تھا۔ کیوں کہ کئی جگہ سے سسک رہا تھا اور غلط تھا میں نے اس کو درست کر دیا۔

ان ہی کے ساتھ مہاراجہ کے پاس گیا۔ خود مہاراجہ کی اور باغ صاحب کی غزلیں چڑی ہوئی تھیں۔ ۱۰ بجے مشاعرہ ختم ہوا۔ (صفحہ ۴۳، ۴۴ / ۱۱ نومبر ۱۹۲۷ء)

معجم المصنفین

مولوی محمود الحسن خاں صاحب سے ملاقات ہوئی جو محکمہ اُمور مذہبی سرکار عالی کے زیرِ سرپرستی ''معجم المصنفین'' نامی کتاب زبانِ عربی میں لکھ رہے ہیں جس میں تمام مصنفین اسلام کے حالات و تراجم جمع کیے گئے ہیں۔ اس کی دو جلدیں بیروت سے چھپ کر آ گئی ہیں جو مجھے دکھائی گئیں۔ (صفحہ ۵۱، ۵۲ / ۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء)

گروہِ مہدویہ کی طرف سے شاہِ افغانستان کو سپاسنامہ

بمبئی میں شاہ افغانستان کو جو سپاسنامہ گروہِ مہدویہ کی طرف سے دیا گیا تھا، اس کی تفصیلی کیفیت معلوم ہوئی۔ سپاسنامہ کے پیش کرنے کی تحریک سب سے پہلے مولوی سید ابراہیم صاحب نے کی تھی اور بعد ازاں انھوں نے اس تحریک کو انجمن مہدویہ بمبئی کے سپرد کر دیا گیا۔ انجمن مہدویہ کے سکریٹری جناب مولوی سید منور صاحب بی اے نے حکومت ہند اور قونصل جنرل افغانستان متعینہ بمبئی سے مراسلت کر کے سپاسنامہ کے پیش کرنے کی اجازت حاصل کی اور ملک کے تمام حصوں میں جہاں مہدوی آباد تھے اس تحریک کی اشاعت کر کے چندہ جمع کیا اور سپاسنامہ پیش کیا۔ حیدرآباد چوں کہ مہدویوں کا بڑا مرکز ہے اس لیے یہاں بھی اس تحریک کو پھیلایا گیا اور یہاں کے لوگوں نے اس میں بڑی دلچسپی لی۔ خصوصاً پٹھانوں نے کیوں کہ اس کو اس تحریک سے

مذہبی لگاؤ ہی نہ تھا، بلکہ شاہ افغانستان سے وہ نسلی تعلق بھی رکھتے تھے، یہاں سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ ان کے دیکھنے کو گئے اور بہت سے اس خیال سے گئے کہ اس وفد میں شرکت کریں گے۔ پہلے انجمن مذکور کا خیال تھا کہ نواب صاحب پالن پور اس وفد کی صدارت کریں لیکن جب انھوں نے اس کو منظور نہ کیا تو مجھ سے خواہش کی گئی مگر میں نے بھی انکار کر دیا کیوں کہ مجھے سرکار سے اجازت حاصل کرنی تھی۔ (سرکار عالی اور سرکار عظمت مدار) اور وقت بہت تھوڑا رہ گیا تھا۔ جب وہ دونوں طرف سے مایوس ہو گئے تو خود ہی پیش کرنے کا ارادہ کر لیا۔

ادھر کچھ روز سے گروہ مہدویہ میں چند ناعاقبت اندیش اور تنگ ظرف لوگوں کی طرف سے ایک نئی فرقہ بندی پٹھانوں اور سادات کے درمیان شروع ہو گئی ہے۔

چند تنگ نظر سادات نے پٹھانوں کو حقارت اور ذلت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا اور دوسری طرف چند زود رنج پٹھانوں نے سادات کی وہ عزت ترک کر دی جو اب تک وہ کرتے آئے تھے اور جس وجہ سے آپس میں غیریت نہیں رہی تھی بلکہ یکجہتی پیدا ہو گئی تھی۔ اب اس فرقہ بندی نے ترقی شروع کی۔ چنانچہ اس اہم موقعہ پر بھی اسی فساد نے نازک صورت حال پیدا کر دی انجمن مہدویہ بمبئی نے جو ایڈریس شاہ افغانستان کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لکھا۔ اس میں پٹھان چاہتے تھے کہ اس امر کا بھی ذکر ہو کہ اس گروہ میں ایک غالب تعداد پٹھانوں کی ہے اور انھوں نے اب تک اپنے خون اور نسل کی حفاظت کی ہے اور وہ شاہ موصوف سے عقیدت رکھتے ہیں۔

ایڈریس کا مسودہ چوں کہ شاہ کی خدمت میں پیش ہو چکا تھا اور وہ اس کو ملاحظہ کر چکے تھے لہٰذا اب اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی۔ انجمن نے طے کیا کہ مولوی محمد عباس خاں صاحب وکیل ایڈریس بحیثیت نمائندہ وفد کے دربار میں پڑھیں اور اس کے ختم پر اپنے مافی الضمیر کا بھی اظہار کر دیں۔ چنانچہ اصل ایڈریس عباس خاں صاحب کے سپرد بھی کر دیا گیا اور وہ دیگر اراکین وفد شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ شاہ موصوف کے برآمد ہونے سے کچھ دیر قبل مولوی سید عبدالقادر صاحب تعلق دار آبکاری سرکار عالی نے صرف دیکھنے کے لیے عباس خاں صاحب سے ایڈریس مانگا اور امیر صاحب برآمد ہو گئے تو بجائے عباس خاں صاحب کو واپس کرنے کے مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کو جو ان کے بھائی مولوی سید محمد حیات مرحوم کے داماد ہیں حوالے

کر دیا۔ جب مولوی ابوالحسن نے ایڈریس پڑھنا شروع کیا تو عباس خاں صاحب کو سخت حیرت ہوئی اور رنج ہوا مگر وہ خاموش رہے۔ امیر صاحب نے ایڈریس کے جواب میں فرقہ بندی کے ترک کرنے اور سب مسلمانوں کو ایک ہو کر ترقی کرنے کی ہدایت کی اور شکریہ ادا کیا۔

جب وہ اپنا جواب ختم کر چکے تو عباس خاں صاحب سے نہ رہا گیا۔ انھوں نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر قونصل جنرل سے مخاطب ہو کر درخواست کی کہ میں ہزمجسٹی سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شاہ افغانستاں نے فرمایا کہ یہ جلسہ ہے۔ آپ باغ میں آیئے، میں آپ سے گفتگو کروں گا۔ جلسہ برخواست ہوا اور عباس خاں صاحب معہ دولت خاں صاحب فرزند داؤد جنگ بہادر اور طالعمد خاں صاحب برادرزادہ محمد علی خاں صاحب جمعدار کے باغ میں شاہ معظم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جلالت مآب نے ان سے بالکل تخلیہ میں گفتگو کی اور دریافت کیا کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے وہی عرض کیا جس کے لیے وہ بے تاب تھے۔ شاہ عالی خسرو نے نہایت مسرت کے ساتھ ان کی یہ درخواست سنی کہ گروہ مہدویہ کو حدود افغانستان میں داخلہ کی اجازت ہو، اور ان کو وہاں ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی جائے اور بہ تکرار وعدہ فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا اور اس امر پر بھی مسرت کا اظہار کیا کہ پٹھانوں کی نسل محفوظ ہے اور ہدایت کی کہ وہ اسی طرح اپنی نسل کو محفوظ رکھیں اور فرمایا کہ نسل کی حفاظت ہی میں خصوصیات قومی کی بقا ہے اس گفتگو کے بعد یہ لوگ رخصت ہوئے۔ اور شاہ افغانستان امیر امان اللہ خاں خلداللہ ملکہ زنان خانہ میں تشریف لے گئے۔ مگر ابھی یہ لوگ صحن باغ ہی میں تھے کہ گورنر بمبئی نے ان کو آ پکڑا اور سوالات شروع کر دیئے کہ بغیر اجازت سرکار انگریزی انھوں نے شاہ سے کیوں گفتگو کی اور کیا گفتگو کی۔ بلا اجازت گفتگو کرنے کے متعلق تو انھوں نے معافی چاہی مگر جو گفتگو ہوئی تھی وہ صاف صاف بیان کر دی اور اس طرح چھٹکارا حاصل کیا۔ حیدرآباد کے پٹھان عباس خاں صاحب وکیل کی اس حرکت سے خوش ہیں اور پھولے نہیں سماتے۔ چنانچہ آج بھی جتنے پٹھان آئے تھے سب اس واقعہ کو نہایت مسرت کے ساتھ بیان کر رہے تھے مگر میں نے جب غور کیا تو عباس خان صاحب کا یہ فعل مجھے بجائے فائدہ پہنچانے کے مضرت رساں نظر آیا۔ میں مانتا ہوں کہ سادات نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا تھا اور سر دربار ان کی ذلت ہوئی تھی کہ بجائے ان کے ایڈریس میں خلاف نمائندگی کر کے مولوی ابوالحسن سید علی

صاحب سے پڑھا دیا گیا۔ مگر شکوہ وشکایت کا مقام اپنا گھر ہے دربار نہیں۔

شاہ امان اللہ خاں کی جس سرفرازی اور مہربانی پر اظہار مسرت کیا جارہا ہے، وہ بھی کوئی غیر معمولی بات نہیں ۔ کیوں کہ امیر صاحب کے اخلاق اس سے زیادہ وسیع ہیں جن کا اظہار اس وقت ہوا۔ جس چیز پر میری نظر ہے وہ یہ ہے کہ امیر صاحب سے تخلیہ میں گفتگو کرنے کی عزت حاصل کر کے عباس خاں صاحب نے نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ کل گروہ مہدویہ کو حکومت ہند کی نگاہوں میں مشکوک بنالیا۔ انگریزوں کی سیاست مشہور ہے وہ ہرگز اس گروہ کو اپنی نگاہوں سے اُوجھل نہیں کر سکتے جو ان کی مملکت میں رہ کر ایک غیر ملک کے بادشاہ سے تخلیہ میں گفتگو کرے۔ امیر افغانستان ہمارے ساتھ کوئی اچھا سلوک صرف اس وقت کر سکتے ہیں جب کہ ہم ان کی حدود سلطنت میں داخل ہوں ۔ لیکن کیا اس واقعہ کے بعد ہمارا ان کی حدود سلطنت میں داخل ہونا آسان بھی ہے۔ عباس خاں صاحب کو چاہیے تھا کہ اس موقعہ پر خاموش ہورہتے ، بعد کوئی اور موقعہ تلاش کرتے کہ بہ اجازت حکومت ہند اپنی ہم قومی وعقیدت شعاری کا اظہار امیر صاحب پر کیا جائے۔ (صفحہ ۸۲تا۸۷ ۲۷/ڈسمبر ۱۹۲۷ء)

چار سالہ کوششیں

یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ میری چار سالہ کوششیں بار آور ہورہی ہیں اور اب جا گیرات کا دیہی دفتر بالکل سرکار عالی کے طریقہ پر تیار اور مرتب ہورہا ہے۔ سب بے ضابطگیاں دور ہوگئی ہیں ۔ رقم بے باق ہوکر ایک سال ہوتا ہے۔ اب صرف تمام جا گیرات کی پیمائش کر کے نقشہ تیار کروانا ہے۔ اس کے لیے وقت اور رقم کی ضرورت ہے۔ دیکھیے خدا کب اس کی تکمیل کرواتا ہے۔

(صفحہ ۸۴ یکم/جنوری ۱۹۲۸ء)

نظام کو پہلا شبہ

یہاں سے چینچل گوڑہ گیا۔ حضرت شمسی مدظلہ سے ملا۔ ان ہی کے مکان میں توشہ کھول کر کھانا کھایا جو خالہ صاحبہ نے ساتھ دے دیا تھا۔ اور ان کے ساتھ ہی ظہر کی نماز پڑھی اور پھر ان ہی کے ساتھ حضرت بندگی میاں سید راج محمد رحمۃ اللہ علیہ اور شہداء چینچل گوڑہ کی زیارت کی اور یہیں نصرت صاحب وکیل سکندر آبادی سے ملاقات ہوئی اور تھوڑی دیر ان سے غلام محی الدین کے

مقدمہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ یہ اس مقدمہ میں منجانب سرکار وکیل ہیں۔ آج سے دو سال قبل بھی غلام محی الدین سے میری دوستی کی بناء پر سرکار کو مجھ پر شبہ ہوا تھا کہ اس نے کچھ زیور میرے پاس رکھوا دیا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے ۱۳۳۵ف میں سرکار نے میرے لال گڑھی کے قیام کے زمانہ میں نواب نعیم یار جنگ بہادر کو سید نصرت صاحب وکیل کے ذریعہ روانہ کیا تھا اور میں نے ان کو اطمینان دلا دیا تھا کہ غلام محی الدین سے میری دوستی ضرور ہے مگر میں نے اس کا کوئی زیور اپنے پاس نہیں رکھا۔ بنک نوٹ کے معاملہ میں تو سرکار کو ناکامی ہوئی اور نوٹ غلام محی الدین کو مل گئے۔ اب سرکار نے زمرد بیگم صاحبہ مرحومہ کے دوسرے ورثا کی جانب سے جائیداد کے متعلق اس پر سکندرآباد کی عدالت میں دعویٰ کروا دیا ہے، اس میں جو شہادت پیش ہونے والی ہے اس کے بعض گواہوں کا سید نصرت صاحب وکیل نے امتحان کیا تو انھوں نے بیان کیا ہے کہ ایک ست لڑا غلام محی الدین نے میرے پاس رکھوایا تھا جو میں نے واپس کر دیا اور وہ اس نے بمبئی میں نو دہزار میں فروخت کیا۔ سید نصرت صاحب وکیل کئی روز سے اس معاملہ میں دریافت کرنے کے لیے مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ آج میں نے ان کو اطمینان دلا دیا کہ یہ بیان بھی غلط ہے۔ غلام محی الدین نے مجھ سے خواہش ضرور کی تھی مگر میں نے انکار کر دیا۔

(صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲ ۱۹/ جنوری ۱۹۲۸ء)

شمشیر زنی

محمد قاسم اور اس کے ساتھ کے پہلوانوں کے کمالات دیکھے۔ یہ لوگ قدیم طریقے پر قوت اور شمشیر زنی کا کام کرتے ہیں۔ ایسے ایسے کام کیے کہ بے ساختہ زبان سے تعریف نکل گئی۔ ایک لڑکے کے ننگے پیٹ پر پان رکھ کر ایک شخص نے اس طرح تلوار سے کاٹا کہ لڑکے کے جسم کو خراش تک نہیں آئی اور پان کے سب ٹکڑے ہو گئے۔ (صفحہ ۱۱۱ ۲/فبروری ۱۹۲۸ء)

قرآن مجید کی جدید طرز پر تفسیر

افطار کے بعد دیر تک کتاب الہدیٰ کا مطالعہ کیا۔ سیٹھ یعقوب حسن صاحب مدراسی نے قرآن مجید کی جدید طرز پر تفسیر لکھی ہے۔

پہلے قرآن کو ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ مثلاً اللہ کی ذات وصفات، انسان شیطان، حشر و

نشر، احکام وغیرہ اور ہر باب سے متعلق آیاتِ قرآن اس باب میں نزول ترتیب کے ساتھ جمع کر کے ان کا ترجمہ اور مختصر تفسیر لکھی ہے۔ یہ کتاب مصنفین اور واعظین کے لیے نہایت مفید ہے۔ کیوں کہ آئندہ ان کو کسی مضمون کے لیے آیاتِ قرآن تلاش کرنے میں ویسی دقت نہ ہوگی جیسی اس سے پہلے ہوا کرتی تھی۔ نیز ہر مضمون کی تمام آیتیں یکجا ہونے سے قرآنی مفہوم تک پہنچنا آسان ہو گیا ہے۔ (صفحہ ۱۲۱ ۱۶/فروری ۱۹۲۸ء)

رمضان شریف

رمضان شریف کی آمد آمد نے دلوں میں ایک قسم کی اُمنگ پیدا کر دی ہے۔ اس کی راتوں کا نقشہ ابھی سے آنکھوں میں پھر رہا ہے۔ اس دفعہ خدا سے دُعا ہے کہ صحت واطمینان سے خدا پورا کروائے اور اپنے نیک بندوں کے صدقہ میں توفیق عطا کرے کہ اس مبارک مہینہ میں ہم اس کے احکام کی بجا آوری اور عبادت کا پورا پورا حق ادا کریں۔

ہلالِ عید

لوگ ہلالِ عید کے دیکھنے کی خوشی کرتے ہیں۔ لیکن کیا حقیقت میں ہلالِ عید اس چاند سے زیادہ باعثِ مسرت ہے۔ آہ اے ہلالِ رمضان تو اس ماہ مبارک کی آمد کا اعلان ہے اور اس ''شہر رمضان'' کے ورود کا مژدہ گوش حق شنو کو سنا تا رہا ہے۔ الذی انزل فیہ القراٰن، جس میں اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے ہماری ہدایت کے لیے اپنا مقدس ومتبرک کلام قرآن مجید و فرقان نازل فرمایا۔ تو اس ماہِ مقدس کی آمد کی نوید ہے جس کی ایک رات ہزار راتوں سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہے۔

تو ہی اس زنجیر کا حلقہ ہے جس سے شیطان کے پاؤں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور تو ہی اس قفل کی کلید ہے جس سے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں کہ تو ہنس ہنس کر روزہ دار کو وہ مژدہ ربانی سنا رہا ہے جس سے اس کے خشک لبوں پر مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس کے دہن کی بدبو مشک وغیرہ سے چشمک زنی کرنے لگتی ہے۔ تو نوائے حق ہے جو آسمان پر اُڑ اُڑ کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑنے والوں اور اپنا سب کچھ اس کی راہ میں نثار کر دینے والوں کو دعوت دے رہا ہے کہ آؤ دوسری نیکیوں کا بدلہ اور عبادتوں کا انعام تو جو کچھ ہے وہ

سب کو معلوم ہے اے سچے چاہنے والو، اپنے اپنے سینوں میں بے قرار دل اور منہ پر اشک بار آنکھیں رکھنے والے آؤ، شبِ وصل آپہنچا۔ تم نے یادِ دلدار میں تارے گن گن راتیں کاٹی تھیں اور تڑپ تڑپ کر دن گزارے تھے۔ اب تمہاری مراد پوری ہونے کو ہے۔ کیوں کہ میں اس مہینہ کی آمد کی نوید لایا ہوں جس میں خواہشاتِ نفسانی سے پرہیز کرنے اپنے آپ کو اللہ کی یاد میں محو کر دینے اور اس کے احکام کی تعمیل میں روزہ رکھنے کا بدلہ صرف جنت حور و غلمان اور سونے چاندی کے محل نہیں بلکہ وہ محبوبِ حقیقی ہے جس کے نام کی مالا جپتے رہنا تمہاری زندگی کا مقصد اور جس میں فنا ہو جانا تمہارے لیے حیاتِ جاوید ہے۔

اے ہلالِ رمضان میں دیکھ رہا ہوں کہ تو خود بھی خوشی میں اپنے جامہ سے باہر ہے۔ ہنستا ہے، مسکراتا ہے اور اسرار سے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ کہتا جاتا ہے۔ آج میں دل کی گہرائیوں میں تیرے لیے محبت محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے اس مہینے سے جس کی آمد کا تو اعلان کر رہا ہے ہزاروں اُمیدیں وابستہ ہیں۔ میں تیرا دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور اللہ سے دُعا ہے کہ تیرے آنے کو ہمارے لیے سب مسلمانوں کے لیے مبارک و مسعود کرے، ہمارے قلوب سے گناہوں کی سیاہی دور ہو اور ہم رمضان کی مہمان داری اس کی شان کے مطابق کر سکیں۔ یہ جذبات اور یہ خیالات تھے جو ہلالِ رمضان کو دیکھ کر میرے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔

(صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۷ ۲۲/فبروری ۱۹۲۸ء)

عینک

[کثرتِ مطالعہ سے نواب صاحب کی بصارت متاثر ہوگئی تھی،
۲۲ سال کی عمر میں عینک لگ گئی۔ (مرتب)]

ڈاکٹر کے پاس آنکھوں کا امتحان کروانے گیا۔ سیدھی آنکھ کی بینائی میں فرق ہے اور بائیں آنکھ کچھ چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ غرض ایک گھنٹے تک تشخیص کروا کر عینک کے لیے آرڈر دیا۔

(صفحہ ۱۳۸ ۱۰/مارچ ۱۹۲۸ء)

جلسہ ختم قرآن مجید

۸ بجے ماندور خاں آئے اور ان کی زبانی معلوم ہوا کہ آج چنچل گوڑہ میں حافظ محمد مہتاب

خاں صاحب قرآن کا ختم کریں گے۔

نماز کے بعد مولوی سید شہاب الدین صاحب قبلہ نے فضائل قرآن کریم پر وعظ فرمایا۔

میں عام جلسوں میں شریک ہونے سے بہت گھبرانے لگا ہوں۔ کیوں کہ ہر جلسہ میں سننے کو جاتا ہوں مگر لوگ تقریر کرنے پر مجبور کردیتے ہیں۔ اور اس قدر منت کرتے ہیں کہ مجبوراً راضی ہونا پڑتا ہے۔ آج بھی یہی ہوا کہ مولوی صاحب کا وعظ ختم ہوتے ہی مولوی سید قاسم صاحب رفیق، گلاب خاں صاحب، حافظ صاحب اور کئی ایک عنایت فرماؤں نے جلسہ میں تحریک کر کے مجبور کردیا۔

بالآخر پون گھنٹہ سورۂ فلق کی ابتدائی چھ آیتیں پڑھ کر تقریر کی جو بہت پسند کی گئی۔

(صفحہ ۱۳۹،۱۴۰ ۱۰/مارچ ۱۹۲۸ء)

عینک

پانچ بجے سکندرآباد گیا۔ عینک حاصل کی۔ (صفحہ ۱۴۰ ۲۲/مارچ ۱۹۲۸ء)

ڈاکٹر زور کا تحفہ

مولوی احمد عبداللہ صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب سروری ایم اے ایل ایل بی (عثمانیہ) ملاقات کو آئے تھے۔ سروری صاحب کے ذریعہ مولوی سید محی الدین صاحب قادری زورؔ نے جو آج کل لندن میں لسانیات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اپنی دو تصنیفات ''اُردو کے اسالیبِ بیان'' اور ''تنقیدی مقالات'' بطورِ تحفہ روانہ کی ہیں۔ (صفحہ ۱۴۴ ۱۷/مارچ ۱۹۲۸ء)

لیلۃ القدر

دُعا کر رہا ہوں کہ اے قرآن کے نازل کرنے والے داتا قرآن کے لانے والے نبی کا صدقہ شہر رمضان (الذی انزل فیه القراٰن) کا صدقہ، لیلۃ القدر (خیر من الف) کا صدقہ اور تیرے ان سب نیک بندوں کا صدقہ جن کو تو نے اس رات کی کما حقہ حرمت کرنے کی توفیق فرمائی تھی مجھ گنہگار کو بھی ہدایت فرما کر اس رات کو ضائع نہ کروں اور توفیق عطا کر کہ اس رات کی شان کے مطابق تیری عبادت کروں، اور اس عبادت کو قبول فرما اور دُعا کرنے کا وہ طریقہ بتلا جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ مقبول ہو اور ہماری آج رات کی دُعاؤں کو قبول کر۔ اسی رات میں

ہمارے قلوب کو کھول دے۔ ان میں رقت اور آنکھوں میں آنسو عطا کر، حضور قلب عطا فرما کہ یہ پوری طرح رجوع ہو کر تجھے یاد کر سکوں آمین۔ ہزار مہینوں سے اچھی رات آئی۔

(صفحہ ۱۴۵،۱۴۶ ۱۹/مارچ ۱۹۲۸ء)

غیبت کے عنوان پر تقریر

حافظ محمد مہتاب خاں صاحب کے ختم قرآن میں شریک ہونے کے لیے چنچل گوڑہ گیا۔ ہر سال حافظ صاحب تراویح میں تین بار قرآن ختم کرتے ہیں۔ یہ آخری ختم مولوی سید شہاب الدین صاحب کی مسجد میں تھا۔ مجھے پہلے سے اطلاع دی گئی تھی کہ آج تقریر کرنی ہوگی نماز کے بعد غیبت کی برائی پر ایک گھنٹہ تقریر کی کیوں کہ یہ مرض آج کل ہماری قوم میں عام ہو رہا ہے۔ تقریر بہت پسند کی گئی۔ (صفحہ ۱۴۷،۱۴۸ ۲۱/مارچ ۱۹۲۸ء)

نماز تراویح

میری عمر کا پہلا سال ہے کہ میں نے پورے تیس تراویح پڑھے۔ خدا کا شکر کیا جس نے مجھے اس کی توفیق اور ہمت عطا کی۔ (صفحہ ۱۴۸ ۲۲/مارچ ۱۹۲۸ء)

فیوض و برکاتِ الٰہی کا مہینہ

فیوض و برکات الٰہی کا مہینہ جس کی آرزو میں مہینوں پہلے سے دل تڑپا کرتے تھے ہم سے رخصت ہو رہا ہے۔ اعضاء و جوارح نے کوشش کی کہ اپنی پوری قوت سے اس کے آداب بجالائیں لیکن سرکش نفس اور غافل دل آہ اگر یہ بھی سب کو چھوڑ کر کم از کم اس ایک مہینے میں اپنے معبود کی طرف متوجہ ہو جاتے تو بے شک میں اس مہینے کو خوشی سے رخصت کرتا۔

جو کچھ مجھ سے ہو سکا، اس کے متعلق حضرت حسن بصریؒ کا یہ قول رہ رہ کر یاد آتا ہے کہ ”گناہ ان کے نسبت تو یقین ہے کہ سزا ملے گی۔ اے کاش نیکیوں اور عبادتوں کے متعلق بھی یقین ہو جاتا کہ قبول ہو گئی ہیں“۔ (صفحہ ۱۴۹ ۲۲/مارچ ۱۹۲۸ء)

مبارک میاں صاحب خیر

مبارک میاں صاحب خیر تشریف لائے تھے۔ ان سے دیر تک باتیں کیں۔ اپنا کلام چھپوانا چاہتے ہیں۔ مجھ سے تقریظ لکھنے کی فرمائش کی، لکھ دی۔ (صفحہ ۱۳۵ ۲۸/مارچ ۱۹۲۸ء)

دو تقریریں

بارِامانت ـــــــ تفسیر سورۂ کوثر

حضرت نجی میاں صاحب قبلہ مرحوم اہل اکیلی کی مسجد کے جلسہ میں "بارِامانت" کے عنوان پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ سننے والوں نے کہا کہ دلچسپ اور پراز معلومات تھی۔ ولادت کی منقبت میں نظمیں پڑھی گئیں اور مجھے پھر مجبور کیا گیا کہ تقریر کروں۔ اگرچہ تھک گیا تھا مگر بعض ایسے بزرگوں نے مجبور کیا کہ راضی ہونا پڑا۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ سورۂ کوثر کی تفسیر بیان کی۔

(صفحہ ۱۵۸ ۶/اپریل ۱۹۲۸ء)

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ

صبح چھ بجے گاڑی گلبرگہ کے اسٹیشن پر پہنچی۔ تانگہ میں درگاہ شریف کو گیا حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی اور دوسرے بزرگانِ دین کی جو درگاہ شریف میں مدفون ہیں زیارت کی۔ وہاں سے حضرت شیخ سراج الدین جنیدی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر حاضر ہوا۔ زیارت کی۔ (صفحہ ۱۸۲ ۷/جون ۱۹۲۸ء)

سید نور محمد موٹر ڈرائیور کی رسم منگنی

نماز عصر کے بعد سید نور محمد میرے موٹر ڈرائیور کی رسم منگنی میں شریک ہونے گیا۔

(صفحہ ۱۹۶ ۱۸/جون ۱۹۲۸ء)

سردارِ عرب وعجم سرورِ کائنات صلعم

آج ۱۳۴۶ء ختم ہوا۔ سردارِ عرب وعجم اور سرورِ کائناتؐ کو راہِ حق میں اپنا وطن چھوڑے پورے ایک ہزار تین سو چھیالیس برس ہوئے۔ آہ اللہ کے سب سے برگزیدہ رسول اور اللہ کے سب سے محبوب بندے نے جس کے لیے اور صرف جس کے لیے یہ ساری بزمِ کائنات آراستہ کی گئی تھی، ہمارے صرف ہمارے لیے کیا کیا مصیبتیں برداشت کیں اور کن کن تکالیف وآلام کا مقابلہ کیا اور کس مشکل میں پڑ کر کتنے سخت مقابلہ کے بعد انھوں نے شرک وبت پرستی کی تاریکیوں کو دور کر کے اخلاقِ حسنہ کی گرمیوں اور اعمالِ صالحہ کی ضیا پاشیوں سے اس تیرہ خاکدان میں کامیاب زندگی بسر کرنے کا راستہ پیدا کیا تھا۔ اگر ہم اس پر سال میں کم از کم ایک دفعہ ہی جب کہ

وہ ختم ہو رہا ہو غور کریں تو کیا تعجب ہے کہ آنے والے سال کو ہم اپنے لیے سعادت و برکت کا سال بنا سکیں اور وہ ہماری نئی اور کامیاب زندگی کی بنیاد کا پہلا پتھر ثابت ہو۔

اے ہماری خاطر کہ ہم ایام کا حساب لگائیں چاند کو گھٹانے اور بڑھانے والے پروردگار، اے سکنڈوں سے منٹ، منٹوں سے گھنٹے اور گھنٹوں سے دن، دنوں سے مہینے اور مہینوں سے سال پیدا کرنے والے مالک، صدقہ ہجرت رسول کا، صدقہ پائے رسول کا جنھوں نے تیرے راستے میں وہ ثابت قدمی دکھائی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ صدقہ قلبِ رسول کا جس میں صرف تو ہی تو جلوہ گر تھا۔ صدقہ ایثار رسول کا جس نے تیری خاطر اور تیرے دین کی خاطر بالآخر اپنا وطن بھی ترک کر دیا تھا۔ صدقہ غار ثور کا جس میں تیرا رسول تین دن تک فروکش رہا۔ صدقہ ایقان و توکل رسول کا جس نے لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کا درس دے کر مسلمانوں کے لیے اطمینانِ قلب کا سامان فراہم کیا۔ صدقہ ثانی اثنین کا کہ جو صدیق تھا جس نے تیرے رسول کو رفاقت دے کر تیری رفاقت کاملہ کا شرف حاصل کیا۔ صدقہ ابوالحسنین کا جس نے حکم رسول کی تعمیل کے آگے اپنی جان کو کوئی چیز نہ خیال کیا۔ صدقہ ذات النطاقین کا جس نے تیرے رسول کی ہجرت میں مدد دے کر سعادت سرمدی حاصل کی۔ اے اللہ صدقہ تیری اس نصرت کا جس کے بھروسہ پر تیرے رسول نے دُنیا کی کایا پلٹ دی۔ اے اللہ تو رحیم ہے اور میں سیہ کار ہوں، تو رحمٰن ہے اور میں گنہگار ہوں، تو غفار ہے اور میں طالبِ مغفرت ہوں۔ تو مجیب الدعوات ہے اور میں دست بہ دُعا ہوں، جوش میں لا میرے آقا اپنے دریائے رحمت کو، جوش میں لا اور دھو دے میرے والی میرے قلب کی سیاہیوں کو دھو دے، معاف کر دے میری خطاؤں کو میں شرمسار ہوں، بخش دے میرے قصوروں کو، میں تیرے رسول مکی و مدنی کا نام لیوا ہوں۔ سن اے سمیع میری دعاؤں کو، سن دیکھ اے بصیر میری مصیبتوں کو دیکھ تو کتنا قادر ہے، میری بلاؤں کو ٹال دے، تو مومن و مہیمن ہے، ہر مصیبت و آفت میں میری مدد فرما۔ کشادہ کر دے اے باسط میرے رزق کو کشادہ کر دے اور پیدا کر دے اے مسبب الاسباب میرے اطمینان و فارغ البالی کے اسباب پیدا کر دے۔ بچا لے مجھ کو اے حافظ حقیقی ہر آفت و مصیبت سے بچا لے جس طرح تو نے نوح کو طوفان اور ابراہیمؑ کو نار نمرود سے بچایا تھا۔ اے اللہ ہماری دُعائیں تجھ ہی سے ہیں اور تو ہی ہماری دُعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا

ہے۔ پروردگار تو نے دُعا کرنے والوں کی دُعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور اے میرے مالک تیرا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔ اے رحمٰن ہم تیرے وعدوں کے بھروسہ پر دُعا کرتے ہیں۔ صدقہ سے اپنے حبیب کے ہماری دُعاؤں کو قبول کر اور آنے والے سال عموماً سب مسلمانوں کے لیے اور خصوصاً تیرے اس گنہگار بندے کے لیے سعادت و برکت، خوش حالی و فارغ البالی اور ترقی و دین داری کا سال بنا۔ ہمارے قلوب کو اپنے آتش عشق سے گرما دے۔ ہمارے دلوں میں رقت اور آنکھوں میں آنسو عطا فرما۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین .

(صفحہ ۱۹۷تا۱۹۹ ۱۹/جون ۱۹۲۸ء)

والدہ کی قبر کی زیارت

مغرب کے بعد والدہ صاحبہ کے نام سے اودھ دیا۔ آج ان کی برسی ہے۔ ایک رقت دل پر ان کی یاد سے طاری ہوئی اور دیر تک رہی۔ حالت مناسب تھی۔ اس سے سجدہ میں گر گیا۔ ان کی مغفرت اور اپنی نجات کے لیے دُعا مانگی۔ (صفحہ ۲۰۴ ۲۵/جون ۱۹۲۸ء)

مونو گرام

(نواب صاحب نے پہلی بار نام کا مونو گرام بنوایا اور چھپوایا تھا)

انجینئرنگ ہاؤس سے لفافہ کاغذ خریدے۔ امپیریل بینک آف بنگال میں گوئندراؤ صدر خزانہ دار سے گفتگو کی اور واپسی میں لفافہ کاغذ مونو گرام طبع کرنے کے لیے مونو گرام ہاؤس میں دے کر واپس آیا۔ (صفحہ ۲۱۸ ۴/جولائی ۱۹۲۸ء)

لال گڑھی میں خزانہ

(نواب صاحب کی جاگیر کا نام لال گڑھی تھا)

محبوب خاں صاحب بلدہ ملاقات کو آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ ایک افواہ آج کل میرے متعلق یہ گشت لگا رہی ہے کہ لال گڑھی میں ایک خزانہ بڑا از بردست برآمد ہوا تھا وہ میں نے دبا رکھا ہے اور اس کے متعلق سرکار میں میرے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے لوگوں کو مجھے بدنام کرنے میں کچھ لذت ملتی ہے۔ واقعہ صرف اس قدر ہے کہ لال گڑھی کی عیدگاہ کی تعمیر کے سلسلے میں ایک دفینہ جس میں (۱۲۰) روپے سکہ قدیم اور (۳۰) تولہ کے قریب چاندی کا زیور

برآمد ہوا جو میرے یہاں محفوظ ہے اور اس کے متعلق سرکار سے طے ہو رہا ہے کہ یہ جاگیردار کا حق ہے یا سرکار کا۔ جیسے طے ہوگا عمل کیا جائے گا۔ اس پر کوا اور کاہ کو کوہ بنا دیا۔ اور مشہور کرنے لگے کہ میں سخت پریشان ہوں اور مجھ پر فوجداری استغاثہ ہو کر جرم ثابت ہو گیا ہے۔ اللہ ان لوگوں کو نیک توفیق دے۔ (صفحہ ۲۱۹ ۵/جولائی ۱۹۲۸ء)

مہاراجہ کشن پرشاد سے ایک شاعر کا تعارف

ظہور الحسن نامی ایک صاحب ۴ بجے مولوی فیض الدین صاحب وکیل کا ایک خط لے کر آئے تھے۔ مہاراجہ بہادر کی تعریف میں گیارہ شعر کہے ہیں۔ اور ان کا کمال یہ ہے کہ ہر شعر سے تین طریقے پر ۱۳۴۷ ہجری برآمد ہوتا ہے۔ ۱) ہر مصرع کے حروف کے اعداد سے ۲) شعر کے حروف منقوط کے اعداد سے ۳) شعر کے حروف غیر منقوط کے اعداد سے۔ اور ایسے گیارہ شعر کہے ہیں اور اس پر اضافہ یہ ہے کہ نظم کی ابتدا میں بسم اللہ لکھی ہے۔ اور اس کے ساتھ اسماء الٰہی ملائے ہیں کہ ان سے اعداد نکلتے ہیں۔ مہاراجہ بہادر کے جو القاب اور نام لکھے ہیں اس کے ایک ایک ٹکڑے سے ۱۳۴۷ ہجری برآمد ہوتا ہے۔ آخر میں اپنا نام اور پتہ جو لکھا ہے اس کے ایک ایک ٹکڑے سے ۱۳۴۷ ہجری برآمد ہوتا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایسی تاریخیں ہندوستان میں آج تک صرف دو لکھی گئی ہیں۔ ایک طہماسپ قلی شاعر نے داراشکوہ کی شادی کے موقع پر (۱۹) شعر شاہ جہاں بادشاہ کے دربار میں پیش کیے تھے اور پھر اور ایک شاعر نے (۷) شعر کسی نواب صاحب کے یہاں پیش کیے تھے اور یہ تیسری نظم ہے میں نے ضرور پیش کرنے کا وعدہ کیا۔

(صفحہ ۲۲۹ ۲۲/جولائی ۱۹۲۸ء)

ایک باکمال آدمی کے بی ڈیوک

آج نظامیہ رسٹورنٹ میں خدا بخش نامی ایک صاحب سے جو (کے بی ڈیوک) کے نام سے مشہور ہیں ملاقات ہوئی۔ بڑے باکمال آدمی ہیں آنکھ بند کر کے صرف کاغذ پر اُنگلیوں سے رگڑ کر ہر قسم کی تحریر پڑھ سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم اگر کچھ لکھ کر اور لفافہ میں بند کر کے ان کے سامنے رکھ دیں تو اس کا مضمون بلا دیکھے پڑھ دیں گے۔ نہ صرف یہ بلکہ ہر شخص کی گزشتہ و آئندہ واقعات کے متعلق نہایت صحیح احکام بھی لگاتے ہیں۔ یہ فن نجوم اصل یا جفر سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ

ان کا بیان ہے کہ اس کو انگریزی میں کلیر ویژن (Clear Vission) کہتے ہیں اور اس میں بڑی مشق قلب کو ہر قسم کے خیال سے خالی کر کے یکسو کرنے اور تصور کو مکمل کرنے کی پڑتی ہے۔ آج ان کو لے کر مہاراجہ بہادر کے یہاں بھی گیا تھا مگر ملاقات نہ ہوئی۔ (صفحہ ۲۴۲ ۹/اگست ۱۹۲۸ء)

پروفیسر خدا بخش کی شعبدہ بازی

عصر کے بعد مہاراجہ بہادر کے پاس الوال گیا۔ آج یہاں پروفیسر خدا بخش نے اپنی شعبدہ بازی اور روحانی قوت کے کمالات دکھائے اور بڑی خوبی سے دکھائے۔

(صفحہ ۲۴۸ ۱۷/اگست ۱۹۲۸ء)

مہاراجہ کا تحفہ

آج مہاراجہ بہادر نے اپنے ہاتھوں سے باندھی ہوئی جلدوں کی کئی سادہ کتابیں (بیاض) اپنے اسٹاف کے شعراء میں تحفتاً تقسیم کیں۔ ایک کتاب مجھے بھی عنایت ہوئی مہاراجہ بہادر کو اگر ہر فن مولا کہا جائے تو اس کی سب سے بہتر مصداق وہی ہوں گے مصوری، خوش نویسی، پخت (کھانا پکانا)، جلد سازی، مٹی کی مورتی بنانا، کارچوبی، کشیدہ نکالنا، غرض کونسا کام ہے جو مہاراجہ بہادر کو نہیں آتا۔ ایسی خوبصورت اور نفیس جلد بنائی ہے کہ گھنٹوں دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔

(صفحہ ۲۴۸ ۱۷/اگست ۱۹۲۸ء)

مجلس میلاد النبیؐ کی تحریک

آج شام کو پانچ بجے میری دیوڑھی میں میر صاحب علی صاحب کی تحریک پر مجلس میلاد النبیؐ کی تحریک پر ایک محلّہ واری جلسہ قرار پایا تھا جس میں محلّہ کے سر برآوردہ اصحاب شریک تھے۔ مجلس مذکورہ کا اعلان جس میں اس کا نظام العمل بھی شریک تھا تقسیم کیے گئے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ عید میلاد النبیؐ عید العباد ہے۔ اس کو اس کی شان کے مطابق ادا کرنا چاہیے۔ ۱۲/ربیع الاول کی شب میں حسبِ استطاعت روشنی کی جائے۔ مکانات کی صفائی کروائی جائے۔ غسل کر کے نئے کپڑے پہنیں اور خوشبو لگا کر اس شب کو مختلف طریقوں سے عبادات میں بسر کریں۔ آپس میں مودت و محبت پیدا کی جائے اور اس سال عیاد میلاد کی یادگار میں نماز پنجگانہ کی پابندی کا عہد کیا جائے۔ بہرصورت اچھی تحریک ہے۔ جلسہ کے ختم پر میں نے حاضرین کو چائے پلائی۔ (صفحہ ۲۴۹ ۲۱/اگست ۱۹۲۸ء)

شامی بزرگ

مغرب کے قریب ہاگر گیا۔ غلام محی الدین صاحب سے ملا۔ آج انھوں نے ایک شامی بزرگ احمد سعید خالد صاحب سے لے جا کر ملایا۔ چہرہ سے تقدس عیاں ہے۔ دیر تک مختلف مضامین پر گفتگو رہی۔ (صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵ ۲۸/ اگست ۱۹۲۸ء)

مجلس میلا النبیؐ

آج گھر میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس مبارک کیا گیا تھا۔ عصر کے بعد سے مہمان جمع ہوئے۔ بعد مغرب سب کے ساتھ کھانا کھایا اور آٹھ بجے انجمن مہدویہ (تقریر جلسہ میلاد) کو گیا۔ تقریر کامیاب رہی۔ جلسہ گیارا بجے ختم ہوا۔ ۲۵/ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو ایک مجلس میلا دالبنیؐ اپنے یہاں منعقد کرنا چاہتا ہوں جس کا ارادہ ایک عرصہ دراز سے ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی مجلس حیدرآباد میں ہوگی۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مختلف فرقہ ہائے اسلام کے علماء جمع ہوں گے اور اپنے اندرونی اختلافات کو قطع نظر کر کے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کریں گے۔ خدا مجھے اپنے اس ارادہ میں کامیاب کرے۔ (صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶ ۳۰/ اگست ۱۹۲۸ء)

پر لطف صحبت

مہاراجہ بہادر کے یہاں گیا۔ آج ان کے پاس جامع مسجد دہلی کے پیش امام صاحب کی دعوت ہے جو آج کل حیدرآباد آئے ہوئے ہیں۔ نواب صدر یار جنگ بہادر، نواب ضیاء یار جنگ، نواب مرزا یار جنگ، نواب ذوالقدر جنگ، نواب اختر یار جنگ، نواب فرخندہ نواز جنگ، مولوی عبدالحق بی اے وغیرہ اُمراء بھی مدعو ہیں۔ بڑی سنجیدہ اور پر لطف صحبت رہی۔ گیارہ بجے تک واپسی ہوئی۔ (صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ ۳۱/ اگست ۱۹۲۸ء)

حیدرآباد کی ایک تاریخی رات

الحمدللہ آج میری گزشتہ ایک ہفتہ کی کوششیں بار آور ہوئیں جن کے باعث میں روزنامچہ لکھنے سے بھی قاصر رہا۔ آج بڑی شان وشوکت کے سات مغرب کے بعد میرے یہاں مجلس میلا دالبنیؐ منعقد ہوئی جس میں میری دیرینہ آرزو کے مطابق اسلام کے چار مختلف فرقوں کے علماء

نے اپنے اندرونی اختلافات کو قطع نظر کر کے آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس حالاتِ زندگی بیان کیے۔ فرقہ اہل سنت کی جانب سے نواب ضیاء یار جنگ بہادر کا وعظ ہوا۔ حضرات اہل تشیع کی طرف سے مولوی سید احمد حسین صاحب پروفیسر کلیہ جامعہ عثمانیہ نے فلسفہ اسلام پر تقریر کی ۔ حضرت مولوی سید شہاب الدین صاحب قبلہ اور حضرت مولوی سید مرتضیٰ صاحب قبلہ نے گروہ مہدویہ کی جانب سے خلق عظیم اور تکمیل دین پر اظہار خیال فرمایا اور جماعت احمدیہ کے نمائندے نواب اکبر یار جنگ بہادر نے تردید معترضین اسلام کے عنوان کے تحت عیسائیوں اور آریوں کے ان تین زبردست اور لغو اعتراضات کا نہایت عام فہم اور مدلل جواب دیا جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں :

۱) اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔

۲) آنحضرتؐ نے اُمت کے عام ضابطہ کے خلاف نو بیویاں رکھیں۔

۳) اسلام نے غلامی کو مٹانے کی بجائے اور ترقی دی۔

غرض جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ مجمع اتنا عظیم تھا کہ میرے لیے دیوڑھی کا دیوان خانہ اور بڑے دروازے تک صحن بھر جانے کے بعد آنے والوں کی نشست کا انتظام کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ تین ہزار سے زیادہ مجمع کا انتظام کیا گیا ہے۔ مہاراجہ صدر اعظم بہادر اور بہت سے اُمراء وعہدہ داران بلدہ بھی شریک جلسہ تھے۔ جلسہ کے متعلق عام خیال کا نچوڑ نواب ضیاء یار جنگ بہادر کا یہ جملہ ہے کہ آج کی رات حیدآباد کی ایک تاریخی رات اور آج کا جلسہ ایک یادگار جلسہ ہے۔

(صفحہ ۲۵۷، ۲۸۵ ۱۰/ ستمبر ۱۹۲۸ء)

◆◆◆

انجمنوں اور ادارہ جات سے نواب صاحب کی وابستگی

۲۰، ۲۱ سال کی عمر میں ان کی خداداد صلاحیتوں نے انھیں عوامی میدان میں لا کھڑا کیا۔ ۲۴ سال کی عمر میں یہ بارہ اسلامی، علمی اور اصلاحی انجمنوں سے وابستہ تھے اس خصوص میں نواب صاحب کا خیال تھا کہ محرم ۴۹ھ م تک کسی ایک انجمن کے فرائض کو مکمل طور پر قبول کر کے دیگر انجمنوں سے برائے نام تعلق قائم رکھیں اور مکمل دلچسپی، ذمہ داری اور انہماک کے ساتھ اس کام کو پایہ تکمیل کو پہنچائیں۔ اس تعلق سے وہ اپنے ارادے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

’’آج کل میری مصروفیتیں یوں بڑھ گئی ہیں کہ طبقہ جاگیرداران نے مجھے اپنی طرف سے یہاں کی مجلس وضع قوانین کا رکن منتخب کیا ہے۔ میں ان کے لیے ایک قانون کا مسودہ تیار کر رہا ہوں جو ایک طرف سرکار اور اپنے حصہ داران کے مقابلہ میں ان کے حقوق کی حفاظت کرے، دوسری طرف بس اسے اپنی رعایا پر ان کے اختیارات کا تعین ہو جائے۔ اس کے علاوہ اس سال تقریباً بارہ اسلامی، علمی اور اصلاحی اداروں میں مجھے کچھ نہ کچھ عملی حصہ لینا پڑا ہے۔ کیوں کہ میں نے اپنے لیے ایک کام منتخب کرنے کی یہی ایک صورت خیال کی کہ ۱۳۴۸ھ کے لیے تمام کاموں میں تھوڑا تھوڑا حصہ لوں تا کہ ۱۳۴۹ھ میں مجھے اپنے لیے ایک کو مستقل طور پر قبول کر کے سب سے برائے نام تعلق رکھنے میں سہولت ہو۔ انشاء اللہ محرم ۱۳۴۹ھ میں سب سے ضروری اور اہم جس کام کو سمجھوں گا اس کو خاص کر کے اپنے لیے اختیار کر لوں گا‘‘۔

لیکن آخری سانس تک نواب صاحب کو متعدد سیاسی، ادبی، مذہبی انجمنوں کی ذمہ داری نبھانی پڑی۔

اس ابتدائی دور میں نواب صاحب جن انجمنوں اور ادارہ جات سے وابستہ رہے ان میں مجلس اتحاد المسلمین، انجمن مہدویہ چنچل گوڑہ، انجمن علم و عمل، مجلس جاگیرداران، انجمن تبلیغ اسلام،

فری میس لاج، مجلس شوریٰ، دستی پارچہ بافی حرمین شریفین، انجمن اسلامیہ وغیرہ شامل ہیں جن کا تذکرہ آئندہ اوراق میں ملے گا۔

مجلس شوریٰ دستی پارچہ بافی حرمین شریفین

جو نسبت قلبی آقا کے آستانے سے غلامان محمدؐ کو ہے اسی نسبت کے سبب ان دنوں جب مدینہ منورہ کے عوام کی معاشی حالت نا گفتہ بہ تھی ہر ملک سے عوام اپنی حسبِ استطاعت اہل مدینہ کے لیے ممکنہ امداد کی صورتیں پیدا کرتے۔ اس خصوص میں دکن کے عوام بھی اپنی مقدور بھر کوشش سے اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔

۱۹۳۰ء میں نواب سیف نواز جنگ وائی مکلہ (جو حیدرآباد میں سکونت پذیر تھے) بغرض حج مدینہ گئے تو اپنی آنکھوں سے اہل مدینے کا حالِ زار دیکھ کر تڑپ اُٹھے اور بعد واپسی حج اہل مدینہ کی معیشت کی سدھار کے سلسلے میں ان کے ذہن میں بعد مشورت یہ بات آئی کہ دستی پارچہ بافی کا حرمین شریفین میں ایک ٹریننگ سنٹر قائم کرنا چاہیے۔ اس خصوص میں مشاورت کے لیے ۱۹۳۲ء میں ''مجلس شوریٰ دستی پارچہ بافی حرمین شریفین'' کے نام سے ایک مشاورتی بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔

مولوی خواجہ معین الدین صاحب ناظم طبابت اس ادارے کے معتمد تھے۔ ان کی مساعی سے اور ان کی اپنی امداد سے اس ادارہ نے سرمایہ فراہم کیا اور حرمین شریفین میں ایک مدرسہ دارالصناع کے نام سے باب الامراء کے قریب قائم کیا۔ جو دوسری جنگ عظیم تک کامیاب طریقہ پر چلتا رہا۔ یہاں کے لوگ اس قابل ہوگئے کہ چرخہ کی مدد سے کپڑا تیار کریں۔ جو کپڑا تیار ہوتا اہل عقیدت بڑی عقیدت سے اس کپڑے کو خریدتے۔ اس طرح اس کپڑے کی نکاسی کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ دھاگہ چرخہ اور کام سکھانے والے لوگ حیدرآباد سے حرمین شریفین بھیجے گئے۔ حرمین شریفین کے لوگ اس صنعت سے پہلی بار روشناس ہوئے۔ جنگ کے زمانے میں وطنی سوت کام میں لایا گیا۔ نواب صاحب اس ادارے کی مجلس انتظامی کے رکن تھے۔ اپنے قیمتی مشوروں سے اس ادارے کے کاموں کو آگے بڑھانے اور اپنے اثر سے مالیہ فراہم کرنے میں پوری اعانت فرمائی۔ نواب صاحب کا بھرپور تعاون اس عظیم مقصدی ادارے کو حاصل رہا۔

صدارت انجمن مہدویہ

حیدرآباد میں سنی، شیعہ، وہابی اور مہدوی طبقے کے مسلمان آباد تھے۔ ہر طبقے کی مذہبی، اصلاحی انجمنیں تھیں۔ چنانچہ ۱۳۲۰ھ م ۱۹۰۲ء میں خان بہادر سید علی قاسم صاحب، رازدار خاں صاحب، روشن خاں صاحب، سید محمد تقی صاحب اور دیگر دردمندان قوم کی مساعی سے انجمن مہدویہ کی بنیاد پڑی۔

۱۹۲۶ء کو نواب بہادر یار جنگ کو قوم نے انجمن مہدویہ کا صدر منتخب کیا۔ (مخفی مباد کہ اس وقت نواب صاحب ۲۱ سالہ نوجوان تھے) اس انتخاب پر ۱۶/ فبروری ۱۹۲۶ء کو بہادر ہاؤس میں منجانب مہدویان ممالک متوسط و برار نے نواب صاحب کو سپاس نامہ پیش کیا جس کے جواب میں نواب صاحب نے فرمایا "انجمن مہدویہ حیدرآباد دکن جو آج تک اپنی قوم کی خدمت کر رہی ہے قابل ستائش ہے یہ انجمن بہت اچھے کام میں مصروف ہے۔ ہر مہدوی کا فرض ہے کہ وہ اس کا ہاتھ بٹائیں۔ مجھ ناچیز کو انھوں نے جو صدر منتخب کیا ہے میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں"۔

باوجود کثرتِ مشاغل قومی کے نواب صاحب ۱۹۲۶ء سے ۱۹۴۴ء تک صدر انجمن مہدویہ رہے۔ آخری چار سالوں میں قومی تاریخ ساز مصروفیات کے باعث وہ صدارت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جانا چاہتے تھے :

"مجھے سخت افسوس ہے کہ گزشتہ دو سال میں صدارتِ انجمن کے فرائض کو میں بالکل انجام نہ دے سکا۔ لیکن اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے۔ میرے انکار کے باوجود صدارت پر میرا انتخاب کیا گیا۔ اپنی اَن گنت اور اہم ترین مصروفیتوں کی وجہ سے میں قطعاً اس قابل نہیں ہوں کہ انجمن کے لیے وقت نکال سکوں"۔

(مکتوبات بہادر یار جنگ صفحہ ۵۳، ۵۴ مؤرخہ ۱۵/ نومبر ۱۹۴۳ء موسومہ مولوی سید محمود صاحب)

لیکن اکابرین قوم مہدویہ کے اصرار پر آخر تک صدارت کے عہدے پر فائز رہے۔

انجمن مہدویہ چنچل گوڑہ ایک کل ہندنوعیت کا ادارہ ہے۔اقطاع ہند میں اس کی شاخیں قائم ہوئیں (آندھراپردیش میں تقریباً ۴لاکھ اور اقطاع ہند میں تقریباً ۲۵لاکھ مہدوی آباد ہیں)

سب سے پہلے نواب صاحب نے دستور کی تدوین فرمائی۔اس دستور کے تحت عہدہ داران وارا کین انجمن کا بذریعہ رائے شماری انتخاب عمل میں آنے لگا۔

تعمیری کارنامہ

۱۳۳۶ھ م 1918ء انجمن کے لیے اراضی حاصل کی جا چکی تھی،لیکن انجمن مہدویہ کی عملی صورت گری باقی تھی۔چنچل گوڑہ میں بمقام کملہ ایک مکان ملک انجمن تھا جو حاجی محمد علی خاں صاحب کے وقف کردہ تھا اس مکان کو فروخت کر کے اراضی انجمن پر،انجمن کی عمارت بنانے کا فیصلہ ہوا۔مکان مذکور کی مالیت ڈھائی ہزار سے زائد کی نہ تھی۔نواب صاحب آکشنر بنے،اس مکان کا خود ہراج کیا۔پھر کیا تھا،ڈھائی ہزار کا مکان ایک دردمندِ قوم محمد بلند خاں صاحب مہمن زی نے ساڑھے پانچ ہزار میں خریدا۔اس رقم سے بالائی حصے پر کتب خانے کی عمارت تعمیر ہوئی۔

انجمن کی مستقل آمدنی برائے پروگرام تعلیمی واخراجاتِ انجمن کے ضمن میں یہ طے ہوا کہ ہر صاحبِ خیر کی جانب سے ملگیات کی تعمیر عمل میں آئے۔نواب صاحب کی اس تحریک پر ۱۵ ملگیات کی تعمیر کی ذمہ داری اہل خیر حضرات نے قبول کر لی اور ۵ ملگیات کی تعمیر نواب صاحب کی جانب سے عمل میں آئی۔اس طرح جملہ بیس ملگیات کی تعمیر کا کام انجام پایا۔

اس بنیادی کام کے ساتھ ساتھ انجمن کی چار دیواری اور گیٹ کا کام بھی انجام پا گیا اور ملگیات کے اُوپری حصے پر ایک شاندار لائبریری قائم کی گئی۔جس میں اس وقت چھ ہزار کتابیں اہل ذوق حضرات کو دعوتِ مطالعہ دے رہی ہیں۔اس کتب خانہ سے بیرون ہند کے بعض اسکالرس نے بھی استفادہ کیا ہے اور یہ فیض جاری ہے۔

دوسرا اہم مسئلہ تعلیمی تھا۔اس وقت حیدرآباد میں تعلیم کا فیصد بے حد کم تھا۔اس خصوص میں انجمن کی جانب سے بورڈنگ ہاؤس کا قیام عمل میں آیا جہاں اضلاع کے بچوں کو سکونتی سہولت حاصل رہی۔

۲) وظائفِ تعلیمی کا سلسلہ شروع کیا گیا،ایسے بچوں کے لیے جو کم استطاعتی کے سبب

تعلیم کا شوق رکھنے کے باوجود تعلیم حاصل کرنے سے قاصر تھے۔ درسی کتابوں کے ذریعہ امداد کی اسکیم جاری کی گئی۔

۳) دینی تعلیم کے سلسلہ میں تعلیم قرآن، تعلیم قرأۃ اور مدرسۃ الفقراء کی امداد کا کام انجام پایا۔

۴) ورزشِ جسمانی اور جمناسٹک کا تربیتی ادارہ قائم کیا گیا۔

اس طرح یہ تعمیری کام پایہ تکمیل کو پہنچے : (الف) ساتھ ہی حیدرآبادی مہدوی برادری کی مردم شماری (ب) انجمن کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو درج فہرست اوقاف کرنے کا کام (ج) عقیدے سے متعلق کتب کی اشاعت کا پروگرام (د) والینٹرس کی تشکیل کے کام بھی انجام پائے۔

اس دوران بعض انتظامی دشواریوں کی بناء پر ۱۳۶۱ھ م ۱۹۴۲ء میں دستور میں تبدیلی عمل میں آئی۔ اس طرح مجلس انتظامی کی تشکیل کا اختیار صدر کو دیا گیا۔ انجمن کے کاموں میں مولوی سید یوسف صاحب تصوؔر، مولوی سید محمود صاحب، مولوی سید عبدالکریم صاحب اسحاقی، مولوی کرم علی خاں صاحب جیسی ہستیوں نے نواب صاحب کی معاونت فرمائی۔

طبقہ مہدویہ میں دینی، تعلیمی اور اخلاقی شعور کے پیدا کرنے میں نواب صاحب کی مساعی کو بڑا دخل رہا ہے۔ ساتھ ہی اس طبقے کو ایک منظّم تنظیم کے تحت جو انجمن مہدویہ کہلاتی ہے پوری طرح آراستہ فرمایا۔

ملگیات کی تعمیری اسکیم کے تحت مستقل آمدنی کے ذرائع پیدا کیے۔ نواب صاحب نے جس مستعدی و تندہی، فرض شناسی سے انجمن کا کام انجام دیا، قوم کے عمائدین اس کے دل سے معترف رہے۔ اس خصوص میں مولوی سید یوسف صاحب تصوؔر نے نواب صاحب کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا—— ''خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم میں صحیح احساسِ عمل پیدا ہو چلا ہے۔ جس کے لیے ہم کو سب سے پہلے قابل احترام صدر عالی جناب نواب بہادر یار جنگ کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرنا چاہیے جن کی قومی ہمدردانہ کوششوں نے مردہ دلوں میں ذوق عمل کی تازہ روح پھونک دی''۔ (رپورٹ انجمن مہدویہ ۱۹۴۳ء مولوی سید یوسف تصوؔر معتمد انجمن)

اس موقع پر کانفرنس مہدویانِ ہند منعقدہ چن پٹن علاقہ ریاست میسور کے اجلاسوں (۲۷/ تا ۲۹/ فبروری ۱۹۳۵ء) میں نواب صاحب کی شرکت کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر نواب صاحب نے بڑی بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

اس موقعہ پر نمائش مصنوعات قومی وملکی کا افتتاح بدست سرسی وی رامن عمل میں آیا۔ رسم افتتاح سے قبل نواب صاحب نے تعارفی تقریر فرمائی :

''سر موصوف دُنیائے سائنس میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کو سائنس سے جو دلچسپی و گہرا شغف ہے وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ آپ نے اس خصوص میں دُنیا کا مشہور ترین انعام نوبل پرائز حاصل فرمایا''۔

سرسی وی رامن نے اس موقعہ پر خطبہ دیا۔

اس طرح بحیثیتِ صدر انجمن مہدویہ نواب صاحب نے اپنی اعلیٰ صلاحیتوں سے قوم میں بیداری کی لہر پیدا کر دی اور اپنی صلاحیتوں سے قوم کو مستفید فرمایا۔

یہ دیکھ کر دلی مسرت ہوتی ہے کہ نواب صاحب کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں۔ ہر شعبۂ حیات میں طبقہ مہدویہ نے اعلیٰ مقام پیدا کیا اور یہ طبقہ سماج میں عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

مجلس تبلیغ اسلام (سہ سالہ تبلیغی کارنامہ ۱۹۲۷ء)

ایک بائیس سالہ نواب زادہ ۱۹۲۷ء میں مجلس تبلیغ اسلام کی بناء ڈالتا ہے :

''ڈیوڑھی کے نرم ونازک گدوں پر بیٹھنے والے نے دیہات کی بے سروسامانی کو دعوت دی۔ بجلی کے پنکھوں کی بجائے مئی اور جون کی چلچلاتی دھوپ اور بادتند وتیز کا سامنا تھا۔ بریانی اور مزعفر کے قابوں کی جگہ مٹی کے پیالوں میں نانِ جویں تھی۔ سخت وخاردار راستوں کو طے کر کے اسلام کی مشعل سے دکن کے دیہاتوں اور قصبوں کو منور کرتا تھا''۔ (ہمارا قائد از مولوی محمد احمد خاں صفحہ ۲۵)

اس طرح عوامی خدمت گزاری کا آغاز مبلغ اسلام کی حیثیت سے ہوا :

''نواب صاحب کی ملی اور مذہبی خدمات میں سب سے ممتاز خدمت یہ ہے کہ گزشتہ ڈھائی سو سال سے مسلمانوں نے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ کی تعمیل میں اجتماعی

نظام ترتیب نہیں دیا‘‘۔ جس تعلیم کو فراموش کردیا تھا‘‘ اس مقدس فریضہ کے انصرام کے لیے مجلس تبلیغ کی بنیاد ڈالی اور اس مجلس کے نائب معتمد کی حیثیت سے اضلاع مرہٹواڑہ وتلنگانہ کے اکثر مقامات کا پیدل اور بیل گاڑی کے ذریعہ دورہ کیا۔ ایک ایک دیہات میں پہنچ کر لَآ اِکْـرَاهَ فِـی الدِّیْنِ کے اُصول کے مطابق غیر مسلموں کے سامنے اسلام کے محاسن پیش کیے جن کی نیت اغراض سے پاک تھی اور بطیّب خاطر تبدیل مذہب پر آمادہ تھے، صرف انہی کو مشرف بہ اسلام کیا گیا‘‘۔

(لسان الامت از مولوی عبدالرحمٰن سعید)

اضلاع مرہٹواڑہ اور تلنگانہ میں مسلسل تین سال تک نواب صاحب پورے انہماک کے ساتھ اس مشن کی تکمیل میں مصروف رہے۔ علاقہ مرہٹواڑہ اور تلنگانہ میں اورنگ آباد، نلگنڈہ، میدک، گلبرگہ اور دیگر اضلاع اور اس کے متعلقہ تعلقہ جات قصبات مثلاً جالنہ، گیورائی، بھوکروں، عنبر، دیورکنڈہ، سوریا پیٹ، حضورنگر، پاٹودہ، جڑچلہ، کلیانی، سدی پیٹ وغیرہ۔

احمد علاء الدین صاحب (صنعت کار) جو بے حد مخیّر بندۂ خدا تھے نواب صاحب کے اس کار خیر میں مالی امداد فرماتے تھے۔ ان کی طرف سے ہر نو مسلم بھائی کو ایک جوڑا نذر کیا جاتا تھا اور مبلغین کی تنخواہوں وغیرہ کے سلسلے میں بھی ان کا مکمل تعاون نواب صاحب کو حاصل تھا۔ جب تبلیغ کا کام مستحکم بنیادوں پر استوار ہوتا گیا اور جوق در جوق غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے گئے تو دو محاذ نواب صاحب کے مقابل کھڑے ہوگئے۔ ایک آریہ سماجی اور دوسرے اربابِ حکومت۔ آریہ سماجیوں نے ایک اشتہار میں نواب صاحب کو خونخوار شیر کی صورت میں انسانوں کا لہو پیتے ہوئے دکھایا اور زہر افشانی کی۔ جنون جب اور بڑھا تو نواب صاحب کے سر کا انعام مقرر کیا مخالف قوتیں منظّم سازش کے ساتھ برسرپیکار ہوگئیں۔ تبلیغ کے اس کام میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے مخالفین نے ناظم کوتوالی کو لکھا کہ اس تبلیغی کام کے باعث فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہورہی ہے۔ ناظم کوتوالی میں ٹی ہالنس بھی موقع کے منتظر تھے، انھوں نے اپنی رپورٹ میں آریہ سماجیوں اور ہندو مہاسبھا کے لیڈروں کے خیالات کی اندھی تقلید میں ایک رپورٹ ان کی تائید میں مرتب کی۔ جس کے جواب میں ناظم کوتوالی کے نام ایک مدلل جواب نواب صاحب نے تحریر فرمایا جس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح خواہ مخواہ مخالفین نے الزام تراشی سے کام لیا تھا :

نواب بہادر یار جنگ کا خط ناظم کوتوالی کے نام

خط بنام ناظم کوتوالی (مسٹر ہالنس)

’’کوتوالی اضلاع سرکار عالی کی رپورٹ نظم ونسق بابتہ ۱۳۴۶ف کے مطالعہ کا موقعہ ملا۔ نیز مقامی اخبارات میں بھی اس کے اقتباسات شائع کیے گئے۔ اس وقت آپ کو مخاطب کرنے سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوتوالی کی عام رپورٹ پر تنقید کروں میں صرف فقرہ ۵ کی دوسری سطر کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جس میں فرقہ وارانہ کشیدگی کی بڑی وجہ آپ نے تحریک شدھی کے ساتھ ساتھ تبلیغ کو قرار دیا ہے۔ چوں کہ ۱۹۴۶ء میں منظّم تبلیغی مساعی صدر مجلس اسلام کی طرف سے ہوتی رہی ہے۔ اسی لیے عام طور پر آپ کی اس تنقید سے وہی تبلیغی کوشش مراد لی جارہی ہیں۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کو تبلیغ کی طرف منسوب کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ صدر مجلس تبلیغ اسلام کی جانب سے تبلیغ صرف چار اضلاع میں ہوئی ہے۔ تلنگانہ کے اضلاع ورنگل اور نلگنڈہ ہیں۔ نلگنڈہ کے تعلقات دیورکنڈہ، سوریا پیٹ وحضورنگر میں اور ورنگل کے تعلقات پاکھال اور محبوب آباد اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور مرہٹواڑہ میں اضلاع اورنگ آباد کے تعلقات بھوکرون، جالنہ اور عنبر میں۔ اور ضلع بیڑ کے تعلقات پاٹووہ اور گیورائی میں تبلیغ کی گئی ہے جاگیر کلیانی ضلع گلبرگہ، تعلقہ سدی پیٹ ضلع میدک اور قصبہ جڑ چلہ ضلع محبوب نگر میں چند روز کے لیے ایک ایک مبلغ مقرر کیا گیا تھا جو جلد موقوف کروادیا گیا۔ ان کے سوا ہرگز ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ کسی اور مقام پر صدر مجلس تبلیغ اسلام کی طرف سے تبلیغ ہوئی۔ جہاں تک آپ کی رپورٹ شہادت دے رہی ہے اور مجھے واقعات کا علم ہے ۱۳۴۶ء ف میں مقامات مذکورالصدر پر کہیں کوئی فرقہ وارانہ فساد وقوع پذیر نہیں ہوا۔ ہوپلہ، سعداللہ نگر، دھارور، نلگنڈہ اور عثمان آباد کے جن علاقوں میں رپورٹ زیر نظر سے فرقہ وارانہ فساد کا وقوع ظاہر ہورہا ہے ان میں سے ایک مقام بھی ایسا نہیں ہے جہاں تبلیغ کی گئی ہو۔ یہ امر انتہائی حیرت کا موجب ہے کہ عین وہ مقامات جہاں تبلیغ ہورہی ہے فرقہ وارانہ کشیدگی سے محفوظ ہیں اور جن مقامات پر فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہوئی ان کو تبلیغ سے دور کا بھی واسطہ یا تعلق نہ ہو، اور اس کے باوجود تبلیغ کو فرقہ وارانہ کشیدگی کا باعث قرار دیا جائے۔ میں متوقع ہوں کہ آئندہ اس کی اصلاح فرمادی جائے گی تا کہ پبلک کو غلط فہمی نہ ہو۔ افترا

پرداز کو فتنہ پردازیوں کے لیے ایک اور موقع نہ ملے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ اسی طرح مذہب اسلام کی تبلیغ نہایت باقاعدہ اور پرامن طریقوں پر حدود قانون کے اندر رہ کر کی جارہی ہے۔ جس طرح مذہب عیسائیت کی تبلیغ برسوں سے جاری ہے مقامی ہندو باشندوں نے کبھی اظہارِ رنج و غضب تو کجا گلہ تک نہیں کیا۔ البتہ کئی مہینے بعد بعض .... پرچار نے ان دیہاتوں میں جا کر لوگوں کو بھڑکانے کی کوشش کی لیکن تبلیغی کارکنوں کے انتہائی ضبط ونظم نے کوئی ناگوار صورت پیدا نہ ہونے دی۔ فقط

آپ کا مخلص

بہادر یار جنگ

مجلس تبلیغ اسلام بڑی منظّم بنیادوں پر استوار کی ہوئی تنظیم تھی۔ اس تنظیم کی کارکردگی اور طریقہ کار سے متاثر ہو کر کل ہند جمعیت تبلیغ کے معتمد عمومی حضرت مولانا غلام بھیک نیرنگ نے اظہارِ رشک کرتے ہوئے فرمایا تھا :

''کل ہند جمعیت تبلیغ کا نظام بھی نہ تو اس قدر مستحکم ہے اور نہ اتنا کامیاب''۔

یہ کام ویسے مسلسل ۳ سال تک بڑے زور وشور سے چلتا رہا۔ لیکن بعد کی قومی مصروفیات نے انھیں اتنا اُلجھا دیا کہ وہ پوری طرح اس جانب وقت نہ دے سکتے تھے۔ لیکن مبلغین کے ذریعہ یہ کام آخری دم تک جاری رہا۔ اللہ کے اس نیک بندے نے ۲۴ ہزار نفوس انسانی کو مشرف بہ اسلام کیا۔ صرف مشرف بہ اسلام کر کے اپنے فرض سے غافل نہیں ہوئے۔ کیوں کہ جو لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاتے، معیشت کی راہیں ان کے لیے بند ہو جاتیں۔ سماجی مقاطعہ ہو جاتا اور طرح طرح کے مصائب میں یہ گرفتار ہو جاتے۔ سب سے پہلے تو تالیف قلوب کے سامان پیدا کرنے پڑے۔ ان کے لیے لباس، ذرائع معیشت کی فراہمی، مدارس کا قیام، ان کی تعلیم و تربیت، مستقل مدارس کا انتظام، رہائشی سہولتوں کے ساتھ مدارس کا قیام :

''بیڑ سے اطلاع ملی ہے کہ دس نو مسلم طلبہ دار الاقامہ میں قیام کے لیے وہاں آچکے ہیں اور بقیہ کی تکمیل عنقریب ہو جائے گی''۔

(خط موسومہ معتمد صاحب صدر انجمن اسلامیہ صفحہ ۲۸۵ مکاتیب بہادر یار جنگ جلد اول مرتبہ نذیر الدین احمد)

اس خصوص میں اہل خیر حضرات کی مدد شریکِ حال رہی اور انجمن اسلامیہ کے نام سے ایک تنظیم قائم فرمائی، جس کا مقصد نومسلم افراد کو معاشرے میں باعزت طریقے پر زندگی گزارنے کے قابل بنانا تھا۔

انفرادی حیثیت سے اور اجتماعی حیثیت سے ان کی مدد کے راستے تلاش کیے گئے اور ان کی اعانت بھرپور طریقے پر کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فتنہ ارتداد کا کوئی واقعہ ظہور پذیر نہ ہوا۔ نومسلم بافندوں کے سلسلے کی ایک کوشش کا حال ذیل میں ملاحظہ ہو :

''میں نے رائچور کے دورے کے سلسلے میں دیودرگ اور ہرگرہ دو مقامات کے بافندوں کی تنظیم کی ہے اور ضلع رائچور کی مجلس کو ہدایت کی ہے کہ ان سے کپڑا حاصل کر کے مسلمانوں میں فروخت کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اسی سلسلہ میں رائچور میں ایک دکان بھی قائم کردی گئی ہے جس کا نام ''دکن پارچہ گھر رائچور'' ہے''۔ (خط ۱۳۱ مکاتیب بہادر یار جنگ جلد اول)

نومسلم بھائیوں کی انفرادی حیثیت کی امداد کے تعلق سے نواب صاحب کی سعی و کوشش و کاوش وتڑپ کے یہ چند نمونے ان کے احساس درد کے آئینہ دار ہیں۔

ایک اور خط ملاحظہ ہو :

''مکرمی! خط پہنچا۔ تیپرتی میں دارالاقامہ کی جو تحریک آپ نے کی تھی الحمدللہ وہ بار آور ہوئی تمام انتظامات مکمل ہو چکے۔ آج ہی مولوی عبدالعزیز خاں صاحب اور مولوی حبیب حسن صاحب تکمیل کار کے لیے تیپرتی گئے ہیں''۔ (خط ۱۸۲ بنام انوارالحسن واعظ انجمن اصلاح المسلمین ضلع بیڑ)

''نواب صاحب مکرم ومحترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ جو لوگ میرے اس خط کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں، وہ آپ کی جاگیر کی رعایا ہیں جن کو اللہ نے میرے ذریعہ سے اسلام کی روشنی دکھائی۔ نلنی میں کچھ افتادہ اراضی ہے جس کے لیے یہ اُمیدوار ہیں کہ ان کو آپ کاشت کے لیے مرحمت فرمائیں۔ میں اپنے ان غریب بھائیوں کی درخواست کو اپنی درخواست بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور آپ کی خاص توجہ کا متمنی ہوں۔ اُمید کہ آپ خیریت سے ہوں گے''۔

(خط بنام نواب حیدر علی خاں جاگیردار جعفرآباد)

ایک نومسلم وکیل ہائی کورٹ

عبدالکریم تماپوری اور سید ضیاء العارفین وکیل ہائی کورٹ کے نام نواب صاحب کا تعارفی خط :

السلام علیکم ! مولوی محمد سراج الحق صاحب اشٹھانا وکیل ہائیکورٹ ہمارے ان بھائیوں میں ہیں جنھوں نے کامل تحقیق اور تلاش کے بعد مذہبِ اسلام قبول کیا۔ مجھے ان کی صداقت، حق پسندی اور خداپرستی پر اعتماد ہے۔ ان کے اسلام قبول کرنے کا وہی نتیجہ ہوا جس کی توقع تھی۔ ان کے عزیز وا قارب اور ہندو رفقائے کار نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ سخت پریشان ہیں۔ اس لیے میں آپ کی امداد کا خواہاں ہوں۔ آپ کے یہاں سے جو مقدمات بصیغہ مرافعہ ہائی کورٹ آتے ہیں، ان میں سے چند اگر آپ کی توجہ سے ان کو بھی مل جایا کریں تو ان کی رفع پریشانی اور میری ممنونیت کا باعث ہوگا''۔ (خط ۹۳ مکاتیب بہادر یار جنگ جلد دوم)

چار کاریگر نومسلم بھائی

''چار نومسلموں کو آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں۔ چاروں کا بیان ہے کہ وہ کیک پیسٹری اور ڈبل روٹی بنانا جانتے ہیں۔ اگر آپ کے ذریعے ان کی روزی کا کوئی سامان ہو جائے تو ان کی پرورش میری ممنونیت اور عنداللہ آپ کے لیے اجر عظیم کا موجب ہوگا''۔

(خط ۲۲۳ عزیز کمپنی نظامیہ رسٹورنٹ)

نومسلم بھائی کے مقدمہ کی پیروی میں مدد

''حامل ہذا ایک نومسلم ہے۔ اس کا ایک مقدمہ سررشتہ مالگزاری میں تھا۔ جس میں ہم نے پیروی کا انتظام کیا لیکن فیصلہ اس کے خلاف ہوا۔ سوریا پیٹ کے کسی ہمدرد وکیل کو اس مقدمہ میں بلا فیس کام کرنے پر آمادہ کریں''۔ (خط ۶۲ موسومہ محمد یونس وکیل نلگنڈہ)

اس دن ان کی مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا جس دن نواب صاحب نے جامعہ ازہر کے وفد کے روبرو نومسلم بچوں نے قرآن کی مقدس آیتیں سنائیں۔ بڑی مسرت کے ساتھ اس واقعہ کا اپنے ایک خط میں اظہار فرماتے ہیں :

''میں نے اپنی تبلیغی مساعی کے چند نمونے ارکانِ وفد کو دکھائے تھے۔ ممکن ہے کہ ان کو وہ

وقت یاد ہو جب کہ ان بچوں کی زبان سے جن کو ہندوستانی اچھوت سمجھتے تھے انھوں نے قرآن کی مقدس آیتیں سنی تھیں''۔(خط ۱۸ مکاتیب بہادر یار جنگ جلد اول)

نواب صاحب کی تبلیغی مساعی کے سلسلے میں ان کے تاریخی خطبہ صدارت ''آل انڈیا تبلیغ اسلام کانفرنس منعقدہ بمبئی ۱۹۳۸ء'' میں تبلیغی کام سرانجام دینے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے نواب صاحب نے فرمایا تھا :

''دوستو! آپ جانتے ہیں کہ اسلام نے تبلیغ مذہب میں کبھی جبر واکراہ کو جائز نہیں رکھا۔ قرآن کی زبان اس سلسلے میں ہر قسم کے ابہام سے پاک ہے : **لَآ اِکْـرَاہَ فِـی الـدِّیْـنِ** اور کوئی مسلمان دین کی تبلیغ میں کبھی کسی ایسے فعل کو روا نہیں رکھ سکتا جس میں مکر، لالچ، جبر اور تشدد کو دخل ہو۔ اس کے باوجود آپ کو اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ جب آپ تبلیغ کے میدان میں قدم رکھیں گے تو جن مصیبتوں سے میں گزر چکا ہوں اور جن مصیبتوں سے بہ اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر داعیٔ اسلام کو گزرنا چاہیے وہ آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔

عزم اور صرف عزم، ارادہ اور صرف ارادہ کی پختگی، استقلال اور صرف استقلال آپ کو منزلِ مقصود سے قریب کر سکتا ہے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ آپ کے قدم ڈگمگا جائیں اور آپ منزل کو پہنچنے سے قبل ہی رُک جائیں۔ آپ کے صاحبانِ ثروت کو چاہیے کہ اس مبارک ترین کام کے لیے جس کو میں کسی طرح نماز اور روزہ سے کم نہیں سمجھتا اپنے دستِ کرم کو دراز کریں۔

آپ کے اصحابِ علم وفکر کو چاہیے کہ اپنی زبان وقلم کو حرکت میں لائیں۔ آپ کے پریس کو چاہیے کہ اپنے اثرات سے کام لے اور آپ کے ہر مرد کو چاہیے کہ قرن اول کے مسلمانوں کی طرح اپنے آپ کو مبلغ اسلام بنائے۔

تبلیغ کے لیے سب سے بڑی دشواری سرمایہ کی کمی ہے جو عین وقت پر دامن پکڑ لیتی ہے اور آگے بڑھنے نہیں دیتی۔ سرمایہ اس لیے نہیں کہ معاندین کے برخود غلط الزام کے مطابق آپ اس سے کسی کے ضمیر کو خریدیں بلکہ اس لیے کہ مبلغین کی تعلیم وتربیت کا انتظام کریں۔ قبولیتِ اسلام کے بعد نو مسلمین کی تعلیم وتربیت کا انتظام کریں اور ان پر جو مصائب وآلام آئیں ان سے ان کی حفاظت کریں۔

تبلیغ کے لیے دوسری اہم ضرورت مخلص، سچے اور صلاحیت یافتہ مبلغین کی فراہمی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہم میں کا ہر شخص مبلغ ہوا کرتا تھا۔ لیکن آج ڈھونڈنے سے بھی ایسے لوگ نہیں ملتے جو تبلیغ کی صحیح صلاحیت رکھتے ہوں۔

تبلیغ کی تیسری ضرورت مسلمانوں کی ہمدردیوں کا حاصل کرنا ہے جن کو صدیوں کی صحبت ہمسائیگی نے چھوت چھات کے اعتبار سے پورا نہیں تو آدھا ہندو ضرور بنا دیا ہے۔ آپ کے مبلغین کو چاہیے کہ غیروں کو مسلمان بنانے سے پہلے ان مسلمانانِ ہندو صفت کو مسلمان بنائیں۔ اپنے تجربے کی بناء پر میں ایک نصیحت آپ کو کرنا چاہتا ہوں کہ دیہات میں افراد کو مسلمان بنانے کی بجائے کوشش کیجیے کہ پوری جماعت مسلمان بنے، اس وقت تک چند آمادۂ اسلام افراد کو کلمہ پڑھانے میں دریغ کرنا مناسب ہوگا۔ جب تک ان کے اثر سے اس گاؤں کے اکثر اچھوت آبادی کو آمادۂ اسلام نہ کرلیا جائے۔

یہ چند اُصولی باتیں تھیں جن کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی گئی، ورنہ میدانِ تبلیغ اتنا وسیع ہے کہ ہر روز اس میں نئے تجربوں کی توقع کی جاسکتی ہے''۔

''مرحوم (محمد بہادر خاں قائد ملت نواب بہادر یار جنگ) کا کوئی ایک بھی دوسرا عمل صالح نہ ہوتا، تنہا یہی ایک عمل ان کے مرتبہ کو بلند سے بلند تر مقام تک پہنچانے کے لیے کافی نہیں؟''

(مولانا عبدالماجد دریابادی)

حیدرآباد ایجوکیشنل سوسائٹی

حیدرآباد میں تعلیمی ترقی کے لیے رہنمائی اور جدوجہد کے مطمحِ نظر سے ۱۹۱۳ء میں حیدرآباد ایجوکیشنل سوسائٹی کا قیام محمد مرتضیٰ صاحب و محمد مظہر اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے عمل میں آیا۔ حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کو ابتدا ہی سے ممتاز شخصیتوں کی سرپرستی حاصل رہی جن میں قابل ذکر سروجنی نائیڈو، ملا عبدالقیوم، ناظر یار جنگ، سجاد مرزا اور سالار جنگ جیسی شخصیتیں شامل تھیں ریاست حیدرآباد میں علوم وفنون کے پھیلانے اور دکن میں تعلیم کو عام کرنے کا کام اس ادارے کا نصب العین رہا ہے۔

کانفرنس کا پہلا اجلاس ۱۹۱۵ء کو منعقد ہوا۔ شرکاء کانفرنس نے اپنی تقاریر میں ایک جامعہ

کے قیام کی تحریک پیش کی جس کا ذریعہ تعلیم اُردو ہو۔ اسی تحریک کا اثر تھا کہ 1918ء میں عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ محمد فاروق بی اے ایس سی ایس سابق ناظم بلدیہ اور مولوی مرتضیٰ صاحب، ڈاکٹر حمید اللہ درس گاہ دارالعلوم کے ساتھی تھے۔ ان اصحاب کا تعلق حیدرآباد ایجوکیشنل سوسائٹی سے تھا اور ان ہی کی وساطت سے نواب صاحب حیدرآباد ایجوکیشنل سوسائٹی سے قریب ہوئے اور ارکان مجلس انتظامی کی کمیٹی کے لیے آپ کا انتخاب عمل میں آیا اور رکنیت مجلس انتظامی کا سلسلہ چلتا رہا۔ نواب صاحب کی دلچسپی اس انجمن کے تعلیمی افادی پالیسی کے باعث روزافزوں رہی۔

پہلی بار نواب صاحب نے حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کی سالانہ کانفرنس منعقدہ ۱۹۲۸ء بمقام ٹاؤن ہال میں تعلیم کا صحیح مطمح نظر کے زیرعنوان شرکائے کانفرنس کو مخاطب فرمایا۔ مخفی مبادکہ کانفرنس کے اجلاس میں ماہرین تعلیم، علماء اکابرین، رہنمایانِ ملت شریک اجلاس ہوا کرتے تھے کیوں کہ یہ اجلاس خالص علمی قسم کے ہوتے جس میں مقامی زعماء کے علاوہ ہندوستان کے مختلف گوشوں سے مہمان شریکِ اجلاس ہوتے۔

نواب صاحب (جو اس وقت صرف محمد بہادر خاں تھے) کی تقریر سے قبل حسبِ پروگرام اس اجلاس میں قائداعظم تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری نے محفل کی رونق بڑھادی۔ صدر جلسہ ڈاکٹر ناظر یار جنگ صدر کانفرنس نے اس موقع پر استقبالیہ تقریر فرمائی۔

اس اجلاس کی اختتامی تقریر محمد بہادر خاں نے ''تعلیم کا صحیح مطمح نظر'' کے زیرعنوان فرمائی

(بعدازاں عکس کشی میں حضرت قائداعظم کے بازو نواب محمد بہادر خاں تشریف فرما تھے)

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں نواب صاحب کی یہ پہلی تقریر تھی۔

دوسری تقریر جو دسویں حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس میں ہوئی جو ۱۹۲۹ء میں منعقد ہوئی۔ اس تقریر کی روئیداد جو شائع ہوئی اس میں درج ہے :

''تحریکات کے بعد اس جلسے کی سب سے اہم تقریر ہوئی جس کو حاضرین نے بڑے شوق اور پسندیدگی سے سنا اور بار بار تالیاں بجا کر بالغ نظر مقرر کے خیالات سے اتفاق کا اظہار کیا۔ یہ تقریر '' دینیات کی تعلیم '' کے عنوان سے حیدرآباد کے مشہور نوجوان مقرر نواب محمد بہادر خاں

صاحب جاگیردار نے کی''۔(اس دور تک جب کہ مشکل سے ان کی عمر ۲۴ سال تھی ان کی تقریر اہل وطن میں اپنا رنگ جما چکی تھیں۔اس زیرتذکرہ تقریر کے چند جملے ہدیۂ ناظرین ہیں :

''ہم نے اس دین کو جو خدا کی دُنیا میں بسنے والے ہر انسان کی تعلیم کے لیے بھیجا گیا اور جس کے علم کو حاصل کرنا ہر انسان کا فطرتی حق ہے ایک خاص خاندان، خاص گروہ اور خاص طبقہ سے متعلق کردیا گیا۔علم دین ایک دریا تھا جو جب تک بہتا اور ایک قلب سے دوسرے قلب میں بلا روک ٹوک منتقل ہوتا رہا اس کا پانی صاف اور اس کی تاثیر جلد اثر کرنے والی رہی۔لیکن جب ہم نے اس سے پہلو تہی کی اور جن کے قبضہ میں تھا انھوں نے بند بنا کر اس کو روک دیا تو ایک طرف پانی خود ان کے قلوب کی گندگی سے سڑنے لگا اور دوسری طرف خود ان علماء و مشائخ نے دُنیا کی گردن عقیدت کو اپنے سامنے جھکانے اور اپنے جیبوں کو دوسروں کی محنت کی کمائی سے بھرنے کے لیے اس کو اپنی رائے اور قیاس کی دقیقہ پسندیوں سے معمور اور ناقابل فہم بنادیا۔برخلاف اس کے ایک زمانہ فاروق اعظم حضرت عمرؓ کی حکومت کا بھی تھا جب کہ کمزور سے کمزور انسان بھی جنگلوں میں سونا اُچھالتے پھرتے تھے اور ان کے دل میں چور کا خیال بھی نہ ہوتا تھا۔کیا ان لوگوں نے اپنی قوت وحکومت سے یہ سب کچھ کیا؟ کیا صنعاء سے مدینہ کا سفر کرنے والے بوڑھیا کے سونے کی حفاظت حکومت کا کوئی فوجی دستہ کررہا تھا جب کہ وہ عرب کے لق ودق صحراؤں کو عبور کررہی تھی۔نہیں یہ سب اپنی رعایا کے ہر فرد کے دل میں ایک ایسی غیبی قوت کے ادراک، نہیں بلکہ ایقان وایمان کے پیدا کردینے کا نتیجہ تھا جو چلتے پھرتے اُٹھتے پھرتے، جلوت وخلوت میں ان کے اعمال علانیہ و پوشیدہ ہی کی نہیں بلکہ ان کے قلوب کے وساوس واحساسات کی بھی نگرانی کررہی ہو۔اور نہ صرف نگرانی کررہی ہو بلکہ اس کو ان اعمال کی سزا و جزا کا بھی کامل اختیار حاصل ہو۔اسی قادر مطلق کا نام خدا رکھا گیا۔اور اسی قدرت کے تیقن اور اقرار کا نام ایمان اور اسی قوت کی عبادت یعنی تعمیل حکم کا نام دین ہے اور انہی احکام کی تعلیم کا نام تعلیم دینیات ہے جو اس قادر مطلق کے بھیجے ہوئے رسولوں اور نیک بندوں نے ہم تک پہنچائی''۔

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی بھی تشریف فرما تھے۔ اور ایک ۲۴ سالہ نواب زادے کی تقریر کو بڑے غور سے سن رہے تھے۔اس تقریر کے تعلق سے اپنے

احساساتِ قلبی کا اظہار کرتے ہوئے مولانا تحریر فرماتے ہیں :

''نواب صاحب سے میں سب سے پہلے اس وقت واقف ہوا جب ۱۹۲۹ء میں مجھ کو حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کے ایک جلسہ میں شریک ہونے کا موقع ملا۔نواب صاحب اس وقت تقریر فرمارہے تھے اور میں ان کے نام سے تک ناواقف تھا۔تھوڑی دیر تقریر سنتے ہی میں نے محسوس کیا کہ میں عام مقررین سے مختلف ایک شخص سے دوچار ہوں جو خطابت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔سلجھے ہوئے خیالات ، مرتب اور مربوط بیان ، الفاظ کا صحیح انتخاب اور برمحل استعمال ، جملوں کی صحیح نشست اور ان میں ادب کی لطیف چاشنی ، ان سب چیزوں نے مل کر مجھے مقرر کی شخصیت سے فوراً متاثر کیا۔اور ہم نشینوں سے دریافت کرنے پر جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ یہ نواب بہادر خاں صاحب حیدرآباد کے ایک جاگیردار ہیں تو مجھ کو اور زیادہ حیرت ہوئی ۔ کیوں کہ میں حیدرآباد کے جاگیردار طبقہ سے جو واقفیت رکھتا تھا اس کی بناء پر مجھے توقع نہ تھی کہ ایسا اچھا خطیب اور ایسے پاکیزہ خیالات اور وسیع معلومات رکھنے والا شخص اس طبقہ میں پیدا ہوگا''۔

(ماخوذ ''آفتابِ دکن'' از شیدا)

نوعمری میں جن انجمنوں سے نواب صاحب کا تعلق رہا اس میں حیدرآباد ایجوکیشنل سوسائٹی سرفہرست ہے۔بطورِ خاص علماء ، اکابرین اور زعماء ملت سے تعلق و تعارف میں اس انجمن کی وساطت کارگر رہی اور نواب صاحب کی اعلیٰ علمی صلاحیتوں سے استفادہ کا حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کو موقع ملا۔

مجلس وضع قوانین ۱۹۲۹ء

طبقہ جاگیرداروں کی طرف سے مجلس وضع قوانین کی رکنیت کے لیے ایک جلسہ عام سالار جنگ کی دیوڑھی میں بصدارت نواب سالار جنگ ۱۸/ بہمنی ۱۳۳۹ف م ۳۱/ ڈسمبر ۱۹۲۹ء منعقد ہوا، جس میں طبقہ جاگیرداران کی طرف سے دو نمائندوں کا انتخاب مطلوب تھا۔

نواب بہادر یار جنگ اور دوست محمد خاں جاگیردار مجلس وضع قوانین میں مجلس جاگیرداران کی نمائندگی کے لیے بالاتفاق منتخب کیے گئے اور ''۴ سال تک آپ نے بالحسن الوجود نمائندگی کے فرائض انجام دیئے''۔(صفحہ ۲۷ لسان الامت ، مولوی عبدالرحمٰن سعید)

جون ۱۹۳۰ء کے ایک مکتوب سے جو ڈاکٹر زورؔ کا موسومہ ہے، مجلس وضع قوانین میں حصول معاوضہ اراضیات کے تعلق سے نواب صاحب نے مسودہ قانون تیار فرمایا تھا، اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

''آج کل میری مصروفیتیں یوں بڑھ گئیں ہیں کہ طبقہ جاگیرداران نے مجھے اپنی طرف سے یہاں کی مجلس وضع قوانین کا رکن منتخب کیا ہے۔ میں ان کے لیے ایک قانون کا مسودہ تیار کر رہا ہوں جو ایک طرف سرکار اور اپنے حصہ داروں کے مقابلے میں ان کے حقوق کی حفاظت کرے، اور دوسری طرف اسے اپنی رعایا پر ان کے اختیارات کا تعین ہو جائے''۔

اس مسئلہ میں قانون کی روشنی میں نواب صاحب نے یہ ادعا پیش فرمایا کہ :

قانون حصول اراضی پر غور کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اراضی کا حاصل کرنا ہی اس قانون کا تنہا مقصد نہیں ہے بلکہ اس کا ہم درجہ ایک اور اہم امر بھی اس قانون کا مقصد ہے، یعنی معاوضہ ادا کیا جانا۔ (تمہید قانونِ نشاں (۹) بابتہ ۱۳۰۹ھ قابل ملاحظہ)

نتیجہ اس کا یہ ہے کہ قانون حصولِ اراضی کی حد تک اراضی اور ادائی معاوضہ دو تصورات توام ہیں۔ (حوالہ نقل مراسلہ مجلس جاگیرداران نشاں مجاریہ ۱۹۵) (واقع ۲۲/ شہر یور ۱۳۴۳ف)

تحریک نسبت ازدواج ہندو بیوگان

ہندو بیوگان کے ازدواج کے تعلق سے کیشو راؤ صاحب نے مجلس وضع قوانین میں تحریک پیش کی۔

اس تحریک کے تعلق سے نواب صاحب نے (اجلاس، وضع قوانین۔ بابتہ ۲۰/ امرداد ۱۳۳۹ف) جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ ان کی وسیع النظری اور ہندو بھائیوں سے ہمدردی کے جذبات اور ان کے مذہبی احساسات کے احترام پر مبنی ہیں۔

اس قانون کا منشا یہ تھا کہ صرف بیوگان کے عقد کو جائز قرار دینا، اس کا یہ منشا نہ تھا کہ بیوگان کو عقد کرنے پر مجبور کیا جائے۔

اس تحریک کی تائید پونگل وینکٹ راما ریڈی نے کی اور راجہ بہادر راما ریڈی نے تائید مزید کی۔

نواب صاحب نے اس تحریک کے تعلق سے فرمایا :

یہ تحریک اہل ہنود سے متعلق ہے جس کی اس ملک میں تعداد سرکار عالی کی جملہ رعایا کے تقریباً ۸۹ فیصد ہے اور جو سرکار عالی کے سایہ عاطفت میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے مجھے اس تحریک کی تردید کا کوئی حق نہیں ہے۔

لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اس خصوص میں یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آیا اس تحریک سے دھرم شاستر کے مندرجہ وراثت کے اُصول متاثر ہوتے ہیں؟ اس لیے میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ قبل اس کے کہ اس تحریک کی پیشی کی اجازت دی جائے اس کو مجلس کے چند ارکان کی ایک سلکٹ کمیٹی کے تفویض فرمایا جائے اور وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت کی جائے اور کمیٹی کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ ان تمام آرا پر کامل غور کرے جو اس کے پاس پیش ہوں اور اس کے بعد مجلس میں رپورٹ پیش کرے۔ ایسی رپورٹ کے پیش ہونے کے بعد مجلس اس امر کا تصفیہ کرسکے گی آیا تحریک کے مطابق مسودہ قانون ازدواج ہندو بیوگان کی پیشی کی اجازت دی جائے یا نہیں!

اس موقعہ پر پونگل وینکٹ راما ریڈی نے کہا :

اس تحریک کا منشا یہ ہے کہ عقد ثانی سے جو اولاد پیدا ہو، وہ صحیح النسب قرار دی جائے اور اس کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

اس موقعہ پر نواب صاحب نے فرمایا :

’’حق تورث ایک مذہبی حق ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ اس تحریک کی منظوری سے کہیں ایسے حق سے متعلق دھرم شاستر کے احکام تو متاثر نہیں ہوتے‘‘۔

(روئیداد مجلس وضع قوانین سرکار عالی اجلاس دوم بابتہ ۲۰/امرداد ۱۳۳۹ف مطابق ۲۵/جون ۱۹۳۰ء)

’’مجلس وضع قوانین میں گو آپ کی خدمات منظر عام پر نہ آسکیں، لیکن خداداد قانونی بصیرت اور بے نظیر خطابت کی وجہ سے حکومتی حلقہ میں آپ کی مقبولیت روز افزوں ہوتی گئی‘‘۔

(صفحہ ۲۷ لسان الامت مولوی عبدالرحمٰن سعید)

◆◆◆

سارداایکٹ ۱۹۲۹ء

ہندوستان میں ازدواج کم سنی سے متعلق سارداا یکٹ پاس ہو گیا تھا۔ جس قانون کے تحت ۱۴ سال سے پہلے لڑکی کی شادی ۱۸ سال سے قبل لڑکے کی شادی جرم تعزیری قرار دی گئی تھی۔ آریہ سماجی یہ چاہتے تھے کہ حیدرآباد میں بھی یہ قانون پاس ہو جائے مگر ہندوؤں میں سناتن دھرم کے لوگ اس کی مخالفت میں تھے۔ حیدرآباد میں اس بل کی شدید مخالفت ہوئی۔ بل کی مخالفت میں مظاہرے بھی ہوئے۔ اس خصوص میں نواب فیاض الدین خاں صاحب کی دیوڑھی (سلطان بازار) میں یکم/ڈسمبر ۱۹۲۹ء کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ بانیانِ جلسہ نے ہر دو مکتبِ فکر کے لوگوں کو مدعو کیا۔ اس دور کے نیشنلسٹ مسلمان ڈاکٹر لطیف سعید اس بل کی تائید میں تھے۔ انھوں نے شارداا یکٹ کی تائید میں تقریر کرتے کرتے رسول اکرمؐ کا اسم مبارک ان کی زبان سے نکلا "اٹھارہ سال تک محمد نے کیا کیا" (انھوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کو حذف کر ڈالا) سارا مجمع مشتعل ہو گیا۔ لوگ اسٹیج پر چڑھ گئے اور بہت قریب تھا کہ لوگ مقرر کے اور قریب ہو جاتے۔ ایک تنومند ۲۴ سالہ پٹھان اپنی نشست سے بجلی کی طرح اُٹھا اور ڈاکٹر لطیف سعید کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا، میکروفون پر آئے اور ان کی صدا گونجی تو مجمع کو سانپ سونگھ گیا۔

یہ واقعہ ۲۹/ڈسمبر ۱۹۲۹ء کو ہوا تھا۔ نواب صاحب نے اس واقعہ کا ذکر شخص مذکور کے نام اور مقام جلسہ کے اظہار کے بغیر تقریباً بارہ سال بعد اپنی تقریر میں (جو فن خطابت کے زیر عنوان انجمن اتحاد طلبہ ورنگل کالج کے جلسہ میں) فرمایا تھا۔ نواب صاحب اس واقعہ کے ذریعہ فن تقریر کے طالب علموں کو یہ بتا رہے تھے کہ لہجہ کی وجہ بھی ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ اب نواب صاحب کی زبانی اس واقعہ کو سنئے:

"کسی جملہ کے استعمال میں لہجہ کو بڑا دخل ہے۔ ذرا سے لہجہ کے بدل جانے پر مقرر کی تقریر پر ایسا برا اثر پڑ جاتا ہے کہ وہ سامع کے دل سے ہرگز ہٹائے نہیں ہٹتا چنانچہ اس موقعہ پر میں

اپنے ایک دوست کا واقعہ بیان کروں گا جن کو صرف اپنے لہجہ کی وجہ ندامت اُٹھانی پڑی۔ میرے اوران کے درمیان ایک مقابلے کا مضمون دیا گیا تھا جس میں کسی قانون کے مرتب کرنے پر بحث تھی۔ آپ نے دورانِ بحث میں ایک جھٹکے کے ساتھ فرمایا تھا، بتاؤ اٹھارہ سال تک محمد (صلعم) نے کیا کیا۔ بس اس جملہ پر ساری پبلک مشتعل ہوگئی۔ پبلک کو قابو میں لانا پڑا۔ لیاقت اور قابلیت میں کوئی کلام نہ تھا مگر صرف لہجہ خراب ہونے سے سارا مجمع بھڑک گیا۔ اس جملے کو یوں ادا کر سکتے تھے "بتلائیے ہمارے آقائے کونین رسالت مآبؐ نے اٹھارہ سال تک کیسے کیسے عمل کیے"۔

(تقریر بعنوان "فن خطابت" بہادر یار جنگ کی غیر سیاسی تقریریں صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ مرتبہ نذیر الدین احمد)

فوری بعد نواب صاحب کی تقریر کا آغاز ہوا۔ نواب صاحب نے اپنی تقریر میں سار دا ایکٹ کے خلاف عوامی احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے تاریخی اور مذہبی حوالوں کے ساتھ اس بل کی پرزور مخالفت فرمائی اور حکومت حیدر آباد کے رجحان کے بارے میں احساسات مذہبی کے جذبہ احترام کے حوالے سے فرمایا :

"حیدر آباد میں اس تحریک کی نشر و اشاعت کے سلسلے میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ محض غیر ذمہ دارانہ ہے اور سرکار عالی کی مسلمہ پالیسی کے خلاف ہے۔ ہماری حکومت ہمیشہ سے رعایا کے جذبات اور مذہبی احساسات کا لحاظ رکھتی آرہی ہے اور آئندہ کے لیے بھی بالتصریح اس کی یہی پالیسی ہے۔ اس لیے وہ چند نام نہاد مصلحین کی چیخ و پکار کو کوئی وقعت نہیں دے سکتی"۔

نواب صاحب کی یہ تاریخی تقریر بڑی مشہور اور مقبول ہوئی۔ دس ہزار کے اس مجمع میں جس میں (ہندوؤں اور مسلمانوں کا مشترکہ جلسہ تھا) بغیر آواز کے موافقت اور مخالفت میں ہاتھ اُٹھوائے گئے، نواب صاحب کی تقریر کا جلسہ پر یہ اثر ہوا کہ شاردا ایکٹ کی تائید میں صرف دو ہاتھ (دوٹ) اُٹھے، کوئی تیسرا ہاتھ مخالفت میں نہیں اُٹھا۔

اس تقریر کے بارے میں اخبار رہبر دکن نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ :

"اس تقریر کے عام خدوخال کے متعلق شاید اتنا تذکرہ کافی ہوگا کہ مخالفین بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے"۔

بیرسٹر چودھری خلیل الزماں نے اس تقریر کے بارے میں فرمایا کہ :

''اتنی سلجھی ہوئی، صاف، مدلل و مسلسل اثر انداز تقریر شاردا بل کی مخالفت میں کہیں نہیں ہوئی''۔(بحوالہ اخبار رہبر دکن ۲/ڈسمبر ۱۹۲۹ء)

ساردا بل کی مخالفت کے سلسلے میں نواب صاحب کی فکر بلند کا اندازہ ان کی اس تحریر سے ہوتا ہے جو بصورت خط انھوں نے اپنے دوست ڈاکٹر زورؔ کے نام لکھا تھا :

''آپ نے سنا ہوگا کہ ہندوستان میں ازدواج کم سنی سے متعلق شاردا ایکٹ پاس ہو گیا اور اس کی رو سے ۱۴ سال سے قبل لڑکی کی اور ۱۸ سال سے قبل لڑکے کی شادی جرم تعزیری قرار دی گئی۔ اب یہاں حیدر آباد میں بھی بعض آریہ سماج کے افراد کوشش کر رہے ہیں کہ یہ قانون پاس ہو جائے۔ میں کمسنی کی شادی کا سخت مخالف ہوں۔ لیکن اس کی اصلاح کے لیے قانون کی امداد کو زیادہ بری سمجھتا ہوں۔ ہمارے یہاں مذہباً چند خاص اور ممکنہ ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر ہمارے فقہاء نے بہ ولایت ولی جائز کم سنی کی شادی کی اجازت دی ہے۔ اس قانون سے یہ رعایت باقی نہیں رہے گی اور ایک حد تک یہ قانون ہمارے پرسنل لا اور مذہب میں مداخلت کرے گا جس کو ہم کبھی منظور نہیں کر سکتے۔ نیز اس کو منظور کر لینے کے معنی یہ ہوں گے کہ اس قسم کی مداخلتوں کا دروازہ کھول دیا جائے۔ مثلاً طلاق، ازدواج اور ترکہ اناث وغیرہ کہ جس کے مطالبات خلاف شرع بعض ناعاقبت اندیش عورتوں کی جانب سے کیے جا رہے ہیں۔ غرض اس بل کی مخالفت بھی میرے مشاغل میں داخل ہے''۔(صفحہ ۱۲ خط موسومہ ڈاکٹر زورؔ مکتوبات بہادر یار جنگ)

مجلس جاگیرداران

۲۲/ ستمبر ۱۹۳۰ء کو اجلاس عام مجلس جاگیرداران میں نواب بہادر یار جنگ کو بلا مقابلہ معتمد مجلس جاگیرداران منتخب کیا گیا۔ بلا مقابلہ آپ کے انتخاب نے طبقہ جاگیرداران اور عوام میں مسرت کی لہر دوڑا دی۔ کیوں کہ یہ مجلس ۴۰ سال سے غیر کارکرد اور بے مقصد انجمن کی صورت میں قائم تھی۔

نواب صاحب نے سب سے پہلے بڑے جاگیرداروں کو اس انجمن میں شرکت کی دعوت دی۔ نواب سالار جنگ کو صدارت کے لیے راضی کیا گیا اور بڑے بڑے اُمراء بھی نواب صاحب کی خواہش پر پہلی بار مجلس جاگیرداران کے رکن بنے، جن میں نواب عنایت جنگ، معین الدولہ بہادر

والی پائیگاہ، نواب سر آسمان جاہ، مہاراجہ کشن پرشاد یمین السلطنت، حسام الملک خان خانخانان، بہرام الدولہ بہادر وغیرہ کے نام سرفہرست ہیں۔ اس پر مسرت خبر سے متاثر ہو کر نواب دوست محمد خاں جاگیردار نے مقامی اخبارات کے صفحات پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا :

''میں نے مقامی اخبارات میں یہ خبر بڑی مسرت کے ساتھ پڑھی کہ اس ریاست ابد مدت کے اُمراء و عمائدین سلطنت نے مجلس جاگیرداران کی شرکت و سرپرستی قبول فرمائی ہے جو ایک عرصہ سے کسمپرسی اور گمنامی میں پڑی ہوئی تھی۔

یہ اُمید افزا نتیجہ مجلس کے ہونہار و سرگرم رکن نواب محمد بہادر خاں صاحب کی گہری دلچسپی اور کوششوں کا نتیجہ ہے جو حال میں اس مجلس کے اعزازی معتمد کی اہم خدمت پر منتخب ہوئے ہیں۔ جس کے وہ ہر طرح موزوں اور اہل ہیں۔ بحیثیت اس کے ذاتی دوست اور جاگیردار کے ان کی اس کامیابی پر دلی مبارکباد دیتا ہوں اور ان کی ذات سے طبقہ جاگیرداران کی فلاح و بہبودی کی زمانہ مستقبل میں توقعات رکھتا ہوں۔ میں تمام ہندو و مسلم جاگیردار صاحبان سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ بلحاظ ضرورت زمانہ مجلس کی اہمیت پر نظر کر کے کثیر تعداد میں شریک ہو کر اس مجلس کو اپنی متفقہ کوششوں سے کامیاب بنائیں، جس میں ان کی ذاتی اصلاح و فلاح اور ملک و مالک کی خدمت مضمر ہے''۔

حکومتی حلقوں اور عوامی حلقوں میں یکساں اُمید افزا توقعات کی وابستگی کا اظہار کیا جانے لگا اور پہلی بار یہ توقع پیدا ہوئی کہ نواب صاحب کی خداداد صلاحیتوں اور قانون بصیرت کے باعث مجلس جاگیرداران ایک متحرک جماعت بن جائے گی اور عام جاگیرداروں میں وہ شعور پیدا ہوگا جس کی وقت کے تقاضوں کے تحت شدید ضرورت تھی۔ دکن کے سب سے اہم اخبار رہبر دکن نے ''طبقہ جاگیرداران کی اصلاح و ترقی'' کے زیر عنوان اس اہم مسئلہ پر اپنا اداریہ قلم بند کیا جو ایک اہمیت کی بات تھی۔ اس اداریے سے طبقہ جاگیرداران کے حال زار پر روشنی پڑتی ہے اور یہ ادارہ کس درجہ اصلاح طلب تھا اس کا اندازہ بھی ہوتا ہے :

''ملک کے جاگیرداروں کا طبقہ فی الحقیقت ملک کی معاشیات کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اس کا بگڑنا ملک کی اقتصادیات کی کمر کا ٹوٹنا اور اس کا بننا قوم کی مالی حالت کی کمر کا بندھ جانا ہے۔

ہمارے اس زرعی ملک میں جو دولت بھی اب تک پیدا ہوتی رہی ہے یا جو بحالاتِ موجودہ پیدا ہوسکتی ہے زمین ہی کی بدولت ہوا کی ہے اور ہوسکتی ہے اور وہی لوگ دولت مند ہو سکتے ہیں جو صاحب زمین ہیں۔ باوجود اس کے کس قدر افسوس ناک یہ منظر ہے کہ ہماری قوم کے جاگیردار افراد جنھیں ملک میں سب سے زیادہ دولت مند ہونا تھا، سب سے زیادہ مفلس وقلانچ ہیں۔ انہی کو سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ہونا تھا اور انھیں میں سب سے زیادہ جہل موجود ہے اور انہی کو ایسے قوم ساز کاموں کی بناء ڈالنی تھی جن کو روپے کی زیادہ ضرورت ہے مگر وہی سب سے زیادہ ایسے کاموں اور ان کی ضرورتوں کی جانب سے بے خبر ہیں اس عہد کے تقاضوں کے بموجب اس بات کی ضرورت تھی کہ حکومت کی ان تدابیر کے علاوہ جو ان کی اصلاح وترقی کے لیے کی جارہی ہیں، جاگیردار افراد بھی متحدہ طور پر کسی انجمن کے ذریعہ اپنی اصلاح وترقی کے ذرائع پر غور کرتے اور اس کا ایک نظام العمل بناتے۔ ایسی ایک انجمن برائے نام مدت سے ملک میں موجود تو تھی مگر نواب بہادر خاں صاحب نوعمر اور عالم جاگیردار کی معتمدی کے بعد سے اس میں ایک نئی جان پڑ گئی ہے۔ اس کے آثارِ حیات وناصیہ پروری کی پہلی قسط یہ ہے کہ اس جواں سال وحقیقت آگاہ معتمد جاگیردار کے جوشِ عمل سے اس انجمن جاگیرداران کو نواب سالار جنگ بہادر کی میر مجلسی، نواب معین الدولہ بہادر، ہزاکسی لنسی مہاراجہ سریمین السلطنت بہادر، نواب حسام الملک خان خانان بہادر، نواب بہرام الدولہ بہادر کی شرکت وسرپرستی حاصل ہوگئی ہے اور اُمید ہے کہ اب ترقی کی راہ پر اور قدم بھی اُٹھائے جائیں گے۔

ریاست حیدرآباد میں جاگیردارانہ نظام قائم تھا۔ یہ جاگیردار فکرِ معاش سے بے نیاز، قوضوں میں گرفتار، مختلف غیر اخلاقی ذوق وشوق کے شکار، ان کی اولادیں تک تعلیم سے بے نیاز قعرِ مذلت کی سمت رواں دواں تھے۔ نواب صاحب نے بحیثیت معتمد مجلس جاگیرداران اس امر کی کوشش فرمائی کہ جاگیردار طبقہ کی اخلاقی حالت کی سدھار ہو۔ یہ اپنی معاشی حالت کو سدھارنے کے راستوں پر گامزن ہوں۔ جاگیری مسائل میں انضمام کوتوالی جاگیرات کا مسئلہ۔ حصول معاوضہ اراضیات یعنی حصول اراضی اور ادائی معاوضہ تصورات توام۔ اس خصوص میں مقدار معاوضہ کا تعین اور دیگر متعلقہ مسائل کی یکسوئی کی کوششیں فرمائیں۔

سرمایہ کی کمی کے باعث مجلس جاگیرداران کا نہ کوئی مکان تھا اور نہ دفتر نہ اخبار نہ مشیر قانونی نواب صاحب نے چار سال تک معتمدی کے فرائض انجام دیئے، لیکن نواب صاحب طبقہ جاگیرداران سے بڑی حد تک مایوس تھے، ان کی اس مایوسی کا اظہار آپ کو رپورٹ سالانہ کے اقتباسات میں ملے گا۔ وہ اس طبقہ کو سعی حیات کی تڑپ سے محروم اور ان کی غفلت کو ابدی اور سرمدی نیند سمجھتے تھے۔ ایسی نیند جس کا ماتھا قیامت تک نہیں جاگتا۔ چنانچہ نواب صاحب کی محنت جو اس طبقہ کو بیدار کرنے کے لیے انھوں نے صرف کی اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوسکا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

رپورٹس

اُمراء عظام کی شرکت و سرپرستی

مجلس ہذا اپنے گزشتہ چالیس سالہ دور میں اُمراء عظام کی شرکت و سرپرستی سے محروم رہی۔ مجلس اس کو محسوس کرتی تھی کہ ان کی شرکت و سرپرستی کے بغیر طبقہ جاگیرداران اپنی حقیقی شان اور اصلی مرتبہ نہیں حاصل کرسکتا اور طبقہ سے متعلق اُصولی مسائل بالحسن الوجود تصفیہ نہیں پا سکتے۔ دوسری طرف اُمراء عظام کی بزرگی وعظمت بھی بلا خدمت قوم بمصداق سیدالقوم خادمہ ناممکن تھی۔ الحمدللہ کہ سال زیر رپورٹ میں مجلس اپنے طبقہ کے ان بزرگوں کی سرپرستی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی اور عالی جناب مہاراجہ بہادر سرکشن پرشاد یمین السلطنت عالی جناب نواب معین الدولہ بہادر امیر پائیگاہ، سرآسمان جاہ مرحوم، عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر، عالی جناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر، عالی جناب نواب بہرام الدولہ بہادر وغیرہ نے مجلس کی استدعا پر بہ کمال مسرت شرکت قبول فرمائی۔ اب ہم توقع کر سکتے ہیں کہ خدائے قادر و قیوم ہم کو ان کی سرپرستی میں اپنے مقاصد میں مستقبل قریب میں کامیاب کرے گا''۔

(صفحہ ۱۴ تا ۱۵ رپورٹ مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ بابت ۱۳۳۹ ف م ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء)

گوشوارہ آمد و خرچ

جب میں یہ سوچتا ہوں کہ میں سلطنت حیدرآباد کے اس اہم ترین طبقہ کی مجلس کی

رپورٹ لکھ رہا ہوں جو ممالک محروسہ کی ایک ثلث اراضی پر قابض اور ایک ثلث محاصل کا سرمایہ اور ایک ثلث رعایا کا حکمران طبقہ ہے تو ان حقیر رقوم کو جو ذیل میں درج ہیں لکھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے لیکن تقاضائے فرض یہی ہے کہ میں ان کو بادلِ ناخواستہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ کیا میں اپنے ان بھائیوں سے جن کے انتساب سے ہزاروں گھر اور دکانیں بقعہ نور بنی ہوئی ہیں درخواست کروں کہ ایک اُچٹتی ہوئی نظر اپنے گھر کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ پر بھی ڈالیں۔

اس زمانے میں جو حکمتِ عملی اور پروپگنڈے کا زمانہ ہے اور جب کہ انصاف دن بہ دن گراں ہوتا جارہا ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی مجلس کی طرح اہم مقاصد و اغراض رکھنے والی مجلس اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک اپنے بنک کے کھاتے میں وہ اپنی حیثیت کے موافق سرمایہ نہ رکھے، جتنا سرمایہ اس وقت آپ کی مجلس کے پاس ہے وہ کسی طرح اس کو زندہ اور قائم رکھنے کے لیے بھی کافی نہیں ہے۔

سرمایہ کی قلت ہی کی وجہ ہے کہ آج آپ کی مجلس کا نہ کوئی مکان ہے نہ دفتر، وہ اپنا کوئی اخبار رکھتی ہے نہ مشیر قانونی، نہ اس کے پاس آپ کے حقوق کی حفاظت کے لیے کوئی وکیل ہے نہ پیرو کار۔ اس کے دفتر کی ٹوٹی پھوٹی دو تین الماریاں ہر انتخابِ جدید پر ایک معتمد سے دوسرے معتمد کے گھر منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ حالاں کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے سامنے بننے والی نوزائندہ انجمنیں جو متوسط اور ادنیٰ درجہ کے طبقات کی نمائندہ ہوتی ہیں اپنے ساتھ یہ سب بلکہ ان سے زیادہ لوازمات رکھتی ہیں۔ **فاعتبروا یااولی الابصار** .

(صفحہ ۱۶ تا ۱۸ رپورٹ مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ بابت ۱۳۳۹ ف م ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء)

مجلس کی گزشتہ زندگی

اکثر افرادِ طبقہ کو مجلس کے زمانۂ ماضی کے متعلق یہ شکایت ہے کہ مجلس نے اپنے فرائض انجام نہیں دیئے اور عہدیدارانِ وقت نے اس کے ذریعہ طبقہ کی کوئی نمایاں خدمت نہیں کی۔ یہ شکایات مبنی برحقیقت ہیں لیکن کیا اس کی پوری پوری ذمہ داری صرف عہدیدارانِ وقت پر عائد ہوتی ہے اور کیا طبقہ کا ہر ایک فرد اس کا ذمہ دار نہیں ہے کہ اس نے مجلس کے اغراض و مقاصد سے کوئی دلچسپی نہ لی، مجلس کے زندہ رکھنے کا احساس بھی اپنے قلب میں پیدا نہ کیا اور عہدیدارانِ مجلس

کو چونکانے اور ان کے فرائض یاد دلانے کی بھی تکلیف گوارہ نہ کی۔

برادرانِ من! عہد یداران وارا کین مجلس انتظامی آپ کے نمائندے ہیں جن کو آپ نے منتخب کیا ہے اگر وہ کام کے قابل نہیں ہیں تو اس سے ان کی عدم قابلیت کے ساتھ ساتھ ان کے انتخاب کا نقص بھی ظاہر ہوتا ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ متمدن سے متمدن اور مہذب سے مہذب قوم کے لیڈر اور نمائندے بھی اس وقت تک کما حقہ اپنے فرائض کو انجام نہیں دے سکتے جب تک خود قوم اور طبقہ کا ہر فرد ان کے کام میں دلچسپی نہ لے اور اس پر نگاہ نہ رکھے اور ان کو اس کا یقین نہ ہو کہ ان کی قوم ان کے خدمات کی نگران ہے اور اپنے معاملات میں دلچسپی لیتی ہے۔

آج بھی جب کہ آپ کی خدمت کا شرف مجھے حاصل ہے۔ میں اپنی کامیابی کا یقین نہیں رکھتا کیوں کہ میں آپ میں سعی حیات کی وہ تڑپ نہیں دیکھ رہا ہوں جو ایک زندہ رہنے والی قوم کے لیے ضروری ہے۔ بایں وجہ اگر میں آپ سے درخواست کروں کہ اُٹھئے اور جاگئے کہ اب سونے کا وقت نہیں ہے اگر آپ نے اب بھی آنکھ نہیں مل لیے تو اندیشہ ہے کہ آپ کی یہ نیند ابدی اور سرمدی نیند نہ ثابت ہو، جس کا ماتھا قیامت تک نہیں جاگتا۔

(صفحہ ۱۹ تا ۲۰ رپورٹ مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ بابت ۱۳۳۹ف م ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء)

نواب فرخندہ یار جنگ بہادر

''یہ رپورٹ نامکمل رہے گی جب تک میں نواب فرخندہ یار جنگ بہادر کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے زمانہ کی مخالفت، ملک کی ناگوار فضا اور طبقہ کے عدم احساس کے باوجود مجلس جاگیرداران کو زندہ رکھا اور آج ہم کو بجائے ایک بنجر اراضی کو آباد کرنے کے صرف ایک جوتی اور بوئی ہوئی کھیتی کی نگہداشت کرنی پڑی''۔

(صفحہ ۲۱ رپورٹ مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ بابت ۱۳۳۹ف م ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء)

قیادت و سرپرستی

''جہاں طبقہ کی عام بے التفاتی اور بے توجہی ہمارے حقوق و اختیارات کے حق میں سم قاتل بن رہی ہیں وہیں ان حضرات کی مخلصانہ توجہ نے مجلس کے جسدِ مردہ میں آبِ حیات کے اثرات دکھائے۔ ۱۳۴۰ف م ۱۹۳۱ء مجلس کی گزشتہ چالیس سالہ زندگی میں سب سے زیادہ مبارک

سال ہے کہ اپنے ایک دردِقوم رکھنے والے خادم کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے عالی جناب سالار جنگ بہادر بالقابہ نے مجلس کی صدارت قبول فرمائی۔موجودہ زمانے میں جب کہ لفظ جاگیردار کسی شخص کو تنقیص وتحقیر کے لیے کافی اور اس کو سست وکاہل اور ضروریاتِ زمانہ سے بے خبر ثابت کرنے کے لیے دلیل تصور کیا جارہا ہے۔کون یقین کر سکتا تھا کہ مختار الملک اول کے گھر سے جس نے حیدرآباد کی تاریخ میں اصلاح وتہذیب کا ایک نیا باب وا کیا تھا۔ایک ایسا مدبر بھی پیدا ہوگا جو ۱۳۴۰ف میں اپنے طبقہ کی قیادت وسرپرستی کی ذمہ داری اپنے اُوپر لے کر اس کو قعرِ مذلت سے نکالنے پر آمادہ ہوجائے گا۔نواب صاحب نے نہ صرف صدارت قبول کی بلکہ اپنے فرائض کو اس دلچسپی اور توجہ سے انجام دیا کہ مجلس اس پر جس قدر فخر وناز کرے کم ہے''۔

(صفحہ ۱۴ کیفیت کارگزاری مجلس جاگیرداران سرکارآصفیہ بابت ۱۳۴۰ف م ۱۹۳۱ء)

اخبار کے اجراء کی تجویز

''مجلس کے زیرِ سرپرستی ایک اخبار کے اجراء کی تجویز نئی نہیں ہے۔مجلس مولوی سید محمد عسکری صاحب جعفری کی ممنون ہے کہ انھوں نے ایک ہفتہ وار مصور اخبار کے لیے مکمل اسکیم بنا کر پیش کیا۔اسی کے پیشِ نظر فراہمی سرمایہ کا کام شروع کردیا گیا ہے۔میرا قصد ہے کہ یہ سرمایہ صرف اُمراءِ عظام اور اُمراءِ پائیگاہ سے حاصل کیا جائے۔پندرہ ہزار جیسی قلیل رقم کے لیے میں نہیں چاہتا کہ طبقہ سے عام اپیل کروں۔آپ کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ عالی جناب سالار جنگ بہادر اور عالی جناب نواب لطف الدولہ بہادر نے اس کام کے لیے تین تین ہزار روپیہ عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔دوسرے اُمراء کی خدمت میں میں کثرتِ کار کے باعث حاضر نہ ہوسکا ہوں۔اخبار کے لیے کئی نام پیشِ نظر ہیں،ابھی کوئی تصفیہ نہیں ہوا''۔

(کیفیت کارگزاری مجلس جاگیرداران سرکارآصفیہ صفحہ ۷۶ بابت ۱۳۴۱ف م ۱۹۳۲ء)

اعتراف

''اس کا تصفیہ آپ فرمائیں گے کہ مجلس کی ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء کی کارگزاری کہاں تک قابلِ اطمینان رہی لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں اپنے مشاغل کی کثرت اور عدیم الفرصتی کے باعث اس طرح اپنے طبقہ کی خدمت نہ کرسکا جس کو اپنی اُمنگوں اور تمناؤں کے مطابق کہہ سکوں

میں اپنے شرکائے کارنواب محمد فیاض الدین خاں صاحب اور راجہ کشن داس صاحب کا ممنون ہوں، انھوں نے اپنے فرائض دلچسپی اور توجہ سے انجام دیئے۔ عالی جناب میر مجلس صاحب کی خدمت میں ان کی سر پرستانہ توجہ اور خاص انہاک کی نسبت اپنے عمیق احساساتِ تشکر و امتنان کو ایک ہدیۂ مختصر کے طور پر حاضر کرتا ہوں۔ طبقہ جاگیرداران اور مجلس نواب صاحب دام اقبالہ کی ان توجہات کے ہمیشہ ہمیشہ ممنون رہیں گے۔

آخر میں مجھے تھوڑا گلہ بھی کرنے دیجیے جو ہمیشہ اپنوں سے کیا جاتا ہے اور ایک علامتِ محبت ہے۔ وہ یہ کہ ایسے نازک دور میں ایک ایسی نمائندہ جماعت کی طرف اس کے طبقہ کی جو توجہ ہونی چاہیے۔ بدقسمتی سے وہ مجلس کو حاصل نہیں ہے باوجود اس کے جو وقار اس نے قائم کیا اور قائم رکھا ہے وہ غور کرنے والے کو حیرت میں ڈال سکتا ہے، کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور وقت آسکے گا جب کہ طبقہ کا ہر فرد اپنے اس ادارہ کی طرف متوجہ ہو اور ہمارے ارکان اضافہ ارکان و سرمایہ کی کوشش کریں"۔ (رپورٹ مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ بابت ۱۳۴۲ف م ۱۹۳۳ء)

ہدیۂ تشکر

گزشتہ چار سال کی خدمت کے بعد ۱۳۴۳ف کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ اس وسیع مدت میں اس سے بہت زیادہ کیا جا سکتا تھا اگر میری کوششیں یکسو ہوتیں اور طبقہ کی کامل امداد مجھے حاصل رہتی۔ جو کچھ ہوا وہ نہ صلہ کی خواہش میں نہ ستائش کی تمنا میں۔ خدا کا شکر کرتا ہوں کہ جس حالت میں مجلس کا جائزہ حاصل کیا تھا، اس سے بہتر حالت میں اس کو چھوڑ رہا ہوں۔ جو کوتاہیاں ہوئیں اس کا کامل ذمہ دار میں تھا، جو بھلائیاں عمل میں آئیں وہ مجلس کے صدر عالی جناب معلیٰ القاب نواب سالار جنگ بہادر بالقابہ کی سر پرستانہ توجہ اور میرے شرکاءِ کار کی ہمدردانہ امداد کا نتیجہ ہیں۔ میں ان سب کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں اور خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ جاگیرداروں کا مرکز اجتماع اپنے مستقبل میں زیادہ مستحکم اور زیادہ مفید ہو۔ آمین **وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین .**

آپ کا مخلص

بہادر یار جنگ معتمد مجلس

(کیفیت کارگزاری مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ صفحہ ۱۸ بابت ۱۳۴۳ف م ۱۹۳۴ء)

نواب صاحب نے مجلس جاگیرداران میں حیاتِ تازہ پیدا کی۔ اس خصوص میں بیرسٹر اکبر علی خاں جو خود بھی جاگیردار تھے اور انجمن کے رکن بھی، مجلس جاگیرداران کے سلسلے میں نواب صاحب کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

''میرا اور نواب صاحب کا بہت قریبی تعلق مجلس جاگیرداران کے رکن کی حیثیت سے رہا ہے اور جو حضرات مجلس جاگیرداران کی کارکردگی سے واقف ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ نواب فرخندہ نواز جنگ بہادر معتمد اور نواب شرف الدین خاں شریک معتمد مرحوم کے انتقال کے بعد اگر کسی نے مجلس کو دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کیا تو اس کا سہرا بڑی حد تک نواب بہادر یار جنگ بہادر کے سر ہے جن کی معتمدی میں مجلس کو حیاتِ تازہ حاصل ہوئی اور میرا یہ نہایت خوش گوار تجربہ رہا ہے کہ مجلس جاگیرداران کے معاملہ میں نواب صاحب نے ہمیشہ انتہائی غیر فرقہ وارانہ طریقہ عمل رکھا اور بلا امتیاز مذہب و ملت ہر جاگیردار کی خدمت اپنا فرض تصور کرتے ہوئے خراجِ تحسین حاصل کیا''۔

آخر میں مجلس جاگیرداران کے قیام کے موقعہ پر بادشاہِ وقت نے جو پیام دیا تھا اس کا مطالبہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ مجلس جاگیرداران کا قیام ۱۳۰۲ف مطابق ۱۸۹۲ء میں عمل میں آیا بادشاہِ وقت نے حسبِ ذیل پیام یا فرمان جاری کیا تھا :

۲۶/ آذر ۱۳۰۲ف م ۱۲/ نومبر ۱۸۹۲ء

''میں اس امر پر اپنی خوشی ظاہر کرتا ہوں کہ میری ریاست کے جاگیرداروں نے بھی اتحاد اور محبت باہمی کی بنیاد مستحکم ڈالی ہے اور ایک مجلس اس غرض سے قائم کی ہے۔ مجھ کو یقین ہے کہ یہ مجلس اغراض گورنمنٹ و ترقی ملک میں بہت کچھ ممد و معاون رہے گی۔ آپ لوگ مجھ سے اپنے حقوق کے طالب ہوئے۔ اب میں اپنے حقوق کی آپ پر فرمائش کرتا ہوں۔ میرا حق ہے کہ آپ اپنی اولاد کو تعلیم دیں، ایسی تعلیم کہ وہ میرے دربار کی نہ فقط زیبائش ہوں بلکہ میری ریاست کے قوتِ بازو، میری دولت کے ارکانِ مستحکم، میری سرکار کے جاں باز اور نمک حلال ملازم، اپنے ملک کے مہذب، متقی، ایمان دار اور محبِّ وطن بن جائیں''۔ (ماخوذ باقیات بہادر یار جنگ مرتبہ نذیر الدین احمد)

گیا دور سرمایہ داری گیا　　　تماشہ دکھا کر مداری گیا

à–Šu‹ Ä

نواب صاحب تنظیم نظم جمعیت سرکارِ عالی کے صدر تھے۔نواب صاحب خود ,ار بھی تھے اور جاگیردار بھی۔فوج بے قاعدہ نظم جمعیت کہلاتی تھی اور یہ تنظیم ,اروں پر مشتمل تھی۔ ,اروں کے تحت åCÑار، بارگی، گھوڑے سوار ہوا کرتے تھے۔

,اری نظام öEK ں کے دور سے قائم تھا۔ ,اروں کو اعزازات میں ہاتھی، میانہ، پالکی، گھوڑے، نوبت اور توپ سے سرفراز کیا جاتا تھا۔ ہر ,ار جاگیردار 7 ہوتا تھا0%ا کثر ,ار جاگیردار بھی تھے۔

مملکت حیدرآباد میں باقاعدہ فوج (REGULOR FORCE) کے علاوہ (REGULOR FORCE) فوج بے قاعدہ بھی تھی جس کو نظم جمعیت کہا جاتا تھا۔ جاگیردارانہ نظام میں ,اروں پر لازم تھا کہ بوقتِ ضرورت xان کو لڑنے والے سپاہی فراہم کرے۔اس جمعیت کے جو کمانڈنگ آفیسر ہوتے وہ ا Ŝ ,ار کہلاتے تھے اور یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ ,ار سے قطع نظر åCÑاری کا رواج بھی نظم جمعیت کا جزو تھا۔åCÑار بھی نظم جمعیت کا فوجی عہدہ دار ہوا کرتا۔ ,اروں اور åCÑاروں کو معاش میں زمینات عطا کی جاتیں۔ åCÑاروں کو گھوڑا سواروں کی ایک ھص تعداد رکھنا پڑتا اور بوقتِ ضرورت xان ان گھوڑا سواروں کو طلب کرتا۔

”ناصرالدولہؒ بہادر کے عہد تک یہ قاعدہ تھا کہ ,ار آپ اپنی مرضی سے تحت کا پورا o رکھ Y تھا اور p کی 9اہیں مقرر کرنے کا ا) رجھی ,ار کو ہوا کرتا تھا۔حکومت سے اس بابت جو رقم ایصال ہوتی وہ ”رقم سر h“ کہلاتی تھی۔

نواب مختارا > نے ۱۲۹۴ء میں اس بے ÆŸö کو ختم کر کے نظم جمعیت کے محکمے کو

---

fpâـــ- ZÚÆ Zg ـــ ™V{ e Z@ßñ vg) âÛx™} ÷ 1C

باضابطہ بنایا اوراس کے ¬ ناظم مولوی ـُاد (فتح دروازہ) مقرر ہوئے''۔

ساتویں نظام کے دور میں ,اری کا £صرف اعزاز اور مالی منفعت کا و aبن کر رہ گیا تھا۔ اجداد کی بہادری کے قصے اور کارنامے و aبن گئے تھے۔ اقطاعِ ہند سے عرب، بلوچ، راٹھور، سکھ، ھی، بہادر اور وفادار لوگوں پر مشتمل یہ فوج جو عرب ,ار، òن ,ار و غیرہ کے عنوان پر اور ہندوؤں میں ,ار کی بجائے Iان کہلاتے تھے۔ ان ,اروں کے اجداد کی تاریخ بہادری کے کارناموں سے پٹی پڑی تھی۔ ان کو مقتضائے زمانہ کے موافق بنانے ضروری تھا کہ جدید آلاتِ حرب کے ا Eل اور طریقۂ جنگ سے ا 1واقف کروایا جائے۔ اس طرح یہ فوج عسا کر قہار کا نقش آفریں تھی۔ جس فوج نے ÷ ہِ عا K کے فتح وظفر کے سایہ میں ° گو >ہ کی دیواروں کے nاپنے ڈیرے ڈال د تھے اور آ /سلطنت کی صیانت میں اپنا آ yری قطرۂ خون بہا کر اس ریاست کی بقا کی ضمانت قبول کی تھی اسی پس منظر میں نواب صاحب نظم جمعیت کو با Çعصری انداز میں آرا 3کرنا چاہتے تھے تا کہ آنے والے ا z بات میں سیاسی U کے ساتھ ساتھ معاشی aنظر سے بھی ان ,اروں اور ان کے متعلقہ p کے حقوق کی حفاظت کا سامان ہو n۔ ہندو *ن کی آزادی کے بعد جب دیسی حکومتوں کے xانوں کا اقتدار باقی نہ رہ Y تھا، تو ,اروں کی ,اری اور ان کے معاش کے Dکا سامان H ہوتا۔ اس Sص میں نواب صاحب اس کی تنظیم جدید کے e میں ا .روس (کمانڈر ان چیف حکومت آ /) سے ضروری مشورت کے بعد ہر ,ار اور p پر پریڈ لازم کر دی۔

حکومت کی جانب سے ایک wنواب صاحب کی کو@ں سے ـُ پائی۔ جس کے اڈوائزرا .روس نامزد ہوئے۔ نواب صاحب اس w کے رÁنامزد Kگئے۔

جب نواب صاحب نے نظم جمعیت کو با قاعدہ بنانے کا بیڑہ اُٹھایا تو پریڈ لازمی کر دی گئی، آلاتِ حرب سے وا /اور جدید طریقۂ جنگ کی ٹر ''کا آغاز ہوا تو آرام طلب ,اروں اور ان کے متعلقہ pکی مخالفت کا آغاز ہوا۔ جو نقار خانے میں طوطی کی آواز کے مصداق تھا۔ نواب صاحب نے اس e میں حکومت کو اپنی اسکیم ۸/ جولائی ۱۹۳۴ء کو روانہ فرمائی۔ یہ اسکیم ¬صمد یار جنگ àفوج کے ذریعہ)سالار عساکر آ /کے حضور پیش کی گئی :

'' }مت شریف جناب نواب صدیار جنگ بہادر àسرکار عالی +افواج نیم سرکاری
رQ!/ àیور ۱۳۴۳ف م ۸/ جولائی ۱۹۳۴ءذریعہ Wتنظیم فوج بے قاعدہ کی روئیداد اجلاس
Ûکا ½س اور بعض مراآجات کے نقول وصول ہوئے جس کے لیے میرا دلی شکریہ قبول
فرما ۔آج کی Wمیں بذاتِ خود حاضر ہوکر اپنے خیالات عرض کرتا pبوzعلالت حاضری
سے مجبور ہوں اس لیے ذریعہ ہذا Öرِخیال کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب عالی! جب سے Wفوج بے قاعدہ قائم ہوئی ، میں یہ توقع کر رہا تھا کہ فوج
بے قاعدہ کی نحوست اور بد Áکا دور ختم ہو رہا ہے اور اس قدیم اور تاریخی فوج کی حیاتِ ثانیہ کا
زمانہ آرہا ہے۔ اسی توقع پر میں نے تنظیم کی Wمیں نمائندہ ,اران اپنی شرکت کو قابل
صد ہزار مسرت خیال Hتھا گو مجھے اس کے صرف ایک ہی اجلاس میں چند ^ں کے لیے بیٹھنے
کی عزت حاصل ہوئی pآج اس کی روئیداد میرے سامنے ہے اس کے مدنظر یہ اُکی اجازت
د ∅کہ Wتنظیم جدید فوج بے قاعدہ کا نام اگر Wتخفیف فوج بے قاعدہ ہوتا تو زیادہ موزوں ہوتا

2) سرر افواج کے افسرا dکی Wمیں مجھے ¢ہے کہ جناب فوج بے قاعدہ کی
تاریخ اور ^تر کیQسے کما حقہ واقف ہیں pچوں کہ میں اپنی اس یادداشت کو معزز ارکان
بابِ حکومت کے ملا ±میں لانا چاہتا ہوں۔ نیز اب جب کہ یہ Xاپنی آyی حدوں پر Vچکا
ہے میں اس کو پریس اور êمیں بھی لانا چاہتا ہوں ، اس لیے مجھے اجازت د ∅کہ فوج
بے قاعدہ کی ِٔ تاریخ و تعریف ذیل میں عرض کروں۔

s- میں اس فوج کو ان عساکر قہار کا نقش آفریں کہہ Yہوں جس نے اپنے ڈیرے
÷ہِ عا Kکے نوائے فتح وظفر سایہ میں °گو >ہ کی دیواروں کے nڈالے تھے۔ انہی کے
اجداد تھے جن کے نعرہ ہائے فلک شگاف نے آصف جاہ اول کی ہمراہی میں برہان پور کے
میدانوں کو عرصہ محشر بنا دیا تھا۔ ہم اسی فوج کی مٹی ہوئی یادگار ہیں جس نے 9لہ کی جنگ میں
نواب نظام Zخاں بہادر آصف جاہ ثانی کے زیر قیادت مرہٹوں کے دانت کھٹے کرد تھے۔
انہی فوجوں کے قابل صد ہزار فخر و مباہات اجداد تھے 2ں نے اپنے آقائے جم جاہ کے حکم کی
zمیں اپنے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کی >کا پاس نہ Hاور سلطنت آ /کے عالی قدر

™کا میں ایسے وقت میں بازو تھا جب کہ وہ ؍ رخ کے لیے کچھ اور ہی مواد فراہم کر رہی تھی۔

میں کچھ کہہ Y ہوں کہ ایک طرف سے مرہٹوں اور دوسری طرف سے › ریوں اور Šی طرف گھر کے بھیدی زŒاروں کی مر ’ اور سلطنت آ ƒ کو وہ استحکام حاصل ہوا جو آج بے مثل ہے تو اس کی بڑی حد تک ذمہ داری اسی فوج بے قاعدہ کے حق میں t کی جا سکتی$ ہے۔

زمانہ o ہے، وہ بدلا اور اس کے ساتھ حالات بدلے۔ ہرD وفن کی طرح فن حرب نے بھی ترقی کی اور جس طرح ہماری زندگی کا ہر %o زیادہ سے زیادہ گراں 7 ہوتا گیا، اسی طرح آلاتِ حرب اور فن حرب گراں 7 اور بطی Ä{B â ل ہو گیا۔ خارا شگاف تلواریں جن کی تعریف سے مشرقی شاعری © رہے زینت در ودیوار ہو کر رہ I۔ تیر اور کمان شاعر مشرق کے لیے چشم ابرو یار کی مثال سے زیادہ کوئی چیز نہ رہی۔ سپر اور قودوزرہ کی طرف دیکھ کر تازہ ایجاد بندوقیں اور بم کے شل ــــانے لگے۔ آج سے ¬ ایک سپاہی اپنے محلّہ کے ا3 ڑے میں گرہ سے کچھ yچ K%o سب کچھ حاصل کر @ تھا p آج جب تک کسی باقاعدہ فوج میں شریک ہو کر ½ حاصل نہ کرے کچھ 7 J Y ان سب سے بڑھ کر o کے امن وامان اور جوہر سپاہیت کے د3 نے کے مواقع کے فقدان نے فوج بے قاعدہ کے سپاہیوں کو بے کار بنانا شروع H، یہاں تک کہ میں آج ان سپاہیوں کی اولاد میں کچھ بھی نشانِ سپاہیت 7 پاتا جن کے اجداد کل تک پاسبانِ o Œ جا M تھے ان کی تلواریں زنگ آلود ہو I۔ آفتاب کے ہزاروں دفعہ طلوع وغروب ہو جانے کے بعد بھی وہی 9 اہ پانے کی وz سے جو نواب ناصر الدولہ بہادر اور نواب افضل الدولہ بہادر کے عہد ارزانی وخوش حالی میں وہ پاتے تھے ان کے افلاس نے ان کی بندوقوں اور قودوزرہ کو رہن ساہوکار کر دیا۔ انھوں نے اولاد کو یہ™ کر پوری ½ نہ دی کہ وہ سپاہی کی اولاد ہے اور ان کی اولاد نے اس ا F کی بناء پر ½ نہ پائی کہ اس کو بہر حال اس کے باپ کی آسامی Q ہے، اور o میں ایسے بے کاروں کا اضافہ ہوا جن کو کوئی تلاش معاش بھی نہ تھی۔ حکومت نے ان کو کام لے2 کے قابل نہ سمجھا اور رفتہ رفتہ ان کو یہ ¢ ہوتا گیا کہ ان کی یہ ماہواریں کسی خدمت کے معاوضہ میں 7 ہیں É ایک ایسی £ ہے جس کے بلا ادائی خدمت å aصل کرنے کا وہ حق رکھ2 ہیں۔ رفتہ رفتہ وہ ساری yابیاں ان میں پیدا ہو I جو اس وقت حکومت کے پیش نظر ہیں

اور جن سے میں بہت زیادہ واقف ہوں۔ یہی وz ہے کہ آج حکومت اسی فوج کو اپنے موازنہ پر ایک نا قابل برداشت بار تصور کر رہی ہے اور کوشش کر رہی ہے کہ 8رف ا ; اس سے §وش ہو جائے۔

s- ان تمام yابیوں کو قبول کرنے کے باوجود جن کا اُوپر ذکرH گیا اور یہ tکرنے کے باوجود کہ فوج بے قاعدہ حکومت کے بجٹ پر ایک نا قابل برداشت بار رہے میں یہ ¥م کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری کس پر ہے۔ ہم جن آزمودہ کار سپاہیوں کو سلطنت آ /نے ا ¨ ء کے گوشہ گوشہ سے éکر ¦ Hاتھا کس نے بے کارH اور کس نے ناکارہ بنایاH۔ یہ حکومت کا فرض نہ تھا کہ اپنے جن سپاہوں پر ساڑھے بائیس لاکھ روپے صرف کر رہی تھی ان کو ہر ضرورت کے لیے تیار کرتی۔ اگر آج فوج باقاعدہ کی روزانہ مشق قدر اندازی وشہ سواری و œکوشی وزحمت برداری چند مہینوں کے لیے ملتوی کر دی جائے اور جب ان سپاہیوں کے اعضاء آرام Iاور آسائش کوش ہو جائیں تو تلوار کی دھار اور دÁ کی دھوپ 3 کی آگ نظر آنے لگی تو ان کو یہ الزام دیا جائے کہ تم ہمارے لیے اور ہمارے موازنہ کے لیے بار گراں ہو، اس لیے ہمارے سایہ عاطفت میں کوئی جگہ 7 ہے تو H میری حکومت کے اربابِ حل وعقد اس êکو کوئی معقول êتصور فرماتے ہیں جہاں حکومت اپنے ساڑھے بائیس لاکھ کے vان کا گلہ رکھB ہے، وہیں ہم سپاہی حکومت کے ہم کو بے کار رکھpکی وz سے ہمارے بہا اور لا 7 جذبہ سپاہیت کے vان کا حکومت پر دعویٰ کریں تو وہ دعویٰ 9 اور قابل لحاظ نہ ہوگا۔

s- مجھے ¢ ہے کہ جناب اور ہر غور کرنے والا صاحبِ فہم میری رائے سے اتفاق کرے گا کہ بے کار رہنے، بے کار ثابت ہونے اور موازنہ پر بار گراں بن جانے کے الزام ہمارے فوجیوں پر کسی طرح عائد 7 ہو É Yاس کی تمام تر ذمہ داری بے کار رکھp، کام نہ لےb اور ہم کو ناکارہ بنانے والی حکومت پر ہے۔

s- شکوہ شکایت سے درگزر اب یہ امر J قابل غور ہے کہ اس yابی حالت کا علاج H ہو Y ہے۔ میں مانتا ہوں کہ جسدِ حکومت کا ایک حصہ مجروح و j ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ اس کی علالت قابل علاج ہے یا اس کے زخم اتنے زہریلے ہو گئے ہیں کہ اس کا علاحدہ کر دینا ہی

مناسب ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ دُنیا میں ایسے N اور کاہل مریض بھی ہوتے ہیں جو علاج کی تھوڑی زحمت پر F ری É موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ مگر H É نے ان کے علاج کی کوشش کی، نسل کا احترام ماضی کا قصہ پارینہ 7 ہے یں صدی }ی اپنے عہد کے گھوڑوں، کتوں اور مرغیوں کے نسل کا اس سے زیادہ {احترام کررہی ہے A عہد جا q کے عرب و òن اپنے سرداران قبائل کی نسل کا بھی نہ کرتے تھے۔ H یہ اقطاعِ ا ¨ ءسے چن کر اور چھانٹ کر ¦ K ہوئے òنوں، عربوں، بلوچوں، ھیوں، راجپوتوں اور دÊں کی اولاد عہدِ حاضر کے کتوں اور مرغوں سے بدتر خیال کی جائے گی۔ H تنظیم فوج بے قاعدہ کی w ان ناکاروں کو باکاران، کاہلوں کو مستعد اور ان خاک آلودہ #ں کو u 7 کرسکی $۔ H حیدرآباد کی دُنیائے تدبر و فراست ایسے فرزندوں سے خالی ہے جو bداران تاریخ حیدرآباد کی اس بے کار عورات کو بکارآمد بنا n۔ میں جانتا ہوں کہ کسی اسکیم پر صرف اعتراض کردینا 9 اُصول 7 ہے اس لیے سوارانِ افواج بے قاعدہ کی حدتک اس تخفیف سے ‡ا%ف کرتے ہوئے جس سے w کی روئیداد رQ؍ خورداد بھری ہوئی ہے ذیل کی اسکیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں H7 کہ اس اسکیم کے اجراء میں دشواریاں 7 ہیں p یہ بھی جانتا ہوں کہ دُنیا کا کوئی z با ن کام آسان 7 ہوتا۔

فقط

بہادر یار جنگ''

اس کے بعد نواب صاحب نے تجاویز مرتب فرما کر ,ارانِ نظم جمعیت کی جانب سے حسب الحکم ہز ہائی نس والاشان)سالار بہادر عساکر آ /کی خدمت میں پیش فرمائے۔

تجاویز میں ¬نظم جمعیت کی خدمات کا پس منظر پیش H۔ پھر اعداد Ñر کی روÝ میں ا àن کا ازنہ ۱۹۳۷ء کے مطابق ۱۹۳۷ء کے ہر منٹ پر دس ہزار پانچ سو روپے فوجی طاقت پر صرف کرنے کا ذکر کرتے ہوئے حکومتِ آ /کی موجودہ فوجی طاقت کے اZاجات میں کمی پر حیرت ظاہر فرمائی اور نظم جمعیت کو àفوجی طاقت وقوت میں ›ل کرنے سے جو فائدہ ہے اس پر روÝ ڈا s ہوئے فرماتے ہیں :

''حکومتِ عالیہ برطانیہ کی دو 4 ہی کا تقاضہ ہے کہ حکومت حیدرآباد اپنی jی طاقتوں کی

زیادتی اور عساکر کامل کی تنظیم کے ساتھ ہر وقت تیار رہے تا کہ بوقتِ ضرورت اپنے یار وفادار ہونے کا 4 طریقہ پر ثبوت دے n 6 کہ اس نے آج تک دیا ہے“۔

نواب صاحب کو انگریز سے کوئی د p 7 تھی۔اس موقعہ سے فائدہ اُٹھانے کے لیے یہ سیاسی Ïآرا HـاE گیا تا کہ نظام راضی ہو جائے۔ایک طرف ان تجاویز سے نظم جمعیت کو با قاعدہ فوج بن جانے کا موقعہ مل جائے اور دوسری طرف جنگ کے ختم ہو جانے پر جب انگریز ہندو *ن کو آزادی دے دیں تو ریاست کو خود مختار رکھp کے لیے ہماری اپنی فوج، جدید اسلحہ سے لیس موجود رہے۔تجاویز کی زبان طرزا + لال، مواد اور فکر مومن کی کرÖسازیوں کی åتصویر آپ کے سامنے ہے۔

‚mẑ

[تجاویز Ñwå اران محکمہ نظم جمعیت۔مرتبہ نمائندگان ,اران نظم جمعیت]

(نوٹ : یہ رپورٹ حضرت قائد ملت نے تحریر فرمائی تھی۔%A$)

حسب الحکم ہز ہائی نس والا شان عالی جناب)سالار بہادر عساکر آ /دام اقبالہ

یہ امر نا قابل انکار ہے کہ دُنیا میں . . . والی ہر ایک قوم جنگ و پیکار شمشیر زنی و)گری کے لیے ایک ہی Üموزوں 7 ہوتی۔جغرافیائی ماحول، طرزِ زندگی اور # Sصیات ایک کو دوسرے سے ممتاز بنا دیتی ہیں۔افواجِ نظم جمعیت کی ترتیب میں sطین آ / نے åاس امر کو پیش نظر ر3 اور ا ¨ ¨ ء کے مختلف ˜ لک اور اقطاع سے بہادر اور وفادار سپاہیوں کو ¦ کر کے ان سے اپنی فوجوں کو مرتب H۔چنانچہ افواج نظم جمعیت عرب، òن، بلوچ، راٹھور، سکھ اور ھی وغیرہ اقوام پر Œ ہیں جن کی ¼عت اور بہادری اور انکار سے بالاتر ہے اور صدیوں سے سلطنت آ /کی نمک خوری نے ان میں جو جذبات oت و جاں نثاری پیدا کرد ہیں وہ ایک ایسا انمول جوہر ہے جس سے فائدہ نہ اُٹھانا oکی بد ¬ ہوگی۔آج سے Ûصدی قبل تک بھی افواج o کی Ç طاقت تصور کی جاتی ‰۔جن پر o کے امن اور حفاظت کا دارومدار تھا، دوسرے تمام Eم وفنون کے ساتھ جب فن حرب نے بھی ترقی کی اور oکو حالاتِ زمانہ کے موافق فوج ½ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو ا 1افواج سے سپاہی لے کر امسریل

سروس ٹروپس، پرنس باڈی گارڈ اور ٹرا j رٹ کور کی بنیاد رکھی گئی۔ اس فوج کے سپاہیوں نے جدید
طریقہ تنظیم کے لیے بھی اپنے آپ کو موزوں ثابت H۔ ان تجربوں سے فائدہ اُٹھا کر ان افواج کو
منظّم و مرتب کرنے اور رفتہ رفتہ مقتضائے زمانہ کے موافق بنانے کے بجائے نہ ¥م کس مصلحت
کی بناء پر حکومت نے صرف خزائن کی حفاظت، مختلف مقامات کے پہرے اور pH رسانی کی
خدمات ان افواج سے متعلق کر دیں۔ گویا کہ شاہین زادوں سے کبوتر پیغام رساں کا کام لیا۔ وہ
z حکم کے عادی تھے۔ انہی خدمات کو انجام دیتے رہے اور یہی عادت ان کی Ë ثانی بن گئی
اب جب کہ خوش ¬ سے وہ دور آیا کہ o کے ہر ایک ادارہ پر تفصیل سے نظر ڈالی گئی
اور یہ د ¬ گیا کہ کون o کے لیے کس قدر مفید ہے تو بجا طور پر حکومت کو افواج نظم جمعیت
بے کار اور ان پر y چ ہونے والے بائیس لاکھ رو B کا مصرف 9 نظر آنے Ĩ۔ ہر مدبر و مآل
اندیش حکومت کی طرح ہماری حکومت نے بھی ان افواج کو بکار آمد بنانے کی طرف توz کی اور تنظیم
افواج بے قاعدہ کے لیے ایک W مقرر کی گئی۔
اس W کی کارروا Çں سے متعلق جس قدر ا :عات ہم کو ملیں ان کے د Ú سے یہ
¥م ہوتا ہے کہ W نے فرقہ عروب اور فرقہ پیدل سے متعلق تو یہ تصور H کہ وہ بکار آمد ہیں اور
تجاویز مرتب X کہ ان کو منظّم اور 4 بنایا جائے p نظم جمعیت کے ایک ہزار سواروں کو جو ایک
Ix ن سوارہ فوج کا '' ہیں بے کار اور قابل تخفیف قرار دیا اور ط H کہ صرف ,ار
معہ اپنے îF^ زیر سواری کے بہ یک بینی و دو گوش باقی رہیں یا p ازیاں مواجب کو بھی ان کے
ساتھ زندہ رہنے کا حق دیا جائے۔ باقی تمام سوار مٹا د Ø جائیں۔
حکومت کی اس تجویز کو رعایا کے ہر ایک j نے حیرت وا >ب کے ساتھ ^۔ آج کل
دُنیا کی ہر چھوٹی بڑی حکومت اپنی فوجی قوت کو بڑھانے کی فکر میں لگی ہے۔ ان کے موازنہ y چ کا
سب سے بڑا مد jی ا y اجات ہوتے ہیں۔ کچھ ہی دن ہوئے کہ ا à ن کا موازنہ ۱۹۳۷ء
شائع ہوا ہے۔ دُنیا نے حیرت سے اس کے مصارف jی پر نظر ڈالی جس کی مقدار ایک ارب
س کروڑ پونڈ تھی۔ اخبارات نے اس کو مہینوں، دنوں اور œں میں „ کر کے بتایا کہ گویا
۱۹۳۷ء کے ہر ایک منٹ میں سات سو پونڈ (a دس ہزار پانچ سو روپے) فوجی طاقت پر صرف

H جائے گا۔اسی طرح جاپان کا تازہ ترین میزانیہ ظاہر کررہا ہے کہ جاپان اپنی آمدنی کا Û فوجی طاقت پرYچ کر رہا ہے۔ایک طرف دوراندیش اور عافیت بین حکومتوں کا یہ حال ہے اور دوسری طرف ہم اپنی موجودہ طاقت کو درست کرنے کی بجائے اس کو ختم کرنے پر آمادہ ہیں۔اگر یہ کہا جائے کہ n ہم کو افواج کی ضرورت 7 ہے Yں کہ حکومتِ عالیہ برطانیہ سے ہماری دو 4 نے ہم کو اس سے I کر دیا ہے تو ہم یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ حکومتِ عالیہ برطانیہ کی دو 4 ہی کا تقاضا ہے کہ حکومت حیدرآباد اپنی jی طاقتوں کی زیادتی اور عساکر کامل کی تنظیم کے ساتھ ہر وقت تیار رہے تاکہ بوقتِ ضرورت اپنے یار وفادار ہونے کا 4طریقہ پر ثبوت دے n 6 کہ اس نے آج تک دیا ہے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں Hولری کو عام طور پر اتنا ضروری 7 سمجھا جا رہا ہے A کہ آج سے ¬ سمجھا جاتا تھا اور دُنیا کی تمام طا Ð اپنے یہاں Hولری کو کم کر رہی ہیں۔اس لیے حیدرآباد کی Hولری بھی [ئی جانی چاہیے۔تو اس کی ٗU دو باتیں عرض کرنے کی اجازت چاہی جاتی ہے۔ایک تو یہ کہ افواج نظم جمعیت کے سوار ہی حکومتِ آ /کی HËولری 7 ہے جو [دی جائے۔نظرNاب کا صرف سوارانِ نظم جمعیت کی طرف متوz ہونا ظاہر کرتا ہے کہ °د Ç یہ 7 ہے دوسرے یہ کہ دُنیا کی تمام حکو •Hولری کو اس لیے کم ضروری تصور کر رہی ہیں کہ انھوں نے ہوائی اور zقوتوں کا ا Eل شروع H، اور ان طاقتوں کے ¦ کرنے پر سب سے زیادہ توzکی۔ہوائی جہاز، دبابے اور Ãک ±ں نے گھوڑوں کی ضرورت کو کم کر دیا۔ہماری حکومت کے لیے جو غا ,, ان zآلاتِ حرب کو کما حقہ 7 فراہم کر سکی $Hولری ہی 4طاقت ہے۔

,اران نظم جمعیت اپنی خوش Á پر جس قدر ناز کریں کم ہے کہ ا vتعا \ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو حضرت والا شان ہز ہائی نس پرنس آف برار 6)سالار عطا فرمایا۔حضرت والا شان نے ,اران کے معروضے کو بہ کمال توzشرفِ قبولیت õ، بہ کمال مآل اندیشی و تدبر اس امر سے اتفاق فرمایا کہ سوارانِ نظم جمعیت تخفیف Kجانے کی بجائے منظّم Kجائیں اور ہم کو حکم دیا گیا کہ اس تنظیم کے لیے ایک اسکیم پیش کریں۔با ل امر یہ چند معروضات بتوسط محکمہ نظم جمعیت سرکار عالی بارگاہِ والا شان میں گزارنے کی عزت حاصل کی جاتی ہے۔

اس سے قبل کہ آئندہ سے متعلق تجاویز پیش کی جائیں سواران نظم جمعیت کی موجودہ حالت پر ایک سرسری نظر ڈال لیا مناسب ہوگا۔ بموجب نوٹ مرتبہ à صاحب سرکار عالی + افواج اس وقت فوج بے قاعدہ میں گھوڑوں کی ایک ہزار جائیدادیں ہیں جن کے پانچ سو س جائیدادوں کے F^ ط ہیں اور (۴۵۰) جائیدادیں حق القائم، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :

تفصیل	حق القائم	ط
1) اسپان زیر سواری, اران	۵۷	۳۰
2) اسپان اری, اران	۱۷۳	۳۶۴
3) اسپان اری امتیازیان	۲۷	۷
4) اسپان اری خودا)	۱۱۳	۷۶
5) اسپان اران غیر ملازم	۴۹	۴۱
6) اسپان اران لاوارث خارج ا ~ د	۳۰	۳۲
	۴۵۰	۵۵۰

یہ تمام افواج (۱۰۱) , اران میں Ë ہے جن میں سے ہر ایک بلا امتیاز کمی و زیادتی ماہوار و لوازمات اعزازی مساوی ا) رات کے ساتھ اپنی ماتحت فوج سے خدمات سرکاری انجام دلاتا ہے۔ اکثر امتیازی , اروں کی اولاد یا ان کے عزیز ہیں جن کے اعزاز , اروں کے بعد تصور K جاتے ہیں اور اس جمعیت پر علاوہ الاؤنس جنگ وغیرہ کے جس کی مقدار ( ) رو B مبلغ ( ) رو B سالانہ خزانہ سرکار سے y چ ہو رہا ہے۔ گرانی اور جنگ x کی پریشانیوں کے مدنظر اس جمعیت کے (۵۵۰) گھوڑوں کو جن میں سے اکثر حق القائم تھے ط قرار دیا گیا اور ان کی خوراک سے بچت ہوئی۔ اس کے کچھ رقم تو † (۴۵۰) حق القائم گھوڑوں اور اسپان ط کے اروں کو بطور الاؤنس کے دی گئی۔ ö اس وعدہ کے ساتھ خزانہ سرکار میں ô ظ رکھی گئی کہ بوقتِ اجرائی F^ ہم کو واپس دی جائے گی۔ اس قسم کی اس وقت ù ئی تعداد ہمارے اندازے کے مطابق ( ) ہونی چاہیے۔ سرر نظم کے فرقہ سواران میں 1/4 جائیدادیں

لاوارث ہوئیں جن میں اہم زیان اور بڑی بڑی ,اریاں بھی شامل ‰ ۔ ¢ ہے کہ ان لاوارث جائیدادوں کی بچت بھی ہماری ہی Rئش میں ôظ ہوگی ۔ یہ امر سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے کہ نظم جمعیت کی یہ ساری جائیدادیں سلطنت کے قدیم د 2ر کے مطابق موروثی ہیں Yں کہ موجودہ ملازمین کے اجداد نے نہ صرف اپنی جاں نثاریوں کے ذریعہ سلطنتِ آ /کی تاریخ بنائی Éوقتاً فوقتاً قرارر Sحکومت کو بطورِ قرض ونذرانہ بھی ادا کی ہیں۔

سواران نظم جمعیت کی موجودہ حالت سے متعلق اس قدر عرض کردینے کے بعد ضروری ہے کہ ان نام نہاد مشکلات کا بھی ذکر کردیا جائے جو کہا جاتا ہے کہ اس فوج کو منظّم کرنے میں مانع ہیں :

Z ³– یہ خیال H جاتا ہے کہ سوارانِ نظم جمعیت کی جائیدادوں کا موروثی اور ناقابل "ہونا ان کی تنظیم کا مانع ہے Yں کہ وہ نہ تو جزا کے متوقع ہیں نہ ان کو سزا کا خوف ہو Y ہے

[– ,اروں کے مساوی اور بلا اہم زات اعزازات اورا) رات کو یہ خیال H جاتا ہے کہ نظم قائم کرنے میں حارج ہوں گے Yں کہ کوئی ,ار ایک دوسرے کی اتباع نہ کرے گا اس لیے تنظیم نہ ہو nگی۔

`– تنظیم کے لیے رقم کی ضرورت ہوگی جس کا فراہم H جانا دشوار ہوگا۔ ہم ,ارانِ نظم جمعیت ان تمام دشواریوں کو tکرتے ہیں۔ مگر ان عقدوں کو لا ¦ ماننے کے لیے تیار 7۔ ان Ðں مشکلات کا حل ذیل میں عرض کرنے کی عزت حاصل کی جاتی ہے :

Z ³– اس میں کوئی شک 7 کہ نظم جمعیت کے +سواروں کی جائیدادیں موروثی ہیں اور انشاء ا vتا قیام سلطنت آ /(خدا اس کو تا ابد Sمت رکھے) موروثی رہیں گی ، pان کا موروثی اور ناقابل "ہونا تنظیم و باقاعدگی کا مانع 7 ہے۔ o میں اس وقت اور بھی چند ایسی خد • ہیں جن کی معاوضہ کی معا /موروثی ہیں pادائی فرائض سرکاری میں کوئی دشواری 7 پیدا ہو رہی ہے ۔ { عہدہ دارانِ دیہی a مقدم پٹواری وغیرہ ۔ اگر ان میں سے کوئی ناقابل اجرائی کار سرکاری ہوجاتا ہے یا نابالغ ہوتا ہے یا نااہلی کے باعث اپنی ضہ خدمات کو برابر انجام 7 دے Y تو اس کی جگہ پر منجانب سرکار گما ,یا خدمت عوض مقرر H جاتا ہے اور اس

کی معاش کے (ÏÏ آ دو ثلث خدمت عیوض کو د   جاتے ہیں اور ایک ثلث اصل دار پاتا ہے۔
با Ç یہی عمل محکمہ نظم جمعیت میں بھی اس وقت جاری ہے p ادائی خدمات سرکاری میں جو
کوتاہیاں نظر آتی ہیں وہ اس طریقہ عمل کی وz سے 7 É9 اہ کی کمی کی وz سے ہیں۔ سوارانِ نظم
جمعیت کی جو 9 اہ قیام فوج کے وقت تھی وہی اب بھی ہے۔ نظم جمعیت کا ایک بار گیر یا åÑ ار
سراسری نو یا دس رو B ماہوار کا ملازم ہوتا ہے۔ حالاں کہ بہ زمانہ موجودہ اس ماہوار پر ایک کا مٹی یا
فراش بھی ½ H7 جا Y ! اگر اس کی موجودہ یافت میں جو موروثی ہے اتنا اضافہ H جائے جو
افواج باقاعدہ کے سواروں کی 9 اہ کے مساوی ہو جائے اور اس کی ناکارگی یا نابا ö کی صورت میں
اس کی موروثی یافت دو ثلث اور کامل اضافہ کی ادائی کے ساتھ خدمت فیوض مقرر H جائے تو
ہمارے خیال میں کوئی دشواری باقی 7 رہتی۔ آسانی کے ساتھ تنظیم بھی ہو سکتی ہے۔ کار سرکاری
بھی اجرا ہوتے ہیں اور جائیداد کی مورثی بھی باقی رہتی ہے۔ } اس وقت ایک åÑ ار
سراسری کی موروثی یافت بعد وضع خوراک ^F نو رو B ہے۔ بعد تنظیم ایک سوار کی 9 اہ (   )
قرار دی جائے تو اس کے (ÏÏ موجودہ یافت کی بابت نو رو B تو موروثی ہوں گے اور † اضافہ
رہو گا۔ اصل åÑ ار کے نابالغ یا ناکارہ ہونے کی صورت میں اس کی موروثی یافت کے دو
ثلث (ے) رو B اور کامل اضافہ a (   ) رو B] (   ) رو B خدمت عیوض کو د
جائیں گے اور اصل åÑ ار موروثی یافت کا ایک ثلث (   ) رو B پائے گا۔ ا% یہ ضرور ہے
کہ بعد تنظیم ا حصہ داری کے موجودہ اُصول کو توڑنا پڑے گا جس کی وz سے وہ ز جو ملازم
سرکار ہے باوجود ادائی خدمت سرکاری اپنے معاوضہ کے ایک حصہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ خیال
9 7 ہے کہ تنظیم کی صورت میں جائیداد کے ناقابل   "ہونے کے باعث جزا کی اُمید یا
سزا کا خوف نہ رہے گا۔ ہم ¢ رکھتے ہیں کہ بحالت موجودہ بھی چاہے جزا کی اُمید نہ ہو مگر سزا کا
خوف ضرور ہے۔ نہ صرف سواروں کو É عدم ادائی فرائض کی صورت میں اhتازیاں اور , اران
کو بھی جرمانہ سے لے کر برطرفی تک سزائیں دی جاتی ہیں۔ تنظیم کے بعد تو یہ اندیشہ بدر z او \
باقی رہے گا اور دوسری طرف ترقی اور ـــــی مدارج کی توقع e اد ہو گی۔
[– , اروں کے ا) رات کی مساوات اور ان کا بلا اhتاز کمی و زیادتی ماہوار و لوازمہ

اعزازی راست محکمہ کا ماتحت ہونا اور ایک دوسرے کی ما á قبول کرنے پر آمادہ نہ ہونا بادی ا ‹
میں تنظیم و باقاعدگی کے لیے ایک بہت بڑی دشواری خیال کی جا سکتی ہے۔ p اگر اس ارادہ سے
اس پر غور H جائے کہ ہم اس کو رفع کر کے نظم جمعیت کو 9 معنی میں نظم جمعیت ہی بنانا چاہتے ہیں تو
یہ عقدہ لا ¦ 7 رہتا۔ اس کی ایک تدبیر تو یہ ہے کہ جس طرح ,اروں کو ان کی رضامندی کا
لحاظ K% موجودہ تجاویز میں ان کی جمعیت کی تخفیف پر مجبور H جا رہا ہے، اسی طرح اس امر پر
مجبور H جائے کہ بلا لحاظ ماہوار اور اعزاز موجودہ ä ظِقا /وا q جوان کا افسر بنایا جائے اس
کی اطاعت کریں اور فوجی نظم کو برقرار O جس طرح اب تک بہت سے با Ñ ,اراپنے
سے کم ماہوار اور اعزاز رکھنے والے بعض سر داروں کی ما á کرتے آئے ہیں۔ اگر یہ e نہ
ہو تو ذیل کا L ہر طرح قابل عمل سمجھا جا Y ہے۔

تنظیم کی موجودہ تجاویز میں یہ طے H گیا ہے کہ بجز اعزازان پیش مواجب یا ,اران
کے تمام سوار تخفیف اور ان کی جائیدادیں v خزانہ کردی جائیں گی۔ ,اران وا عزازان سے
متعلق یہ تجویز ہے کہ وہ ایک راس iF^ کے ساتھ بلا جمعیت باقی رہیں اور حسبِ حال اپنی 9اہ
پاتے رہیں۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ ان کی Ú اسی تجویز کو اس شرط کے ساتھ بحال ر3 جائے
تا کہ اگر ان کی عمر اور ان کے قویٰ اس قابل ہوں تو خود ان پر اور ان کے ہر ایک وارث پر جس کی عمر
پندرہ اور بیس سال کے درمیان ہو فوجی ½ حاصل کرنا لازمی ہوگا اور اگر اس ٹر " کے بعد ان
میں سے کوئی اپنی جمعیت میں خدمت کا خواہش مند ہو تو اس کو بلا لحاظ مرتبہ و اعزاز ,اری جس
خدمت کا وہ اہل ہو جگہ دی جائے گی اور اس پر لازم ہوگا کہ اپنے افسر بالا کی چاہے وہ ایک اعزازی
یا سراسری åÑ ارہی Y ں نہ ہو فوجی اُصول کے مطابق اطاعت کرے۔ اگر اس خدمت کی ماہوار
اس کی موجودہ یافت ,اری سے زیادہ ہو تو صرف اس کی 9اہ ,اری موروثی ہوگی، زائد
ایصال شدہ 9اہ تا ادائی خدمت ٔر ہوگی اور بعدا ! م مدت ملازمت وہ کامل 9اہ ,اری
کے علاوہ جو موروثی ہے اس زائد ایصال شدہ 9اہ پر و n یا انعام پا n گا۔

اس طرح ہم کو ¢ ہے کہ جب ,اروں پر فوجی ½ حاصل کرنا لازمی قرار دے دیا
جائے گا اور دوسری طرف قرار ماہوار کے عہدوں پر ترقی کی ان کو توقع رہے گی تو وہ G رفتہ

رفتہ ان خیالات کوترک کر کے اپنے بالا دست بھائی کی اطاعت اور ڈسپلن کے عادی ہو جائیں گے اور اگر اس کے باوجود بھی وہ اس پر آمادہ نہ ہوں تو حکومت کا کوئی V ان نہ ہوگا۔

وہ ,ار جو خدمت سے علاحدہ اور بہ حالتِ موجودہ قائم رہیں گے کم از کم فوجی 1/2 یافتہ تو رہیں گے۔ مرا أمحکمہ نظم جمیعت سرکار عالی نشان (۲۰۲۸) Qر ۱۶/ فروردی ۱۳۴۶ ف م ۱۷/ ورری ۱۹۳۷ء میں حسبِ ایما محکمہ سرکار (+فوج) مندرz مرا أنشان (۶۲۷) Qر ۱۹/ فروردی ۱۳۴۶ ف م ۱۰ ورری ۱۹۳۷ء ہدایت فرمائی گئی تھی کہ ان تجاویز میں لوازمہ کے جزو کا بھی خیال ر3 جائے۔ ہمارے خیال میں نہ لوازمہ اعزازی تنظیم و باقاعدگی میں حارج ہے نہ اس کی وz سے کسی دشواری کا اندیشہ ہے۔ یہ لوازمے وراثتاً ,اروں کی ذات سے متعلق Š آرہے ہیں قائم رہ M ہیں اور اس جمیعت کی روایات قدامت کو ظاہر کرنے کے لیے ان کو قائم رہنا بھی چاہیے۔ ا àن کی سلطنت جو دُنیا کی متمدن ترین سلطنت کہی جا سکتی $ ہے اور جو تجدد و ارتقاء کی دوڑ میں دُنیا کے کسی اور o یا قوم سے ú 7 ہے اور جس کی Ç ہم بجا طور پر طرز حکومت، قوانین، معاشرت اور تہذیب میں کر رہے ہیں۔ اس X میں بھی ہمارے لیے ایک 4 ین نمونہ اور مثال بن سکتی $ ہے۔

حضرت والا شان ہز ہا "پرنس آف برار اور ہز اکسی ö رائٹ آنر ÿ نواب سر صدر اعظم بہادر 2ں نے ابھی چند دنوں قبل ہ÷ ¦ ,,ہند کی تخت ò کے منا ø بہ نفس %ملا ±فرمائے ہیں اس امر میں ہماری رہبری کے لیے کافی ہیں کہ کس طرح جنگِ x کے فاتح اور x المرتبت جر oں اور)سالاروں کی موجودگی میں قدیم اور موروثی مارشل اور عہدہ دارانِ فوج نے اس موقع پر اپنے صدیوں قبل کے [س اور وضع قطع میں اپنے قدیم لوازم اعزاز کے ساتھ مراسم تخت ò میں شرکت کی، کس طرح یں صدی }ی کے ÷ہ نے سولہویں اور ,ھویں صدی کے بادشاہوں کا [س اور تاج خسروی z اور شمشیر و عصائے حکومت ہاتھ میں لیا۔ کس طرح تمام امراء دربار اپنے ان ہی قدیم [س اور قدیم لوازم میں آج کی دُنیا کو تین سو برس ¬کی دُنیا بنا رہے تھے۔

اس کے بعد بھی H یہ امر تنظیم و باقاعدگی افواج نظم میں حائل ¥م ہوتا ہے کہ ,ار

اپنے لوازم اعزازی کو قائم ر O اور جب اپنے عہدہ کے لحاظ سے ان کو اپنی ترتیب و تہذیب یافتہ فوج کے ساتھ گزارنا پڑے تو ان کے ú ان کے لوازم (qª ری، ç وفیل، پالکی، میانہ، p، آفتاب گیری، بھالہ، برچھا اور ڈنکہ ونشان) بھی گزریں۔ اصل چیز جو ° د بالذات کہی جاسکی $ ہے وہ ان کی فوجی قا / ان کا نظم اور باقاعدگی ہے۔ اس کے ساتھ ان لوازم کی موجودگی صرف اس امر کا Ö رہوگی کہ یہ اسی ıx ن فوج کے پس ماندہ ہیں جس نے آصف جاہ اول و ثانی کے ساتھ دÁ کے میدانوں میں خوں فشانیاں کی ‰ اور جس کو اس کے A میں یہ اعزازات د Ø گئے تھے۔ دوسرے الفاظ میں موجودہ زمانے کا سپاہی اپنے اعزازات کو uاں کی صورت میں خود اپنے سلے سے آ ئے رہتا ہے اور اس جدید تنظیم یافتہ فوج کا سپاہی اپنے ا ں پر جدید نشانات اعزاز بھی رکھے گا اور اپنے ú اپنے قدیم اعزازات بھی۔

` - مالیہ کا سوال سب سے بڑا اور مشکل سوال ہے۔ اس کا ن جواب تو یوں دیا جا Y ہے کہ رائٹ آنر ÿ عالی جناب سر صدر اعظم بہادر ‰ ماہر مالیہ کی موجودگی میں اس سوال کو پیدا ہی نہ ہونا چاہیے H یہ | 7 ہے کہ گز سالوں میں دُنیا کا شاید ہی کوئی o ہوگا جو اپنے واردات و صادرات میں توازن قائم رکھ e ہو p ان گنت اصلاحی تدابیر، yات کے x ا ن پر ø ، x ت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے باوجود حیدرآباد کے مالیہ نے عالی جناب نواب سر صدر اعظم بہادر سابق وزیر مالیہ کی حسن] سے اپنے توازن کو قائم ر3، ان کے لیے اس چھوٹی سی اسکیم کو e ل لانا، اس کے ذریعہ o کی فوجی طاقت کو برقرار ر ´، o کے ایک ہزار سپاہیوں کو فاقہ کشی سے رو (اور ان کی بددلی سے o کے امن کو ô ظر ´ کچھ دشوار 7 ہے۔ ہمارا ان کی موجودگی میں کوئی تدبیر پیش کرنا بلا Ì آفتاب کو چراغ د3 نے کے برابر ہوگا۔ صرف عالی جناب سر صدر اعظم بہادر کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے ذیل میں چند اُمور پیش K جاتے ہیں کسی اسکیم کو بروئے کار لانے کے لیے دو قسم کے اخراجات لاحق ہوتے ہیں۔ ایک غیر متوالی اور ایک متوالی۔ â کام کو چلانے سے بڑھ کر اس کی ابتدا دشوار تصور کی گئی ہے۔ اس اسکیم میں بھی گھوڑوں، اسلحہ اور [س کی فراہمی بیار کس کی y بظاہر دشوار کام ہے p اگر اس امر کو Å ظر ر3 جائے کہ محکمہ نظم جمعیت اور S Î + سواران کی ایک خطیر بچت ô ظ ہے تو یہ مشکل باقی ہی 7

رہتی۔نظم جمعیت کی 1/4 دورقوم ایسی ہیں جن کو بچت میں ہونا چاہیے { :

Z ³ – (۵۵۰) اسپان ô ط کی بچت کے Ä (îÏ) (۸) رو B ماہوار فی åÕ اری اس

وعدہ کے ساتھ ôط K گئے تھے کہ ا *دا ïF^ کی نوبت آئے گی تو یہ رقم ہمارے گھوڑوں کے ا *د

کے لیے عطا کی جائے گی۔ابتداءً صرف پانچ سال کے لیے گھوڑے خارج K گئے تھے p بعد

ازاں زمانہ گرانی کی طوالت کے باعث پندرہ سال سے زیادہ زمانہ گزرا، اب تک اجرائی اسپان

ô ط کی اجازت نہ دی گئی اور اس تمام مدت میں یہ رقم ó ب (۸) رو B ماہانہ جو ôظ ہوتی گئی

اس کی مقدار (۵۵۰) جائداد ہائے سواران کے مدنظر اس وقت ( ) رو B ہونی چاہیے۔یہ رقم

ابتدائی اخراجات کے لیے کافی ہوسکتی ہے۔

]– اس عرصہ میں 1/4 دو جائداد ہائے سواران لاوارث ہوکران کی ذات 9 اہ، خوراک،

ïF^ اور 9 اہ لوازمہ داخل سرکار ہوئی جو G نظم جمعیت ہی کے + سواران کی بچت تصور کی جاتی

ہے اور اس رقم کی Ú بھی ¢ ہے کہ F لاکھ رو B برآمد ہوگی۔

` – محکمہ نظم جمعیت کی R ئش سے آئے دن دوسری افواج و محکمہ جات کی ضروریات پر

لاکھوں رو B صرف ہوتا رہا ہے جس کو سواران محکمہ نظم جمعیت بجا طور پر مبادلہ تصور کر M ہیں۔اگر

ان رقوم کو Š دفر مایا جائے تو زیر تجویز با قاعدہ فوج کی تقریباً تمام ضروریات کی Š ہوسکتی ہے۔

د– سواران نظم جمعیت کی اجرائی ایک عرصہ دراز سے بند ہے اور اس کی وz سے موازنہ

نظم جمعیت کی ایک M رقم ہر سال بچ رہی ہے ¢ ہے کہ وہ بھی زیر تجویز تنظیم میں امداد کا باعث

ہوگی۔

|– گزشتہ پندرہ بیس سال کے اندر محکمہ نظم جمعیت â | ن روزگار کی چراگاہ بنا رہا ہے

فوجی جائدادیں تراشی ا اور ان پر ایسے 3/4 ص کا قابل لحاظ ماہواروں کے ساتھ تقرر H گیا جن

کو قدیم ملازمین فوج سے دور کا رشتہ بھی نہ تھا۔اگر بجائے اس کے ان ہی ملازمین موروثی کی

اولاد کو تیار H جاتا تو آج کم از کم ان کی ماہوار موروثی کی حد تک تو بچت ہوجاتی۔آئندہ اگر اسی

اُصول کو Åظ ر 3 گیا اور نظم بٹالین وغیرہ کے عہدوں پر بھی , اروں کی اولاد کو موقع دیا گیا تو

¢ ہے کہ ہم ایک M متوالی رقم بچا Ã گے۔

و- ان تمام اُمور سے قطع نظر یہ امر محترم ارکانِ W کے لیے S Î قابل توz ہے کہ گز ۂ ربع صدی میں ریاست کی آمدنی کے ساتھ ساتھ اس کے ہر ایک %o کاy چ برابر ترقی کرتا رہا ہے۔ کسی محکمہ کو 7 پیشH جا Y کہ ابتدائے عہد ¢نی میں اس کا جو موازنہ تھا وہی اب بھی باقی ہے۔ ریاست کے عہدیدارانِ ±ل کی 9اہوں کے لیے ٹائم ا Ï جاری فرمایا گیا اور اب ان کی 9اہ دُنیا کے بڑے سے بڑے آزاد o کے عہدیداروں کی 9اہوں سے بڑھ کر ہے pاگر ان تمام الطاف وعنایات سے کوئی کامل طور پر محروم رہا ہے تو وہ محکمہ نظم جمعیت اور S Î سوارانِ نظم جمعیت ہیں۔ ان کی 9اہیں آج بھی وہی ہیں جو نواب افضل الدولہ بہادر نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں %oo۔ یہ کہا جا Y ہے کہ ان کی ناکارگی نے ان کو اضافہ اور ترقی سے محروم ر3، تو H اب بھی جب کہ وہ باکار بننے" پر آمادہ ہیں اور ان کو باکار و مفید بنایا جا رہا ہے اور ان کا وجود دُنیا کے ہر fا ر آدمی کے نزدیک ضروری ہے۔ وہ اس کے 7 کہ دوسرے محکموں کی طرح اگر ان کا موازنہ اضعافاً مضا$E 7 تو کم از کم دوگنا ضرور کر دیا جائے۔ اس طرح آسانی کے ساتھ زیر تجویز تنظیم کی متوالی و غیر متوالی ضرورتیں پوری ہو سکتی$ ہیں۔

اگر زیر تجویز فوج کو آئندہ گو >ہ لانسرز کی W دی جائے تو از روئے موازنہ ۱۳۴۹ ف ایک رسالہ کے لیے ( ) رو B درکار ہوگا جس میں تمام ضروریات jی شامل ہیں۔ نظم جمعیت کے موجودہ + سواران کا موازنہ (جس کو رسالہ خاص ë ہیں) ۱۳۴۶ف میں ( ) رو B رہا ہے۔ اس E Â(Ï Î , اروں کی 9اہ معہ خوراک ^Fï ولوازمہ ( ) رو B ہے۔ اگر اس کو الگ کر دیا جائے تو محض سواروں کی Rئش ( ) رہتی ہے۔ اگر اس امر کا Åظر 3 جائے (جس کا ¢ ہے) کہ باوجود ایسے Èا لات کے جن کا ذکر اُوپر H گیا ہے یہ توقع ہے کہ تنظیم کی » منزل ہی پر ,اران کے i سے اتنے روشن خیال نوجوان نکل آئیں گے جو ٹر " حاصل کر کے کمیشنڈ اور سب کمیشنڈ آفیسر کی) کو پر کر Ã تو افسرانِ فوج کی 9اہ ,اروں کی موجودہ یافت کی حد تک کمی واقع ہو جائے گی یا بالفاظ دیگر اس Rئش رسالہ خاص میں جو بعد وضع 9اہ ,اران بتائی گئی ہے اضافہ ہوگا۔

رسالہ خاص کی Rئش بعد وضع تعداد ,اران جو (۱۰۱) ہے (۸۹۹) سواروں پر

"ہے اوراس تعداد میں آسانی کے ساتھ دو رسالے ترتیب د جا M ہیں ان میں سے ایک رسالہ تو بہ آسانی موجودہ Rئش سواران نظم جمعیت سے چلایا جا Y ہے، دوسرے رسالے کے لیے ہم کو ¢ ہے کہ ہماری مدبرÓمت اپنے موازنہ میں چار لاکھ روپے کی Rئش نکالنے میں آسانی کے ساتھ کامیاب ہو جائے گی۔اس طرح o میں دو منظّم اور باقاعدہ رسالوں کا اضافہ ہوگا جو دُنیا اور o کے سیاسی حالات کا اندازہ کرتے ہوئے حیدرآباد اورÓمت عالیہ برطانیہ کے لیے ضروری ہے۔

مذکورہ اُمور بطورِ اور دفع دخل مقدر عرض کرنے کے بعد ہماری تجاویز حسبِ ذیل ہیں

1) (۱۰۱) , اران نظم جمعیت کو معہ ایک راس ïF^ زیر سواری ولوازمہ اعزازی کے حسبِ حال بہ حال و برقرار ر3 جائے۔

2) اہ©ازیان کو جن کی ماہوار ( ) سے زائد ہو سراسری قرار دے کر ان کی بچت v بہ خزانہ کی جائے۔

3) †(۸۹۹) سواروں کو تخفیف کرنے کی بجائے ان سے دو باقاعدہ رسالے ترتیب د جائیں جن میں سے ہر ایک کی تعداد بلاËل کمیشنڈ و سب کمیشنڈ آفیسرز (۴۴۸) ہو۔

4) (۱۰۱) , اروں پر (اگر وہ ä ظ عمر و قویٰ اس قابل ہوں) اور ان کی ہر ایک اولاد پر اب اور آئندہ فوجی ½ لازمی قرار دی جائے۔

5) اس غرض کے لیے محکمہ نظم جمعیت میں ایک رجسٹر ر3 جائے جس میں , اروں کی اولاد کی تاریخ ولادت درج ہو تا کہ اس کے لحاظ سے ان کے لڑکوں کو پندرہ برس سے بیس برس کی عمر تک فوجی ½ پر مجبورH جا n۔

6) اس رسالے کے تمام کمیشنڈ اور سب کمیشنڈ افسری کی جائدادیں، , اران یا ان کی اولاد کے لیے ھ ہوں گی اور اس فوج کے سپاہیوں کی تمام جائیدادیں رسالہ خاص کے اہ©ازیان وåÑاران یا ان کی اولاد کے لیے ھ ہوں گی۔اور اگر کوئی جائیداد خالی ہو تو اس پر ان ہی اہ©ازیان وåÑاران کے متعلقین یا تخفیف شدہ سواران یا ان کے متعلقین کا تقررH جائے گا۔

7) اگر کسی کمیشنڈ یا سب کمیشنڈ آفیسری کے لیے کوئی ,ار یا فرزندِ ,ار جو اس کا اہل ہو اُمیدوار نہ ہو تو کسی ایسے ,ار یا فرزندِ ,ار کے اہل و فراہم ہونے تک اس جائداد کا اOم ـــمانہH جائے گا۔ بہرحال یہ جمعیت موجودہ رسالہ خاص کے ,اران و سواران ہی سے متعلق ہوگی۔

8) اگر کسی ,ار یا دوسرے موروثی ملازم رسالہ خاص کو اس رسالہ میں کوئی عہدہ دیا جائے تو اس کی موروثی 9اہ کا جزو تصور ہوگی اور ختم مدت ملازمت کے بعد موروثی 9اہا d حالہ تا حیات باقی رہے گی اور اپنے عہدہ کی زائد 9اہ کے لحاظ سے وہ حسبِ قواعد نافذہ و n یا انعام پانے کا ہوگا۔

9) رفتہ رفتہ اس امر کی کوشش کی جائے گی کہ موجودہ ,اران نظم جمعیت اس رسالہ کو کامل طور پر e لنے کے قابل ہوجائیں۔ یہ رسالہ کمانڈنگ آفیسر سے لے کر سوار تک با * موجودہ رسالہ خاص ہی کے ملازمین پر Œ رہے۔ ان کی قا /وصلاحیت تک جو آفیسر زان کی ٹر "و ½ کے لیے متعین K جائیں ان کی T w ای ایڈوائزر و ٹرمیز ہو نہ کہ x عہدیدار کی۔

10) رسالہ خاص کے (۵۵۰) گھوڑے åÑ ط ہیں، †(۴۵۰) گھوڑوں کو بھی åÑ ارکو معقول معاوضہ دے کر åÑ ط قرار دیا جائے اور آئندہ رسالہ جات زیر تجویز کے گھوڑے دوسرے رسالوں کی طرح منجانب سرکار y یدے جائیں اور ان کی خوراکی کا بھی اOمH جائے اور åÑ اروں کو جو خوراک ïF^ ایصال ہوتی ہے وہ مسدود کردی جائے۔ مگر اس سے åÑ ار کا حق åÑ اری زائل نہ ہو۔

11) ان زیر تجاویز رسالوں کا نام حسبِ سابق اول رسالہ خاص ا d |ت اور دوم رسالہ خاص ا d |ت ہوگا۔

12) ان رسالوں کا £ رتھرڈ گو > ہ لانسرز کے مساوی ہوگا۔ اسی قسم کے ïآران کے لیے فراہم K جائیں گے اور اسی کے سپاہیوں کے برابر ان رسالوں کے سپاہیوں کی 9اہیں بھی مقرر کی جائیں گی۔ p یہ اضافہ موروثی ٗر نہ ہوگا É صرف وہی یافت موروثی ٗر ہوگی جو

اس وقت وہ بعد وضع خوراک ïF^ پا رہے ہیں۔

(3) اگر کوئی سوار مر جائے یا نا قابل ہو جائے اور اس کا کوئی وارث قابل اجراء کار نہ ہو تو صرف اس کی موروثی یافت کا ایک ثلث اس کو دے کر † ماہوار سے اس وقت تک کے لیے ایک خدمت عیوض کا تقرر H جائے گا، جب تک اصل دار کے ورثاء سے کوئی اجرائی خدمت کے قابل نہ ہو۔

(4) جو ,ارر سالوں میں کوئی عہدہ رکھتے ہوں اگر ان کے ساتھ کوئی لوازمہ اعزازی بھی متعلق ہے تو وہ فوجی پریڈ اور مارچ پاس کے وقت اپنے ساتھ اس لوازمہ اعزاز کو نہایت درست اور اچھی حالت میں رکھ Ã گے۔ میانہ، پالکی، آفتاب گیری اور p وغیرہ لے کر ½ والوں کے لیے ایک خاص [س فراہم کرنا ان ,اروں پر لازمی ہوگا جس کا ç رسالوں کے عام [س کے ساتھ H جائے گا۔

(5) رسالوں کے لیے میدان F پیٹ پر بیارکس K y جائیں گے اور وہی میدان اس کے قواعد و مشق کے لیے مقرر رہو گا۔

(6) یہ رسالے حسبِ سابق کمانڈر صاحب افواج نظم جمعیت سرکار عالی کے ماتحت ہوں گے اور ان کی کارروائیاں ان ہی کے ذریعہ سے ہز ہا '' عالی جناب چیف کمانڈر صاحب بہادر اور محکمہ سرکار میں پیش ہوں گے۔

(7) سرر ¸داریاں با Ç برخواست کردی جائیں گی اور +سواران کی حد تک + نگرانی بھی برخواست کردیا جائے گا اور کمانڈنگ آفیسر رسالہ خاص کمانڈر صاحب افواج نظم سے راست مرا V رکھے گا۔

(8) ہر قسم کی Í ماہورات بجز بیواؤں کے موقوف کردی جائیں گی اور یہ بیواؤں کی ماہواریں دوسرے ملازمین سرکاری کی بیواؤں کے وظائف کی طرح نظم کی عام R ئش سے خزانہ سرکار سے ادا ہوا کریں گی۔

(9) جو åÑ اریاں ,ار کی موروثی ہیں۔ ان کا بار گیر خدمت عیوض َر ہو گا۔ a åÑ ار کی یافت بعد وضع خوراک ïF^ Ê(ïÂ ایک ثلث ,ار کو بطورِ حق åÑ اری ادا ہوں

گے۔ †دوثلث 9اہ موروثی وکامل اضافہ ماہوار سے بار گیر بطورِ خدمت عیوض ; ہوگا۔

ہم کو ¢ ہے کہ ہماری یہ تجاویز بارگاہ ہز ہا "پرنس آف برار اور معزز W تنظیم جدید افواج بے قاعدہ میں درخورا 2ء ہوگی۔

فقط

‹ Ä Z

نواب صاحب کی نظم جمعیت کے m سے مسلسل نمائندگی بالآخر کام آئی۔ اس S میں نواب صاحب کی کامیاب مساعی پر ۱۵/ جنوری ۱۹۴۲ء کے ¯ب میں بتوسط à صاحب عدالت وکوتوالی واُمور عامہ (کے ذریعہ Ó مت) کا نظم جمعیت کی جانب سے شکریہ ادا کرتے ہوئے بعض : مگر اہم مسائل کی جانب Ó مت کی توz مبذول کروائی جس کی ¬ت ذیل میں درج شدہ â میں موجود ہے :

}مت جناب à صاحب عدالت وکوتوالی واُمور عامہ سرکار عالی!

,اراکینِ نظم جمعیت شکر گزار ہیں کہ Ó مت سرکار عالی نے حفاظت دارا À کی Ú ان کی پیش کش کو شرفِ J لیت عطا فرمایا۔ ان کے وفد نے اس کام کی Ú جوان کے تفویض ہوگا اپنے خیالات کا اÖ ر عالی جناب صدر اعظم بہادر سے با 5 کر دیا تھا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے :

Z ³– ان کے جذبات خدمت گزاری کو دفتری Ë یق و تاخیر سے بچا کر ان کی تنظیم انہی کی ایک W کے تفویض کردی جائے تا کہ وہ پوری آمادگی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے Ã۔

]– ان کی ترسš کے لیے فوج با قاعدہ سے ایک دیا جائے جس کے مشورے سے وہ اپنے آپ کو محافظتِ à کے قابل بنا Ã۔

`– چوں کہ ان کے سپاہیوں کی ایک معقول تعداد بلدہ اور اضلاع میں پہروں پر متعین ہے اور † Ê Ä (Ï ایک کافی تعداد ® ا اور ناقابل کار ¾ص کی ہے لہٰذا ان کو اجازت دی جائے کہ اپنے عزیزوں اور ر¸ داروں میں سے ایسے نوجوانوں کو جو جذبہ جاں نثاری کے ساتھ مالک کی خدمت کرنا چاہتے ہوں اور جن پر ان کو کامل اO دہو اور جن کی Ú وہ تحریراً اO د

کااÖرکریں محا F àکے j میں رضا کارانہ طور پر خدمت کا موقعہ دیا جائے۔

اگر ان تجاویز کو جو بنیادی ہیں Óمت àر فرمائے اور w کے ا Z دکی اجازت دے دی جائے تو وہ w خود تفصیلی تجاویز مرتب کر کے Óمت کے ملا ± میں پیش کرے گی اگر Óمت اس کو àر فرماتی ہو تو میری رائے میں (ے) ¾ص کی w کافی ہوگی جن کی تفصیل درج ذیل ہے :

1- نمائندگانِ ,اران نظم جمعیت (جن کو Óمت نامزد کرے گی) : ۴

2- کمانڈ صاحب نظم جمعیت

3- نمائندہ سرر نس

4- منجانب افواج باقاعدہ

نمائندگانِ ,اران کی Ú چند نام درجِ ذیل ہیں۔ اگر ان کو شرفِ àری دیا جائے تو مناسب ہوگا :

محمد عبدا y رصاحب ,ار، حاجی محمد ولی دادخاں صاحب ,ار، =ان دین صاحب کمیدان، بہادر یار جنگ ,ار۔

حالات کی نزاکت اور افواجِ نظم جمعیت کی بے سروسامانی کے مدنظر ضرورت ہے کہ اس طرف بطورِ خاص توz کی جائے اور بلا تاخیر اس کی àری عطا فرما کر ان قدیم جاں نثاروں کے موجودہ جذبات سے 9 فائدہ اُٹھایا جائے۔

(12g† / 5 97@5™ x6 B gtgŠ K k 5 [¯)

یہ نواب صاحب کی کو@ں کا تھا جس کے باعث نظم جمعیت کی بے قاعدگی، قاعدگی میں بدل گئی۔ àتنظیم جدید ہوگئی، تو نظم جمعیت کی 9 اہیں صرفِ خاص کی بجائے دیوانی سے Y لگی۔ پولیس ا ½ کے فوری بعد نظام کی سلطنت گئی، ساتھ ہی جاگیرداروں کی جاگیریں، £ داروں کے مناصب ختم ہوگئے مگر نظم جمعیت کی دیوانی سے اجرا ہونے والی 9 اہیں اور وظائف آج تک جاری ہیں۔

Y93 ð S ZŠ^

’’جب ذاتی وخاندانی فکروں سے نجات ملی تو اس مردِ خدا نے سب سے ¬ا v کے گھر کی زیارت کا ارادہ H۔ یہ خیال کس طرح پیدا ہوا، ان کے اپنے Ö ظ میں ﷲ :

’’تبدیلی آب وہوا کی غرض سے میں عنبر " کے قریب ایک @ میں ا اہوا تھا۔ ایک دن نماز سے ابھی فارغ ہو کر اُٹھا ہی تھا کہ جاگیر کے نائب آئے۔ خوش خوش تھے۔ میں نے سبب پوچھا۔ ہاتھ جوڑ کر ì لگے کہ سارا قرض ادا ہو گیا ہے اور حساب e کر کہا کہ ’’آمدنی کی مد میں آج اتنی رقم ہے‘‘۔ میں نے دوگانۂ شکر ادا H اور پلٹ کر نائب صاحب سے کہا کہ Ø رے پاسپورٹ کا O ا م کرو۔ بے چارہ ہکا بکا ïد Ú آ میں نے پوچھا Y ںH سوچ رہے ہو۔ ì آ، آپ کے ¬ کو سمجھا 7۔ میں نے کہا، بندۂ خدا حج کا ارادہ ہے Ç ا v جانا چاہتا ہوں۔ وہ گردن q ئے خاموش تھا اور L میری صورت د 8 جاتا تھا۔ میں نے پوچھا H دیکھ رہے ہو۔ ì آ، سرکار اتنے دنوں کی تکلیف و ¤ کے بعد ا v نے یہ دن د 3 یا ہے۔ کچھ دنوں تو آرام اُٹھا Ç ë حج کرنا ابھی H ضرور ہے، بعد میں بھی تو آپ جا M ہیں۔ میں نے کہا، ہو p اگر اب نہ جاؤں تو H آئندہ میرے زندہ رہنے کی ذمہ داری تم لیتے ہو اور اگر زندہ رہا بھی تو اس دولت کا H بھروسہ؟ آدمی f ا رتھا، میری یہ W سن کر چلا گیا اور پاسپورٹ وغیرہ کا O ا م کر دیا‘‘۔ (Ž{¢ Z ¬ßñ Z‡ ™V{£ Z ¬ # ™ I

مندرZ بالا بیان سے یہ تاثر M ہے کہ نواب صاحب نے اچانک حج سے Š ا v اور ^ بلادِ ا S ð کا قصد فرمایا۔ حالات وواقعات کی روÝ میں ایسا 7 ہے۔ نواب صاحب نے ایک عرصہ ا ہی یہ f ارادہ فرمالیا تھا کہ وہ ۱۹۳۱ء میں حج سے Š ا v ورنہ صرف بلادِ S ð É یورپ کی S بھی فرمائیں گے۔

اگر چہ یہ ا بھی اپنی) > ہے کہ اس وقت تک قرض کی گراں بار ذمہ داریوں سے

نواب صاحب پوری طرح §وش نہ ہو پائے تھے اور ۱۹۳۱ء ہی میں جاگیر کے نظم و نسق قرض کی گراں بار ذمہ داریوں کی طرف سے اEن کا سانس لیا تھا۔

اس طرح ۱۹۳۱ء میں ^کے ارادے کو اv نے پورا H۔ اپنے ^کے ارادے کے بارے میں نواب صاحب ڈاË اِمحی الدین زورؔ کو ایک âمیں iفرماتے ہیں :

''یورپ آنے کا قصد fہے'' انشاء اV'' ۔اور ¢ہے کہ آپ کے زمانۂ ªم ہی میں آjں ۔ توقع ہے کہ میں اپریل ۱۹۳۱ء میں Œں سے روانہ ہو کر حج سےš اv سے فارغ اور زیارت حرمین کا شرف حاصل کرنے کے بعد اواخرِ مئی ۱۹۳۱ء تک یورپ Vجاؤں گا اور جولائی میں آپ کے ساتھ اÜکی §کر jں گا۔ دُعا فرما کہ خدا میرے ان ارادوں کو کامیابی دے''

(£Z KZû%B gtgŠ] !¯ 9c e 3'gi Ë z Î ñâ 2M)

اپنے ارادۂ ^کے بارے میں ایک اور ¯ب میں ڈاËزورؔ کو نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :

'' آپ نے ïنیہ جانے کے لیے جولائی ۱۹۳۱ء میں جو ارادہ Hہے اس سے میں واقف ہوں اور توقع ہے کہ میں جون ۱۹۳۱ء میں وہاں Vjں گا اور اُمید ہے کہ وا 3آپ کے ساتھ ہوگی''۔ (B gtgŠ] !¯ 9B# /1Qgñ 'gi Ë z Î ñâ 1™)

والد کے انتقال کے ۸ برس تک جاگیر کی تنظیم کی۔ اپنے ناخنِ تدبیر سے ساڑھے چار لاکھ کے قرض کی ادائی کے را 5نکالے اور âقرض کی ادائی کے بعد نویں برس >نوں کا یہ x رَ m... کے مطابق ;سے فراغت پا کر ۱۹۳۱ء میں فریضۂ حج و آرام گاہِ رسولؐ کی زیارت، خدا کے گھر و بارگاہِ رسولؐ سے سرفرازیوں کے بعد یہ مردِ خدا گاہ و... %

ô.šû... کے Aء کی Šمیں بلادِ s ðکے ۷ ماہ کے دورے پر روانہ ہوا۔

۱۹/ ذی قعدہ ۱۳۴۹ھ کو رختِ ^باندھا اور ۱۹/ (دی ا }نی ۱۳۵۰ھ کو وا 3عمل میں آئی۔

——مبادا نواب صاحب کی سیاحت کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب کہ بلادِ s ðمیں ہنوز حکk xکا شدید ردِ عمل جاری تھا اور ان کی سیاسی ëگرمی ہو رہی تھی۔ اس وقت بر اعظم ا ¨ء کے

ا •ئی †بی گوشہ کا یہ سیاح جس کے قلب کی گہراÇں میں ‹نوں کی #ح و ›دکی Õ مچل رہی تھی اور عالم اsم کے باb اتحاد کا تصور اس کے قوائے عمل کو R دے رہا تھا۔ بلادِ ا s ð کے چپہ چپہ کو اپنے دیدۂ عبرت نگاہ و Ö سےدیکھ رہا تھا۔

اپنی ¦نہ نظر سے انھوں نے جو کچھ د ¬ وہ دیدۂ عبرت نگاہ کے لیے دعوتِ فکر تھا۔ شاید قدرت، ªدت کے £ کے لیے W گئے۔ اس مردِ حق کی نگاہ کو Ö کر کے اسے ‹نوں کے شاندار w کی ضمانت Jل کرنے کے قابل بنانا چاہتی تھی۔

آپ نے عراق، شام، ¦، انگورہ، وسط ا ¨، ایران، ترکی اور افغانستان کے چپہ چپہ کو اپنے دیدۂ عبرت نگاہ سے د ¬۔ ‹ ˜لک کے حال واحوال سے آگاہی کے ساتھ ساتھ ‹ q ئدین، اکابرین، سربراہانِ Óمت، sطین، f ء، وزراء، ôفی، ہر ‰ فکر کے ا ôبِ فکر و نظر سے ملاقا ' X اور نورانی ضابطہ § ت کی روÝ میں ‹نوں کی صلاح و #ح کے بارے میں مشاورت ہوئی۔

آپ نے یوسف Õ سفیر ترکی، Ó انونو، غازی نادر شاہ، اُم اÅ ç س زاغلول خانم، امان ا v خاں، ? اعظم ¦ امین الحسینی، شاہ ابن سعود، مصطفیٰ نحاس پاشا صدر بعث پارٹی، مصطفیٰ المراغی ا آ معہ الازہر، امیر ß سے ملاقا 'فرمائیں اور عالم ا s م کے ½ عی مسائل ا s می ˜لک کے درمیان اتحاد اور ‹نوں کے عالم گیر اتحاد (رابطہ عالم ا s می) کے e میں ‹نوں کے درد سے ہر آن دھڑ 1 والا دل اور ‹نوں کی صلاح و #ح کے لیے 'ل ذہن ^ کے دوران ان اکابرین سے ملاقا 'کر کے ‹نوں کی ä کے ا ò ب اور ان کی ترقی کی راہوں کے ç کا جائزہ ® رہا۔

Œ’ں کے اُمراء و f ء سے ملاقا 'ہوئیں۔ ا © صد j پاشا اور وزیر اعظم محمد Z پاشا، رئیس الاحرار د 2 ری پاشا، الازہر مصطفیٰ المراغی، ڈا Ë ر . ، ڈا Ë محمد @ « Œں کے زq ء اور لیڈر ہیں۔ ان سے اتحاد اور رابطہ عالم ا s می کے مسائل پر W ہوئی اور ہو رہی ہے۔ ان Ë ð ں نے میری دعو 'کی ہیں اور کل میری طرف سے ان سب کو ایک ٹی پارٹی دی جانے والی ہے، ا ¶ رات کے نمائندے آ رہے ہیں اور انٹرویو لیں گے۔ کل الاہرام کے

نمائندے نے سوالات K تھے۔ آج امریکہ کے ا¶رڈیلی ہیرالڈ کا نمائندہ آیا تھا۔ Å وفد
پارٹی کے سب سے بڑے ا¶ر نے مبالغہ آمیز مقالہ میری آمد پر — ہے۔ fءاتحاد د ´ کے
مسائل پر Wکر رہے ہیں اور اُمراء اتحاد سیاسی و çشرقی X میں''۔

$(y /23Og, g *Ñ) î ñ[¯)

ان کے ^کا Ñبھی اسی جذبہ کا آ sدار تھا۔ قدرت کی عطا کردہ صلا 6ں سے پورا
پورا . دہ کرتے ہوئے اپنی اصابت رائے، قوتِ بیاں، اÜص و دردمندی، ¦ dاور زبان
دانی سے ا sمی فکر کی اشاعت میں اپنا zداHا۔ ہر مقام پر شایانِ شان ا Lل ہوا :

'' قاہرہ کے aم کے دوران مقامی ا¶رات میں'' œالکریم''(¶نHم) کے
عنوان سے نواب صاحب کے ورود کی ا :عیں شائع ہوئیں۔ مصری عوام کو ذی w
©رآبادی رئیس کے m سے تعارف کرایا گیا۔ Ÿز قائدین سے ملاقات کے بعد آپ Ä
زاغلول کی H سے ملاقات کے لیے ان کے مکان پر =یف لے گئے جن کو مصر میں اُم اÅ· çۂ ئین
کے لقب سے یادHجاتا ہے اور سارے o میں ان کو عزت کی نگاہ سے د ¬ جاتا ہے۔ جب وہ
ان کے مکان پر ملاقات کے لیے ãتو اُم اÅ· çۂ ئین مکان پر نہ%o۔ نواب صاحب نے اپنا
تعارفی کارڈ gڑا اور اس پر اس ہوٹل کا پتہ درج کر دیا ¯ں آپ کا aم تھا۔ دوسرے دن اُم
اÅ· çۂ ئین خود نواب صاحب سے ملاقات کے لیے آئیں۔ سوء اتفاق سے نواب صاحب ہوٹل
میں موجود نہ تھے۔ وہ اپنا کارڈ gڑ کر واپس ہو I۔ جب نواب صاحب ہوٹل میں واپس
=یف لائے تو ہوٹل کا مالک ان کے قدموں سے † گیا اور ì Ïکہ ان کے قدموں کا Ü
ہے کہ اُم اÅ· çۂ ئین نے اپنی =یف آوری سے اس کے ہوٹل کو رونق ©'۔

(G Ý°Ʈ ¬ßñ M%o[¯! Ʈ)

اس ^بلادِ ا s ðمیں سوائے مصطفیٰ کمال کے سارے عالم ا sم کے زqئے ملت
سے ملاقا ' ہوئیں۔ اس Sص میں نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں :

''ایک فوجی افسر مصطفیٰ ارشاد بے نے میرے پاسپورٹ کی o کی اور دیر تک با 'کرتا
رہا۔ یہ ¥م کر کے J رنج ہوا کہ ترکوں کو اہل ہند سے بہت اندیشے ہیں اور ان کو انگریزوں کے

جاسوس ì ل کرتے ہیں‘‘۔

مصطفیٰ C1 R کے واقعہ کو وہ L فراموش 7 کر M‘‘۔

(£Z ȝ Z2û% ð s ȝS) *^ 59™)

ان کی x المرسؔ ، کے جو ایمان افروز گہرے نقوش q ئدین ا s م کے قلوب پر مرتسم ہوئے اس کا اندازہ ? اعظم ¦ اور طار $ کے [illegible] یہ کے (برقہ) سے ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ

ایں X دت بزورِ بازو — تا نہ å B خدائے ہ.

k Šòs Z : Ø›g@ d Ñ Žòs ÑZÑ>

9yÜ L5Y…† 7 p ÑkŠ

° ° Ž ° Z Zp

äD [illegible] [illegible] , Ü

[illegible] ä fv³ ‘æ

! [illegible]

h ا، ئے š کی طرف n عت ہونی چاہیے جو لوگوں کو (سے ایک ~ ’’تم : À F باتوں کی Ã کرے اور برائی سے منع کرے اور وہی کا x ب ہونے والے ‘‘۔

z و کی م s ا س کہ اس بات پر شکر ادا کرتا ہوں ~ خدا کا اس ۔ وبرکاتہ v ا اور G9 i م ? ا سے Ø رے دلوں کو جوڑا اور اس Ú کی z و سے ہم سب بھائی بھائی ہو گئے اور درود و s م & ہوں اس کے رسول کریمؐ پر جو C ئی اور ¦ ھے را 5 کی طرف دعوت د ¶ والے اور ان کے آل وا ô ب ان کے پیروؤں پر جو ان کی ہدایت کے موافق رہے اس طرح ا ں نے کا x بی

XåkÎ YC M F» Vzmô ZÐ 9KåÑZ g»ŠVZ Xå ã* z y q ZR ½ 1C

Ãw¾ Ð gZkZ WÐ y Â{ u Fq X ¶ ˆ { Î Ð Z ŠS fÅä ™ Ã w¾

å@Ü {Òú» w Ä ÜÃ \W ZÃ ŠP , Z¼ k Z x` wDZ ˆ X Z Z

X ~Š Š M

و#ح کارا 3 نکالا اور خودا h زندگی [illegible]

جو : À Ḟ([illegible]

ا Y کام کرے چاہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو ہم اس کی زندگی ا h اکریں گے اور ان کو ا Y بدلہÁ یت کریں گے 6 کہ وہ کام کرتے رہے۔

چوں کہ ایک ‹ ن دوسرے ‹ ن کے لیے ایک ãa د کی طرح ہے جو ایک دوسرے کو قوت دê ہے اور جب کوئی حادثہ کسی ایک ‹ فریق پر آئے تو گویا سارے ‹ نوں پر آیا۔ اس لیے ذی تدبیرا ôب کی ایک (عت نے اس o اور دوسرے اقطاع ا sم کو دیکھیں کہ ایک Wدعوت ½ ع ی کے Ñ سے ایک عام ا sمی موتمر منعقد کی جائے جو سےّ ا Y س ~ ہوگی جس کو رسول اعظم -ا vmÅو کی cاج کا شرف حاصل ہو] ہے اور وہاں اِ s ا ðکے اکابر وز qء کو تمام اقطاعِ ا s ð سے šیا جائے جن کے اندر (ت و جوش قوی اور D و دانائی سے بہرہ ہے جن کی اصابت رائے ùت نافذہ پر ا ± H جا Y ہے ~ س اما Á ا اسہ ا s ð گوا # رواجانب کی دست درازیوں اور Ñ وہوس کی تر Â زیوں کو رو 1 اور ان کا سدِ باب کرنے اور ‹ نوں کے m سے دوسرے احوال و ìن کی ا & ح کے بارے ~ بھی غور وفکر کی جائے۔

چوں کہ «ب کے اندر اسی n کی (تِ ا s می اور اصابت رائے اور روشن ì لی کے جو ہر ہم پاتے اس لیے اس موتمر ا s می عام ~ شرکت کی «ب کو دعوت د ï جو قریب ~ ا ¶ا ء ا v اقدس شریف ~ اور K ا ¶ کے جوار ~ بتاریخ ۲۷/ رجب ۱۳۵۰ھ _ بق ۷/ ڈ c ۱۹۳۱ء شبِ c اج کے ا ارک موقع کو منعقد کی جائے گی۔

اس لیے اُ y ہے کہ «ب ان ا ô بِ D و دانش کے ساتھ جو 9 اقدام و ۃ کی تجاویز کے U ؤں سے بحث کریں گے۔ اپنے Ë افکار و t اروں سے انجمن کو æ فرما N گے اُ y ہے کہ اس با b تعاونِ فکری کا ا Y اور ا ارک اثر ہوگا اور تاریخ ~ دِ ا s می ~ اس کا بھی ایک اہم £م ہوگا۔ آ y ~ ہم خدائے عز وجل سے طالبِ دُعا کہ وہ øری æ ؤں سے درگزر فرمائے اور اس ~ نک تار O ~ ø رے لیے اپنی ہدایت کی Ó روشن کرے۔ خدمتِ ا s می

کے لیےøری 9 رÙی فرمائے اور خدائے تعا \ نے فرمایا ہے o³Ø

اگاری کے اور پر n تم : À F! ô

Ñ سے ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور زیادتی کے لیے ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ وا ؟م

اور و برکاتہٗ

òs Z Z K g

; Z Z

w فکرو ن، برتہ (طرا $) کا ایک ا ´ ð :

° ° Z ° Z Z

گزرے صدیوں کے تار [وا u ت کے _ ۔ سے ثابت ہو گیا ہے کہ د نوں کے اندر (امسیار اور فرقہ È یاں جو Âب ا v اور سے t ائی سے ê واعراض کا ³ ہے۔ اسی کی وz سے (اقوام کو یہ موقع 5 ہے کہ ان کے ایک فرقہ کے بعد دوسرے فرقہ اور ایک گروہ کے بعد دوسرے گروہ کے Œ ~ ذلت وحرمان ó کا طوق z تے جا N ۔ چوں کہ ایک فریق کو دوسرے فریق کے ساتھ ^ ردی کے ا ^ سات 7 رہے اس لیے ایک فریق دوسرے فریق کی 6ں سے بے حس ر Î ۔ ایک M عرصہ اس بے - کا گزرنے کے بعد خدا نے بعض درد q قائدین اُمت کو پیدا H جو اپنی با ن a دت کی وz سے د نوں کے اندر Ë اری اور ½ ئی Å روا ^ س کی روح پھو Ý Ñ اور د نوں کی اس خدمت کے لیے اپنی زندگی کے Ï ت کو وقف کر دیا۔ اس لیے ا ,ں نے ان ؟ یزوں پر غور کرنا شروع H جن کے ذر =اُمت ا s ð کے Ÿ کے اس ناسور کا ´ ج H جا ñ ۔ ا 4 با ن افراد ~ سے اس دور ~ عزت مآب نواب بہادر یار جنگ k کے y نامور قائدین ~ سے ۔ Z š دِا s ð کی سیاحت کرتے ہو ñ آپ د w = یف لا ñ ۔ آپ کی سیاحت کا Ñ اولین بھی رابطہ ا s ð کی ز Î کے لیے کڑیاں پیدا کرنا ہے۔ آپ نے د w کے اکابر قائدین سے 5 قا ' X جن ~ سے قابل ذکر W ہد Î شکری بک ا Á ا W ہد I a بک Åi å ادی ۔ ان سے اس اہم X پر W رہی۔ اسی طرح وہ ^ عزت مآب ا £ ز کی پاشاہ اور عزت مآب Z· پاشاہ

سے5قات کی اورقدس ~ <ا s می ا d کے صدر ¦ا }الحسینی سے5قا ' X اورسب کے اتفاق سے حسبِø ذیل تجاویز پاس K گئے :

1- کہ ‹ن آج کل جس پھوٹ اور انتشار کے دور سے گزر رہے اس کے ´ج و تدارک کے لیے ا ,وسائل کی ú کی جا ñ جو ان کے اندر اتحاد و ¬ کے ا k نات کو پیدا کریں اور ان کو ½ ع ا ^س کی طرف مائل کریں۔

2- روابط B کے ا k نات کے حاصل کرنے کا سب سے اہم ذر ‗ ایک دوسرے کے حالات اور ا C ابات سے وا / اور با ¸ی ہے۔ اور اس کے لیے ایک ا ³ کا ª م 7 Ã ہے جس ~ Z ˜ لک اِ s ð کے قائدین ارکان F اور اپنے اپنے "ں کی Òú گی کرتے ہو ñ ا اُمم ا s ð کی بے K ں کے ا ò ب اور ان کے دور کرنے کی تدابیر سے بحث کریں گے اور ان کے Å ñ ہو ñ وقار کی بار , کی i تجاویز 7 کریں گے۔

3- اس ا ³ کے ª م کے بعد ایک Òú ہ w ú دی جا ñ گی جو وقت و £ م کا ç کر کے تمام اقطاعِ ا s ð سے با ِ افراد کو مدعو کرے گی اور جو w کہ اقدس شریف ~ قا ì ہو گی اس ~ اُور ¦ کے Òú ے شامل ر گے اور اس X ~ تبادلہ ì ال کریں گے۔

4- نواب بہادر یار جنگ k اس w کے اہم ارکان ~ سے ہوں گے جو ^ و ¦ کے اکابر وز q ء سے و«« فو «« مرا Hv کریں گے۔

5- نواب بہادر یار جنگ k نے اس ِ کے Ï ذ کے Ñ سے جن جن à ں کا دورہ H کیا اور وہاں کے جن قابل ا ô ب سے W کر کے ان ~ کام کرنے کی È ور É پا ð ان کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کر کے ø رے پاس روانہ کر دی ہے تا کہ بوقتِ ضرورت ان سے ربط قا Hì جا ñ۔

~Šåi ÅŽ

($ Ž)†', (t ... ِ ... gpe

تمرا s می عالم

|1350y p g 6Qg   kY ZM :{ŠΫ‡

۲۷/رجب،۷/@ن ۱۳۵۰ھم ۲۴/ †ری ۱۹۳۲ء

Ãخانã 1€ یہ-پوسٹ بکس ۱۵۷- Üن ۱۱۹

° ° Z° Z p

|ت برادر)م!ا ? م i

تمرا s می عالم کے ا ¶ حی * ~عالی «ب کے شریک نہ ہو سکنے کا بہت ا \ ں

ہوا جس کی وz عالی «ب کے Ë اور زرین t اروں سے ا . دہ کا موقع حاصل نہ ہو e۔ تاہم

اُ y ہے کہ ا 3ا اپنے £ صد کی اجرا ð ~عالی «ب کے تعاون ںے سے øوم نہ رہے گی۔

آ y ~دُعا ہے کہ خدا آپ کو اور ہم کو امن عالم کے Ñ سے ا ´ ء Ÿتو © کے کاموں

~ا î ک ود p کوقا ì اودا ì ار Ç۔

· @صدر تمر

نواب صاحب کے ^نامہ Š دِا s ðکی اشاعت جولا ð ۱۹۲۹ء ~ ںے ~آ ð۔

نواب صاحب نے دوران ^اپنی نوٹ بک ~جو تاثرات Ü فرما ñ تھے ان کا غذات کی مدد

سے یہ ^نامہ مرتب H Šکیا۔ اسی ^نامے کے ½ا سات 7 Ã ,ت ~درج ۔ اس

طرح یہ نواب صاحب کا خود نو نامہ ہے۔

k½« ^ Æ3 ZĐ ^

''ا ¨کدھر ^گر رہا ہے'' کے زیر Äان ۲۴/مارچ کو د ›عربک کالج ا R کی دروازے

~ ð ہو۔ اس H کا ا È م خوا ÂŒz می نے فرمایا تھا۔ ہر دو تقریریں اسی ^سے متعلق د ›

~ ہو N۔ اس H ~نواب صاحب کو خوا ÂŒz می نے ''ابن بطوطہ'' کا æب دیا۔

© ر آباد ~چار x ا ن 5ں کو جو نواب ;Z خاں صاحب کی کو _ ~منعقد

ہو ñ تھے نواب صاحب نے # طب فرمایا۔ ان تقاریر ~ '' تاثرات'' کے زیر Äان نواب

صاحب نےšدِا s ðکی سیاسی، مذ I اور çشرقی حالات کی پوری ?سی فرماðتھی۔

سچ تو یہ ہے کہ ”اس ^کے بعد نواب صاحب کی ùت اور آ ’ کے حدود وWتر

ہوo%اور عالم ا Sم کا S w ¤کے ساتھ آپ کی ,,وتدبیر کا á) بن کŠا۔

(33™ G Ý° Ƶ ¬ßñ ƵÐ ÑƵy—)

^šدِا s ðنے ا 1 £ ªدت کی ذمہ داریوں، yی ›نوں کے (ئل و

rئب، اôیزی سامراج اور ابنا ñوطن کی ر6دوا Eں کو بھی Îالاقوامی حالات کی روÝ

~ Kکا مو §غرا ہم H۔

ان کی بی روح Ëار ہو ð، ,,مومن نے yی ›نوں کے Wکی را 3

Xاور ا 1 2ل آ ÙH۔

e^

~ ŠŠŠ gtgŠ
z
6Â aÅžè

۱۲/اپریل۱۹۳۱ءکو بہادر خاں h لا í کے ~ز ’’رضوانی‘‘ ~ > سے روانہ ہو ñ۔

اور ۲۲/اپریل کو جدہ ã۔اس ~ز کے (فروں ~ Xل کے ایک Ÿ ز ر É سر Æ• یم

غزنوی بھی تھے، جو اس زمانے ~وا ۱۰ ñ yکی کو ± کے رÁ تھے۔ا ں, نے sز ~

ایک xورتی > بناðتھی جس ~Ÿ ز (فروں کو شریک HŠ تھا۔© آباد کا Òú ہ نواب

بہادر یار حنکkکو بنایا Šتھا۔ > نے یہ اOم بھی H کہ ناواقف (فروں کو (ئل حج سے آگاہ

H جا ñ۔حج کے ,اور oسک پر تقریریں کی جا Nاور ð نا ؍ کے بعد قرآن کا درس دیا

جا ñ۔روزانہ شام کو ~ز کے (فرعرشہ پر ¦ ہو جاتے تھے اور نواب صاحب حج اور دوسری

ا sŒیٰ دات کے اورا s می xت پر تقریریں کرتے تھے۔کامران سے ~ز جدہ کی

طرف روانہ ہوا اور جب ê قریب آیا تو (فروں نے حج و اہ کی ست ± سے احرام باندھ1 اور

ہر طرف سے È ۂ r او تو © کی صدا آنے Ð۔

{|

۲۲/اپریل ۱۹۳۱ء کو رضوانی È رگاہ جدہ ~ داخل ہوا۔جدہ کے ساحل کے قریب »ر

~ دور دور تک بڑے بڑے پہاڑ جن کی چو ^ں بعض (R آب سے صرف Pاونچ Ãn

آتی ۔درxنی را 3 بہت پر پیچ ہے اور واقف کار رÚکی امداد کے% ~ز آگے 7 بڑھ Y

چوں کہ جدہ پر کوð گودی 7 تھی اس لیے ~ز ساحل سے دور I تے تھے اور (فر gٹی gٹی

کشتیوں ~ سوار ہو کر ساحل تک í تھے۔یہ زمانہ حج کا تھا اور y *ن و ^ سے حاæں کے

F ˜ز بیک وقت آتے تھے۔اس لیے ساحل تک   آ اور بےÑر کشتیوں سے اُتاری ہوð
qوں کےm ر ~اپنا سامان ˆش کرنے ~ بہت وقت صرف ہوŠتا۔تاہم نواب صاحب نے
àجدہ کی § کے لیے¼وقت ïل ہی 1 اور Z بازاروں اور ²ں کود ¬۔

6 l

رات‰ذر =موٹر l معظّمہ روانہ ہو ñ۔اس زمانے ~ جدہ اور l کے در xن Å
سڑک تھی۔اس لیے ëر بہت N رہی اور & بجے رات کو l ã۔وہاں y نے جس kن
کا Oا Hم تھا، اس کی ایک 9 کی Kا ام کی طرف tتھی۔ ˜ں سے خانۂ ~، £م
ابرا ˝ اور Ä K ö آتے تھے۔نواب صاحب کو یہ kن بہت l آیا اور و ªم H ۔ Ì و
مروہ کی] اور /ہ سے فراغت تک ð ہو ˆ۔

ǥÕ

۸/ذی ا ¶۲۹ /اپریل کو Ö روانہ ہو ñ ˜ں Ó مت © آباد کی طرف سے ¤ دہ اور
آرام دہ kن کا Oا Hم Šتھا۔ (و f ب کی úز K / ~ادا کی یہ K دامن کوہ ~
واقع ہے ˜ں ـــــر رسالت ـــب í نے ªم فرمایا تھا۔ K بہت W ہے اور اس کا ö
.یت ¤ دہ ہے۔وسط ~ ایک K بنا ہوا ہے۔جس کو £م رسول ا ںv بیان H جاتا ہے۔ úز
)ء K کوثر ~ پڑھی جو K / سے ایک é کے فا , پر ہے۔یہ ایک g ٹی سی K ہے
˜ں رسول اکرمؐ پر سورۃ نازل ہوð تھی۔ Ö سے 1زËہ گزرتی ہے جو ہارون رæ کی
نامور زËہ کی yکردہ ہے۔اس پر g ٹے g ٹے حوض بناد ‰ جن سے حاæں
کے لیے پانی فراہم H جاتا ہے۔

ǥ„ á

دوسرے روز نواب صاحب Ö سے عرفات روانہ ہو ñ اور جب مزد 2 ã تو %وں
موٹریں عرفات کی طرف جاتی ہوð دیکھیں۔ ¥م ہوا کہ شاہی سواری جارہی ہے۔تھوڑی دیر
کے بعد ǤE گرد وغبار کا طوفان سا اُ V اور %وں اورŠں کا دل بادل Ã آیا۔تمام اونٹ تازہ اور
توانا تھے۔سب پر سواری کی زین Ë ہوð تھی اور ہر اونٹ پر ایک سوار احرام باندھے — ~

کارتوسوں کی پیٹی êڈالے "پر Èوق اور ہاتھ ~ Ë لیے ´تھا۔ دس پندرہ سواروں کے بعد
سلطان کا اونٹ تھا اور سلطان ابن سعود بھی اسی طرح ا ے کی زین پر Æ ©لی Àے کا
احرام باندھے ë جاتے تھے۔ ان کی اس سادگی اور اتباعِ سنت سے د Úوالے بہت
Oثر ہو ñ۔

] Ã² Ë

عرفات ~ † ر Øاور K !ہ کے در xن بہت Wا yان ہے اور فر 9حج کی
اداð کے لیے تمام دن Œں Hجاتا ہے۔ اس Wا yان ~ ہر طرف +ہی +Ãآتے
تھے۔ عرب کی Þتی دھوپ نے ز }کو تپا دیا تھا سب لوگ Ä ~شرابور تھے۔ Ÿ پر گرد کی
G جم ^ ‰، ہونٹ È ہو رہے تھے۔ nوں سے Kنی تکلیف کے آثار ہویدا تھے p
سب کے دل äور تھے کہ ا vنے یہ ا رک دن بھی د آیا اور حج کی Xدت , ہو ð۔ بعد
×دُعا ñعرفات پڑھی ^۔ (کے بعد روا کی تیاریاں شروع ہو Nاور fب کے بعد یہ
Wا yان خالی ہونے Î۔

Xª ~ Ö

۱۰/ ذی ا ¶کو مزد 2 سے Ö ã ۔ 0ہ ~رمی (Hا۔ اس کے بعد قربانی کے
دÆ ذبح کرنے کے لیے ÷ ‰۔ یہ £م آبادی سے ¼فا , پر ہے۔ اس کے اطراف بڑے
بڑے گڑھے 5ے ہو ñ تھے۔ ایک yان ~۔.. وں، د tں، ھوں، اںŠ اور گاÇں کا
Wم تھا۔ لوگ yیدتے اور ذبح کرتے تھے۔ تھوڑا سا گوشت تو ساتھ لے جاتے تھے اور باقی و
gڑ د ï تھے۔ قربانی کی 3 BÓمت لے gتھی اور M اار ~ گوشت گڑھوں ~ دفن
کر دیا جاتا تھا۔ قربانی کا گوشت اس طرح ضائع ہونے پر نواب صاحب کو بہت ا \ں ہوا۔
ا ,ں نے Óمت کو یہ tارہ دیا کہ اس کو جدید 6ð طر hں سے ôظ کر کے فروخت Hجا ñ
اور برآمد بھی Hجا ñ۔ تا کہ اہل oکو جن کے وسائل çش بہت öود 5بہ مالی فائدہ
حاصل ہو n۔

] gti èsZ

۱۱/ذی ا ‖کو نواب صاحب طوافِ زیارت کے لیے I معظّمہ روانہ ہو ñ ۔Ö سے I تک یہ ^ گدھوں پر کرنا پڑا اور بہت تکلیف دہ ثابت ہوا۔ ان پر خو یں Ë ہو ð ‰ p رکاب نہ تھے۔ گدھے والا و 9و 9 سے گدھے کی # پر x برساتا اور گدھا بدک کر بے تحاشا دوڑنے 4 تھا۔ ا + حالت ~ K ی توازن کو Üe Â ہو جاتا تھا۔ نواب صاحب کے لیے یہ ایک * اور د p تجربہ تھا اور جو ^ بہت آسان ¥ م ہوتا تھا بڑا ہی Â ثابت ہوا۔ نواب صاحب جب I ãتو حرم کو تقریã خالی پایا۔ اکی * ں سنسان ‰ ۔ دکانوں پر ٖ پڑے تھے Y ں کہ سارے دکاندار Ö ~ تھے۔ طواف سے فارغ ہو کر I سے روانہ ہو ñ اور آدھی رات کو Ö واپس آ ñ ۔

áÒw) ã© Â

Ö ~ نواب صاحب، ا ÷ امان ا v خاں سابق شاہ ا j نستان، تو © پاشا اور (ل پاشا سے 5 قات کی۔ تو © پاشا ترکی کی سابق سلطان ۱• + یز کے پوتے اور حج کی غرض سے آ ñ تھے۔ ترکی سے ° وطن ہونے کے بعد فرانس ~ j نت ا) رکر لی تھی۔ ا ,ں نے بڑی ›ت سے اپنی بے بسی اور بے ^ ف زندگی پر Ö را \ ں H تو ان کو t ارہ دیا کہ وہ مایوس Á حالات ~ اپنے اجداد کی طرح عزم و È سے کام B اور › نوں کے اتحاد و ترقی کے لیے کوشش کریں۔ (ل پاشا غازی اور انور پاشا کے ماتحت ترکی کی افواج کے ¾ ل تھے اور جب نواب صاحب سے A تو وہ ابن سعود کی افواج کے ⅜ نڈر تھے۔ چوں کہ وہ ا ô یزی بھی جا... تھے اس لیے نواب صاحب نے بہت دیر تک ان سے تبادلہ Ì ل H اور انور پاشا کے حالات دریافت کرتے رہے۔

] ‡5Ð V{vZ ãZá

شاہ امان ا v خاں بھی فر 9 حج ادا کرنے آ ñ تھے اور نواب صاحب سے بڑے ا Ü ق وا ام سے 7 آ ñ ۔ نواب صاحب نے اس امان ا v خاں ~ جو تصویر شاہ ا j نستان کی { ز~ w ~ ا ,ں نے s د@ تھی اور اس غریب الوطن بے یار و مددگار امان ا v خاں

وآ ن کا فرق پایا۔اب امان ا v خاں کا ا d نی تنو q Ÿ سوکھ کر آدھا رہ Š تھا۔ڈاڑھی بڑھی ہو ð تھی، n ہ سے شاہی رعب داب غائب تھا اور حرکات وسکنات ~ "و ¾ نواب صاحب نے امان ا v خاں سے اپنا تعارف کراتے ہو ñ فارسی ~ ¹ کہ ~ اپنے آپ کو ا jن ë ہو ñ اس لیے شرم C ں کرتا ہوں کہ اس قوم نے اپنے ایک ت د y ہ í اور ترقی l x ان کو تکلیف دی، ° وطن H اور خود اپنے o کو اتنا زبردست v ن à یا جس کی ^ فی نا e ہے۔ا ÷ نے جواب دیا کہ ÷ ی قوم کو ÷ ی ا & حی تجاویز کے متعلق ß . ہو ð ۔ p ~ اپنے ا jن ہونے پر شر q ہ 7 ہوں اور یہ اُ ک ÷ ے لیے * 7 ہے۔Y ں کہ ا ,ں نے نہ صرف ÷ ے ساتھ É ÷ ے والد اور دادا کے ساتھ بھی اسی n کا اُ H تھا۔

ا jن ~ بغاوت کے ا ò ب پر W کرتے ہو ñ نواب صاحب نے جب پو Y کہ H آپ کو ¢ ہے کہ جو ¼ ہوا وہ j پرو •ہ کا ³ تھا تو امان ا v خاں نے جواب دیا کہ G ÷ ی ہر ? یز کو لا مذ Q کا رنگ دے کر پرو • H Š اور اُ پرا © م ا s م سے روگردانی کا الزام ر 3 Š ۔حالاں کہ خدا کے a سے ~ اب بھی راسخ ا •ہ ‹ن ہوں اور ا ¶ ء ا v مرتے دم تک رہوں گا۔ ~ نے o کے ا O می 5ç ت نا اہل ق Š ں سے á کر سرکاری V ں کو تفویض K ۔لڑ Y ں کی ½ کا È وبستہ H اور اپنی قوم کو v ب و 4 ن اقوام کے دوش بدوش 9 ا کرنے کی کوشش کی۔ p تمام ا & حات کے Ü ف Ñ ٹا پرو • H Š ۔پارچہ بافی اوردوسری Ø ں کے لیے جو ð j ا ان کے متعلق یہ H Š کہ ان 0 ں ~ مردوں کو ° یا جا ñ گا۔

ان زمانے ~ یہ ٍ یں شائع ہو رہی ‰ کہ امان ا v خاں اپنے o کو واپس جانا چا T ۔نواب صاحب نے جب اس کے متعلق دریافت H تو ا ÷ نے ¹ کہ ان کا ا) کو ð ارادہ 7 ہے۔اگر چہ ان کو یہ ¥ م ہوا ہے کہ اب ان کی قوم یہ C ں کرنے Ð ہے کہ وہ å ا اپنے o کے خواہ رہے اور تمام ا & حی تجاویز) مٹی پر مٹا E تھے۔اس کے بعد نواب صاحب نے دریافت H کہ H یہ 9 ہے کہ نادر خاں نے آپ سے یہ HÇ تھا کہ وہ آپ کے لیے تخت حاصل کریں گے اور فی Ò ل ا ,ں نے j قوم کے اصرار پر x انی کی ذمہ داری J ل کی ہے؟ اس

کے جواب ~ا ÷امان ا vخاں نے 1 کہ ہاں نادر خاں نے = سے ñ وعدہ H تھا اور اگر وہ اس کی پا Èی کرنا چا T تو قوم کو =واپس š نے پر آمادہ کر M تھے۔

ثریا اور ا ÷ کے آ Ò ہ پروگرام کے متعلق نواب صاحب کے استفسار پر ا ÷ نے 1 کہ وہ اس سال حج کے لیے نہ آ Ã p توقع ہے کہ آ Ò ہ سال ضرور آ N گی۔ ہم نے Oا ~ x ذj ت ا) رکر لی ہے اور ~و واپس جا ؤں گا ~نے ہر سال حج کا Hp ہے Yں کہ یہ ‹ نوں کا اہم ترین مذ ½ا ع ہے جس کا ایک اہم Ñ یہ بھی ہے کہ Z ا · عِ عالم کے ‹ ن ایک دوسرے سے واقف ہوں ۔Œں F لوگوں سے 5قات ہو ð جن سے وا / باعثِ ä ت ہے۔ اور اگر حج کی وz سے یہ ½ع نہ ہوتا تو ا , ˜ زا فراد سے 5قات کا کو ð ا k ان نہ تھا۔ اس کے بعد بہت دیر تک ا ÷ نے ©ر آباد کے حالات اور yی ‹ نوں کے متعلق W کی اور اتحاد ا s می اور ‹ نوں کی ç شرتی اور ا O دی ا & ح کے لیے نواب صاحب کی تجاویز سے اتفاق H۔

` S ~ZY

Ö اور l بہادر خاں نے yو *ن کے ´وہ انڈو k ، ^، شام، ایران اور دوسرے F ˜لک کے ‹ نوں سے جو حج کے لیے آ ñ تھے 5قات کی اور ان Žں کے حالات ¥م K۔ اس سال صرف ا } : ہزار sج آ ñ تھے، جن ~ا Ò یت اہل جاوا کی تھی اور ان ~زیادہ تر نوجوان تھے۔ اس کی وz یہ ¥م ہو ð کہ جاوی À اس وقت تک شادی 7 کرتے جب تک فر 9 حج ادا نہ ہو جا ñ ۔ ہر نے حج کرنے کے بعد اپنے aف سے باقاعدہ حاصل کرنا تھا اس ~جاوی نام کے ´وہ اس کا عربی نام بھی درج H جاتا تھا۔ جاوا سے آنے والے حاجی کافی خوش حال تھے اور ان ~کو ð نے دوسروں کے آگے ہاتھ ; تا Ã 7 آیا p ان کے بر@ yو *ن کے حاæ ں ~ ® ا افراد کی ا Ò یت تھی اور ان ~ 9لوگ (vہونے کی وz سے عین زمانہ حج ~دوسروں سے امداد Ô کرتے تھے۔

¼Ž ~ U{

نواب صاحب ۱۲/ تار õ کو بعد زوال رمی (رسے فارغ ہو ñ اور Ö سے l معظّمہ

روانہ ہو‰۔ وہاں دو روز تک 5 قاتوں، زیارتوں اور مد Üë رہ جانے کے لیے موٹروں اور

دوسری ضروریات کے O۱م ~ ۋف رہے۔ حاæں کے لیے ۱۵/ذی ا ‖ کو خانہ ~ ~

دا¼/ گا¼ O۱ مH Šتھا۔ خانہ ~ گا ã برداری کس & روپے لے کردا¼/ کی اجازت دê تھا۔

pنواب صاحب نے اس طرح کونا H۔ آ y یہ طے ہوا کہ باہر نکلâ کے بعد وہ جو o سب

گےÅ۱م دیں گے۔ ایک gٹی سی ھی کے ذر = ~ ~ داخل ہو ñ۔ خانہ ~ 6

کہ باہر سے Ãآتا ہے ایک مربع qرت ہے جو چاروں دیواروں اور & g ٹے g ٹے

2نوں پر قا ì ہے۔ n مرمر کا فرش ہے اور دیواروں پر Z رنگ کے Î کے مرمر

جڑے ہو ñ ۔ دیواروں کا بڑا z ایک سرخ ر § پردے سے Ö ہوا ہے جس پر ا ء ا Þ

بافت K‰ ۔ ز پر بھی ر §À اچڑھا ہوا ہے۔ Ðں 2نوں کے در xن Çی Îکر

ان پر سونے چاندی اور لوہے کی قدیم وضع ¥ fآویزاں کی ^ ‰ جو زمانہ قدیم کے

بادشاہوں نے نذر گزرانی ‰۔

¤ ç »@ gæ

اسی روز شام کو بہادر خاں نے ا کے ایک رد ´ادارہ مدرسہ صولتیہ کا ç ¤H۔

مولانا ر ∅۱ vد › کے ر والے تھے اور ۱۸۵۷ء کی تحریک کے بعد ا ~ jت ا) رکر لی

تھی۔ ان کو یہ iل ہوا کہ ا جو عالم ا s می کا د ´مرکز ہے، د ہمات کی ایک درس گاہ قا ìکی

جا ñ ۔ y و *ن کی ایک ~ل خاتون صولت ا û ء H نے اس ادارے کے ªم کی ذمہ داری

Jل کر لی۔ مدرسہ کی قدیم qرت ان ہی کے سرمایہ سے yہو ð۔

] ‡5Ð Š 0 Žy Î

۱۶/ذی ا ‖ کو نواب صاحب نے سلطان ابن سعود اورا ÷ ß سے 5قات کی۔ عربی

وقت کے _بق & بجے کے قریب سرکاری موٹر ~ نواب صاحب سلطان کی جدید ªم گاہ پر

ã جو Ö کے را 5 ~ y کی ^ ہے۔ ایک W# ے ~ ~ں دیواروں سے æقی وضع

کے کوچ Ñ ہو ñ تھے اور ہ قا A کا فرش تھا، نواب صاحب کو è یا Šگا۔ اس وقت سلطان

بدوی Dئل کے ì خ سے 5قات ~ ۋف تھے۔ ان ~ سے ہر ایک اپنے \ کا سردار تھا

اور دس دس بارہ بارہ ہزار آ د ñ ں پر Óمت کرتا تھا pان ì خ کی ظاہری وضع s ¼ ⁄ 1 +تھی

کہ کوðان سے gr کرنا بھی گوارہ نہ کر Y تھا۔ Ÿاور [س ðì سے بے *ز، بر ^پا اور گرد

وغبار ~اٹے ہو ñ ۔ pسلطان ان کی پوری پوری تواضع کرنے پر 6ر تھے۔ ورنہ بغاوت

کرد ï ۔ جب سلطان ان کی 5قات سے فارغ ہو ñ تو پراÇیٹ h ñی نواب صاحب کو

سلطان کے #ے ~ لے‰%جو ×زیادہ آرا 3تھا۔ #ے ~داخل ہوتے ہی سلطان نے

سروقد ا *دہ ہو کر sم کا جواب دیا اور اپنے قریب èیا۔ سلطان ابن سعود طویل Øمت ،

چوڑے . اور دوہرے بدن کے انسان تھے۔ nے پر رعب اور آ \ں سے آثار ٖ ظاہر

تھے۔ نواب صاحب نے ان سے Z (ئل پر Wکی اور ان کی اصابت را ñ کے قائل

ہو‰% ۔ اتحادا sمی کے متعلق Wکرتے ہو ñ سلطان نے یہ ìل ظاہرH کہ جب تک

‹ن ا%ف ئدکو دور نہ کردیں نے وہ ایک نہ ہو Ã گے۔ نواب صاحب نے 1کہ ئد

کا ا%ف دور کرنا õل ہے اس لیے اتحاد کی 4ین صورت فیÒل ٖ ہے کہ ان ا%قات

کے باوجودا ·اک اُمور کی حد تک ‹ن ہوجا Nاور ا%فی اُمور ~اُلجھے سے ا از

کریں۔ ہر ۂ کو اپنے ئد کے _بق ۂ کرنے کی آزادی حاصل رہے pوہBاتحاد اورB

¢دکو بہرصورتÅظر Ç ۔ سلطان نے بھی اس را ñ سے اتفاقH۔ سیاسیات y پر W

کرتے ہو ñ سلطان نے 1کہ ‹نانِ yکو yوîں سے شدید çات لاحق اور اگر yو

راج قا ìہوگیاŠ تو وہ yو *ن سے ‹نوں کو+ کرد ¶کی پوری کوشش کریں گے۔ ‹نوں

کی $ور حالت کے Ã 7یہ ضروری ہے کہ وہ ا ôیزی Óمت کے خاتمہ سے ¬ہی اپنی

سیاسی تنظیم کر کے قوت و استحکام حاصل کر B تاکہ# 5کی طاقت اور تنظیم اس کو vان نہ

~ à n ۔ر Áہوتے وقت سلطان نے نواب صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ ~لے کر 1کہ ~

آپ کے ìلات سے بہتOثر ہوا ہوں اور اگر آپ سے Yکا پھر موقع Aتو =ا •ð

äت ہوگی۔

ß ÷ Z

سلطان ابن سعود سے ر Áہو کر نواب صاحب سلطان کے فرزند اور نائب ا À

Pادہ ß سے Y‰جوشریف @سابق شریف ا کے kان ~ { تھے۔ ßایک
بڑے #ے ~ںَاہ شامی وزیر خارz کے ساتھ Æہو ñ تھے۔ان کا دربار سلطان کی بہ Ú
زیادہ شاندار تھا۔تقرãایک سو©فوجی Çیدار دونوں جانب فرش پر Æہو ñ تھے۔نواب
صاحب کے داخل ہوتے ہی Pادہ اور ان کے ساتھ فوجی Çیدار 9ے ہو‰۔ یہ بہت
بارعب ©تھا۔ ßاس وقت ایک نازک اندام نوجوان تھے۔بہ دورانِ Wنواب صاحب نے
1 کہ اہل sز کی ½کی طرف زیادہ توzکی ضرورت ہے۔ oزرا 7 ہے اور áکی
پیداوار . یت ناکافی ہوتی ہے۔تجارت بھی ایک رخی aدرآمد ہی درآمد ہے۔اس لیے یہ ضروری
ہے کہ زراعت اور تجارت کی ترقی وا &ح کی کوشش کی جا ñ Åوحرفت کوفروغ دیا جا ñ
اور کارخانے قا ì Kجا N۔ورنہ oکےا#س ~اضافہ ہوتا رہے گا۔نواب صاحب نے
P Øں کے aم اور سعودی nکی ا &ح وترو óکے متعلق بھی ¼تجاویز 7 Xجن کو
نائبہ Àنے بہت H۔

] gti Å öWZ¼

۱۷/ذی ا ‖کونواب صاحب حہ½ا öکی زیارت کے لیے‰۔یہ وہ Gن*
ہے جس ~ |ات ïE ا «ôاور |ات آ اُکے ´وہ |ات ïEاور |ات
•v اور(ہ اجداد رسول ا v -اv mÅاور ¼د Y ا ;ôر بہٗ مدفون ۔نجدیوں کی
Óمت قا ì ہونے کے بعد ا kدبدعت کے طوفان نے سب سے زیادہ اسی G *ن کوO ثر H۔
Gیں Uر کی ا ،Õگراد ‰۔ |ات خد ؓ اور |ات آ اُکے مزاروں کو ر کردیا
ŠتاکہکوÕزیارت نہ کر n۔Jں اور مزاروں کے بجا ñہر طرف ßاور گارے کے ڈ fÃ
آنے Ñ۔ GPوں کے صرف اان باقی رہ‰۔ایک بوڑھے Mنے |ات •v ا بن
زبیرؓ، |ات ا ء ‰ابی . .ؓ اور |ات • الر Ýبن ابی . .ؓ کے مزاروں کی اا ندہی کی اور
نواب صاحب نے ان Gوں پر بھی فا Bپڑھی۔
حہ½ا öسے واپس آتے ہو ñرا 5 ~مولد رسول ا vدؐ ¬جس پر KLبنا ہوا
تھا۔لوگ Œں Õڑ پُڑا _تھے ا Wلس ~دمنعقد ہوتی ‰ pاب صرف yان باقی رہ

سکتا ہے۔q رت کا نام وہاں تک 7۔نواب صاحب کو یہ دN کر بڑا رنج ہوا کہ اس اس) پر
ہر طرف Ý ظت # پڑی تھی۔اس کے بعد نواب صاحب نے ات ابو..ؓ کے y کی بھی
زیارت کی۔نجدیوں نے اس کو بھی âم کر دیا ہے اور صرف ôر باقی رہ% ۔

æÜgž

اسی روز (کی úز سے انواب صاحب نے طواف وداع H اور بعد úز f ب مد Ü
ëرہ کے ^پر روانہ ہو ñ۔جدہ تک ^ایک gٹی موٹر ~ طےH۔چاندنی رات A yاں
اور صاف ہوا ~ یہ ^بڑا ہی پر تھا۔جدہ سے قریب ایک ©ہ خانے ~رات ¬کی اور ð
سویرے جدہ ~نواب صاحب کو ایک h اموٹر کار کرایہ پر لی ^اور (کے وقت ©آبادی
حاæں کا قا •جدہ سے مد Üëرہ روانہ ہوا۔موٹریں »ر کے (رے (رے .یت صاف
اور b yاں ~ پوری رëر سے دوڑنے '۔دربار رسالت ~حاضری کے دل خوش Á
تصور سے دل äت سے ©رہو%اور مد Ü کے یہ (فراپنی خوش Á پر ناز کرنے Ñ۔

Šgxã 2 B

عربی وقت کے _بق & بجے رات کو Gnن ã۔مد Üکے را 5 ~ہر ä æ
گز کے فا A پر Lر کے پتے اور vس کے Bڈال کر بڑے بڑے Wا©ہ خانے قا ì K
‰ ۔ ˜ںsج اور عاز { مد Ü ,ن دور کرتے ۔ان ~جو £مات »ر سے
قریب وہاں ا ہو ð T اور زندہ اور تلے ہو ñ فا ± مل جاتے ۔چا ñ اور ©ہ کا بھی
O ام ہوتا اور بان سے بنی ہو ð کرسی ú چار پا× ں بھی کرا ñ پر Q ۔Gnن سے روانہ
ہو ñ تورا 5 ~ Ý وفراز اور ریگ کا Ÿشروع ہوا۔رات کو طول نامی ایک £م پر ã
اور Dرات ¬کی۔طول سے ò کر .یت yب را 5 سے دو چار ہو ñ۔دو پہر کو رابغ ã
جو ایک gٹی سی Èرگاہ ہے اور ˜ں L Lgٹی تجارتی Vں آجاتی ۔تھوڑی دیر کے
بعد شدید دھوپ ~آگے روانہ ہو ñ اور رات کو بیر ابن ن ã۔را 3 بہت yب اور
تکلیف دہ تھا۔F مر ûموٹر ریت ~ ™ اور o تمام ïآلی ^۔دوسرے روز بیر ابن ن
سے Gåرو انہ ہو ñ۔یہ تمام را 3 مد Üتک پہاڑی ہے۔بڑی بڑی پہاڑیوں کا پیچ در پیچ Ÿ

ہے جن کے درxن وادیاں اور yاان جو مدÜëرہ تک ^Š ہے۔ بعض £مات پر تو یہ
Cں ہوتا ہے کہ چاروں طرف پہاڑ اور موٹر کے لیے آگے کو ðرا 3 7 Ëp gٹی سی
vٹی سے اُترنے یا Ë پہاڑ کا 6کا U کے بعد qں Wا yاان Ãآتا ہے جس ~ }
ببول کے درخت اور {Äڑیاں د3ð د Î ۔ ان پہاڑوں ~عربوں کی gٹی gٹی
àں آباد پہاڑ کے دامن ~ } gٹے gٹے ßوں کو ¦کر کے دیوار سی بنالی
^ہے جس سے cہوا پانی روک 1 جاتا ہے اور باجرہ اور جوار کی کاشت ہوتی ہے۔

مدÜ کے را 3 ~ پیدل ^کرنے والے عاشقانِ رسول نے نواب صاحب کو بہت
Oثر H۔ ان ~زیادہ تعدادا jنوں کی ہے۔ ئےسا _ # سے لٹکا ہوا، کاندھے پر پانی کی
v، ہاتھ ~ بھاری بھرکم ¡، عرب کی مٹی ہو ðریگ پر . یت ا Eن سے ^گزر رہے تھے۔
اور موسم کی یاß ابی تنگ د4 اور دور دراز ^کی (ت ان کی Ã ~کو ðا Ì 7رکھ ß‰%۔

k # ZV1^2

اس ^ ~نواب صاحب نے عربوں کی # کت وا#س کے بعض Ðوغریب o ø
د A۔ ہر) موٹرُر È ہی بچے، بوڑھے، مرد، عور 'سب ہر طرف سے کھڑے £لیئے یا Òا ج اور
حج =ل، زیارت =ل کی صدا Nآ '۔ gٹے بچے ¨ Êگز ˜اور لڑکHں ناچ
ناچ کر گا 'فا Ò، فا Ò ‰ا #ٗ۔ بیرا بن ن ~ 3نے کے بعد , خوان Äڑا کا Šتو
بدوی لڑکHں ز { پر سے چاول کے دانے چن چن کر 3 نے '۔ اس © سے نواب صاحب
اس قدر Qثر ہو ñکہ پورا نا ٖان لوگوں ~ ,,کروادیا۔ دوپہر کی Þتی دھوپ ~بھی 4
بر ^بجے اور سیاہ بر ُں ~ n ہو ðبدوی عور ' ,,ما `کے لیے ¦ہوجا '۔ مدÜ
~اور خود حرم شریف ~بھی ا ات ما `والوں کی ¶نہ تھی۔ نواب صاحب اربابِ ا Mارکو
#کت زدہ عوام کی قابل رحم حالت پر áHz اور 1کہ یہ ا#س o و I کے لیے بہت
ثابت ہوگا۔ اگر حر {شر > ~ (Çں کا دا¼Nع نہ ہوتا تو |ð + ›نوں کے
ا#س سے فائدہ اُV کر اپنے اثرات (لیئے £ اور ›نوں پر بہت برا اثر پڑتا۔ اگرچہ یوں
کے çہ سے یہ سرز { ôظ ہے pاس کا یہ Èہرگز 7کہ ا#س سے پیدا ہونے والی

دوسری Ÿ ابیوں سے یہ o ô ظر رہے گا۔

Š~ Üæ

K سے روانہ ہونے کے بعد موٹر ایک پہاڑ پر چڑھی تو K tی کے C Є– f ر
اوران کے در xن !نورانی ÷ Ãآنے Ì۔نواب صاحب کی آ \ں سے بے ا) رآ 2
جاری ہو‰ اور زبان پر ا ?م h یا رسول ا v کا ورد شروع ہوگئی۔ ¼دیر کے بعد سر !
نخلستانوں کا Ÿشروع ہوا اور مد Üکے قریب ãتو بیرونِ à ںq رتوں کے ô رÃÌ ñ جو
گز ربع صدی کے ا z ب کی یاد تازہ کرد ï تھے۔ ترکوں کے Ç Óمت کی عالی شان 1
U رشدہ q رتوں، s زر w ے کے ویران ا ø، ٹوٹے ہو ñ ڈبوں اور ا 9ی ہو ð پٹریوں کو
دN کر شریف @ کی کار ** ں Ãآنے ' ۔مد Üë رہ í ہی نواب صاحب نے بارگاہ
سرور کو 2 پر s م عرض H اور خدا کا شکر بجالا ñ کہ ایک ھکلے ہو ñ Ýم کو اپنے آقا کے آ * نے
پر حاضری کی X دت , ہو ð۔

, K Å Ž Ô

مد Ü © ~نواب صاحب کے وقت کا بڑا z K tی ~گزرتا تھا اور باقی ماندہ
وقت دوسرے !ں £مات کی زیارت اور 5 قاتوں ~صرف ہوتا۔ K tی کے ´وہ مد Ü
~F اور K یں بھی (© لی ا Ì رکھی B ۔۲۱/ذی ا ¶ کو (کے بعد نواب صاحب مد Ü
© کی -ں ~ o قدمی کے لیے †۔ ¬ ا ,ں نے K tی کے f بی جانب تقر ã چار
فرلانگ کے فا , پر واقع ہے۔ یہ وہ £م ہے ˜ں بعد ó ت ـــــ ر نے ú زیر پڑھی تھی اور ابر
نے آپ پر سایہ H تھا۔ یہ (ô ظ تھی اور لوگ Œ ں پر Ò ú ئیں پڑھا کرتے تھے۔ سلطان
ا• Ø نے وہاں ایک عالی شان K بنا دی۔ اہل مد Ü عید کی ú زا سی K ~ادا کرتے ۔
qK مہ سے قریب ہی (جد |ت ابو...، |ت أو |ت Z واقع ۔ان (جد کے
متعلق نواب صاحب کا ìل تھا کہ K tی کی موجودگی ~ان ô بہ کرام نے الگ الگ K یں
نہ بنوا ð ہوں گی É یہ ان |ات کے k ان ہوں گے جو عرصہ تک خالی اور ô ظ تھے اور سلطان
ا• Ø نے ان k نوں کو K وں کی شکل دے دی۔ سلطان ا• Ø بہت خوش o ہ تھے اور

ا ,ں نے مدÜ © ~اپنیF yی یادگاریں gڑی ـO çمذکورہ بالا (جد کے ´وہ
خودحرمی کی yواضافہ اور بابِ ی بھی ان کی یادگار ۔

] gtiÅüZ¼

۲۲/ذی ا کو ðسویرے بارگاہ ت خانم éپر sم عرض کرنے کے بعد نواب صاحب ü کی زیارت کو %جو روضۂ اقدس سے تقریã ڈیڑھ فرلانگ تیرہ سو برس ¬ آل وا ôبِ رسول، تا É وتبع تا É، اور 1ء ا v، ا · ب واوتاد ہزاروں ÉÅلاں کی تعداد ~مدفون ۔

نواب صاحب نے اس G *ن ~ازواج 0ت ت ابرا ابن رسول ا v، ت فا Ò، ت زس5، ت ر ، ت اُم کلثوم، ت —، ت ¢ن، ت زین ا ° بدین، ت باقر، ت Qصادق، ت امام مالک اور دوسرے Fبزرگانِ دین کے مزاروں پر حاضری دی۔ نجدیوں نے ü ~بھی تمام Õگراد ـG یں توڑ دیں اور gـٹے ß (کرصرف PGوں کے ان باقی رÇ۔ اس رو cوفـG *ن پر اہل ` ñہو ñ Eکا áن ہوتا تھا اور اس ٭ت ناک ©کا نواب صاحب کے دل پر بہت اثر ہوا۔ ü ~عورتوں کے دا ¾کی ~ Æکردی تھی اور پو : کے سپاہی اس امر کی ôانی کرتے تھے کہ زائرین نہ تو Gکو ہاتھ Î N نہ بوسہ دیں اور نہ oت qی کے ساتھ سر q N۔

§ Å] ! Y¼j1

اسی روز شام کو نواب صاحب نے مدÜ کے اطراف باغات کی §کی جن کا Ÿ qں تک Šتھا۔ ان باغوں ~ Lر، اüر اور ا Î کے ´وہ •ب اور ترکاریوں کی کاشت بھی ہوتی تھی۔ مد Ü ©کو 1زرقاء §ب کرتی ہے جس کا پانی لذت ®فت، è ´اور ðÌ کے لیے رہے۔ اس 1 کے Oام کے لیے ایک wبنا ð تھی جو عوام کے Pہ سے ð ضہ کام ا م د Î تھی۔ اس w نے پانی کے پمپ Ïا ñ تھے اور àکے Ò£ مات پر نل بھی · Kتھے تا کہ اہل àبہ تعداد Mا . دہ کر Ã۔ اس کام کی Š کے لیے © آباد سے بھی Pہ

روانہ Hہ Šă تھا۔

ÉGK z{Ú*¦ Ž

نواب صاحب DK، مزار ¦ناÚ ؒہ اور † احد کی زیارت کرنا چا T تھے p دوروز سے بخار ~ 2 تھے۔ à کے اندر موٹروں کا دا ¼N ع تھا، اس لیے ا ÷ مد Ü سے موٹر ~ جانے کی اجازت حاصل کی ^۔ (کے وقت | تلÚ ؒہ کے مزار پر حاضر ہو ñ۔ ¬اس مزار پر بھی بہت بڑا Kتھا جو نجدیوں نے توڑ ڈالا۔ ماہ رجب ~Œں بڑا ~4 تھا۔ اب اس کو بھی D ودکر دیا Šă ہے۔ |تلÚ ؒہ کا مزار † احد کے دامن ~ ہے جس کو ¦ÉGÀ ¹ Šă ہے Œں سے نواب صاحب ÉGK ‰ جو ایک r پر واقع ہے۔ ¸ gٹی سی K وہ تار] £م ہے ˜ںA یل ,کا ¬صادر ہوا تھا۔ ایک gٹی سی دیوار کے ذر = سےا Yں کی ' ظاہر کی ^ ہے جس ~Øاب بھی Ñ ہو ð ہے۔ اس K کے متعلق نواب صاحب کا ìل تھا کہ £م کی ¡تو ثابت ہے p یہ ´ 'بعد کو بنا ð ^ ۔

DK

ÉGK د Ú کے بعد نواب صاحب DK کی جانب روانہ ہو ñ D وہ £م ہے ˜ں ـــــرؒ نے óت کے بعد ¼لون ªم فرمایا تھا او Œں کی K زمانہ ا sم کی سب سے « K ہے۔ قرن اول ~K h Âتھی ˜ں ô ہ کرام کے k نات بھی تھے۔ یہ K . بیت W اور طویل وعریض ہے۔ æقی z ~ ایک Øاب ہے جس کو Øاب ¼ÉG ¦ ý ë ۔ Œں ـــــرؒ پر خانہٴ ~کاا ïف ہوا تھا۔ وسط K ~ بھی ایک Øاب ہے اور یہ وہ £م ہے ˜ں اس K کی W ~ آیات نازل ہو ð ‰ ۔ K ~ ایک چو ôی ہے جس کو '' برک Üقہ '' ë ª وہ (˜ں رسول ا v اُکی اُو ٹنی Ö تھی ۔ fبی گوشے ~ ایک K ہے جس کو £مِ Zؓ ë اور اس سے قریب بھی ایک K ہے جو '' بیر † م '' کے نام سے ر ہے۔ ¹ جاتا ہے کہ ¹ زرقاء کا È ہے جس سے سارا مد Ü § ب ہوتا ہے۔

gæö ÉÛ] Ž *Ññ

سر برآوردہ لوگوں سے 5 قات کا Ÿ مد Ü ~ بھی جاری رہا۔ ۲۵/ ذی ا ¶ کو Úز ò

کے بعد نواب صاحب اپنے DP دوست اXب کے ساتھ مولانا †ا [قی صاحب فرö
سے Y‰% جو قدیم وضع کے Š عالم مولانا †ا [ری فرö کے ا* دو قرابت دار تھے۔
چا : سال سے مد Ü © ~ { تھے اور وہاں ایک مدرسہ قا Hì جو بہت رہوا۔ © آباد
سے اس مدرسہ کو بھی ماہانہ امداد Q تھی۔ جب نواب صاحب ã تو ‰% شریف کا درس ہو رہا تھا۔
ترکی، کا `، بخارا، ا jا ن اور y و* ن تقر ã تمام ا٠ ع عالم کے C ء ¦ تھے۔ ان ~
بعض فارغ التحصیل f ء تھے جو G الرسول ~ حدیث پڑ '' کی X دت حاصل کرنے کے
لیے آ ñ تھے۔ درس « ہونے کے بعد نواب صاحب نے دیر تک Z موضوعات پر مولانا
†ا [قی سے W کی اور اہل مد Ü کے متعلق ¥ مات حاصل X۔

Z ÷Ü Ð5‡]

اسی روز بعد f ب ا ÷ مد Ü سے 5 قات کے لیے ‰% جو ® ا اور قدیم وضع کے
تھے۔ بڑے ا Ü ق سے 7 ñ اور بے Œ سے با 'کرنے Ñ۔ اس وقت ایک ^ ی اور
ایک y و* نی عالم کا امہ 7 تھا جن ~ شدید † ارہو تھی۔ ا ÷ نے ا% فی X کا .یت
معقول HY ۔ p y و* نی مولوی نے جن کا m اہل حدیث سے ہے .یت ß رویہ
ا)H جس سے ا ÷ کو بھی تکلیف ہو ð اور نواب صاحب کو بھی۔ اس 5 قات کا Ñ { کی
تمدنی و ç شرتی حالت، گداگری کے ا k د کی o سب تدابیر اور مد Ü © S î ~
نجدیوں کے طرزِ ن اور اس کے مذ ا و سیاسی ردِ ن کے متعلق W کرنا تھا۔ p f ء کے M
نے ا + بدمزگی پیدا کردی تھی کہ یہ W o سب نہ ¥ م ہو ð اور نواب صاحب تھوڑی دیر اِدھر
اُدھر کی با 'کر کے واپس آ ‰%۔ دو & روز کے بعد دوسری 5 قات ~ بعض ا & حی ود ´
(ئل پر W شروع ہو ð۔ اس مو § پر الو G ? ة ایک نجدی عالم بھی موجود تھے۔ p
اس > کارنگ بھی ¼) تھا کہ یہ Ÿ دیر تک جاری نہ رہ e۔

æÜ © Ð 3

۲۸/ ذی ا ‖ کو بعد ٴاز (نواب صاحب نے بارگاہِ رسالت ~ s م وداع عرض H اور
f ب سے مد Ü © سے جدہ روانہ ہو ñ۔ رات جدہ ~ ¬ کی۔ جب ë رہ ã تو ریت کے

زبردست طوفان سے سابقہ پڑا۔H و ! ہوا ریت اُڑا رہی تھی۔ gٹے gٹے 6 rصاف
ہوکر yان بن%oo تھے اور ˜ں ریت ¦ہوجاتی وہاں 6 rبن جاتے تھے۔ موٹروں کی
ëر !کر کے طوفان سے آگے نکلنےâ کی پوری کوشش کی pرابغ آتک یہ Ÿجاری رہا۔ ۱۳۰/
ذی ا ¶کوجدہ ã۔نواب صاحب کے N ñ ^دوسری øم کوجدہ سے ‹ روانہ ہو ñاور دو
دن کے بعد نواب صاحب ^کے لیے ’’šقی‘‘ نامی ˜ز ~جدہ سے بیروت روانہ ہو%oo۔

(Ñ ŠÕ ŠyØ· Ã± ñ. , £Z ,Z û% ¶Ŵ s Ž) *^ »B gŠ LZ)

@Š+e

ë E Šقدیم رومی زمانے کا àور پر c £م ہے۔ نئ آبادی، دونوں جانب برف سے
ڈ r ہو ñسر !پہاڑ۔

روñں نے Œں »صدی } ہی ~æ پٹر کا اور دوسری و Šی صدی ~یا کوس
(چاند کے دیوتا) کا qر بنایا جو .یت ıx ن yہے۔اس کے لیے ß ^کے £م سوان
سے jایاŠ تھا۔اس کے 2نوں کی Mð ۲۱فٹ اور ¢۸۰ سنٹی میٹر ہے۔ qر ~داخل ہوتے
ہی دیوڑھی Qہے جس کے دونوں طرف سپا •ں کے لیے برآمدے بنے ہو ñ جس کی ہر
جانب qرت اور gٹی بڑی ¾ 3 جن ~æ پٹر کی مور 'رنخ ہو ð %oo۔Mسال ~
جرëن نے اس کی 5ıð کی اور آثار برآمد Kاور آمور 'دسØب ہو Nاپنے ساتھ لے
ن نے گرجا ~ G ہی } یں صدی vجس کو پا سے آگے بڑھ کر قربان گاہ ہے À ö ۔%oo
بنایا۔قربان گاہ کے × ıx ن خÕہ تھی جس کے چھ 2ن اب تک موجود ۔ان
2نوں کی ـــــی جس ~ & ıß Eل ہو ñ ۔ساڑھے ا /گز اور ¢۷ فٹ ہے۔
کارنس پر 4ین آاب تک موجود ہے۔ عربوں نے جب اس کو i Hتوبت توڑ د اور اس
qرسے °کا کام 1۔ یا کوس کے qر کی fبی جانب ساتویں صدی } ہی ~ yشدہ K
اب تک باقی ہے۔

æپٹر کے qر ~آثار بہت برآمد ہو ñ pیا کوس کے qر ~¼بھی آثار پا ñ
7%oo۔æ پٹر کا qرایک öG qرت ہے جس کے اطراف ۶ فٹ ¢اور ساڑھے سولہ گز

طول کے 2نوں اور , ßوں کی ن کا ایک .یت خوبصورت اور شاندار برآمدہ ہے۔ »

کے اندرونی جانب ,تی وضع کے ا ,ہی بڑے بڑے 2ن ۔ »کی ن گر ^ pدا¼

کا Xا ن دروازہ جس کے اطراف مرمر کے .یت نازک Ýش بنے ہو ñ ،اس

کی اندرونی جانب ðں کے رکھے کی¾ 3اور دیواریں اب تک باقی ۔

دا¼کی Éں کے پاس •بی جانب عربی وضع کی ایک 4یں¾ن ہے جس کے

اندر °کی ضروریات کے Òظ سے غار بنے ۔

qر کے f ار کو کرنے کے لیے گو >ہ کی Úشاہی ÷وں کی طرح Wnتہہ

خانے اور¾نی Wرا 5بنا ñ‰ ۔

ان qروں کے ç کا [اور گا àکی :ایک ایک 8سوری Hار ہے یا کوس کے

qر کے بیرونی دروازہ کے •بی جانب و ßکا ایک gٹا سا qر ہے جو یا کوس کے qر کے

ساتھ yہوا تھا p بعد ~اس کو ðں نے ' بنادیا۔(™)

ugl ZgÅ6 z0 {] |

úکی آب و X ' کی زیار ú شام کو à ú بجے۔۲ A رد ô کے ë

ہوا 5اور ðÌ کے ا ±ر سے بہت رہے Œں کے با °وں ~جذبہ اZن ہے۔

›ن غریب اور Òپا Èصوم و]ة ، یب یورپ سے بہت کم Oثر ۔

~پر .ن تھا کہ Œں کی زیارت گا کس سے ¥م کروں۔ ہوٹل والے نے Èدیا

کہ Œں صرف خالد بن و 6 کا مزار ہے۔ yان یرموک کی زیارت اور | Mمہ ابن ابی

6 کے مزار پر فا Bپڑ " کے لیے ÷ادل بے تاب تھا۔ را 5 ~ا £G نام کے ایک

نورانی صورت جواں سال بزرگ Ãآ ñ، بڑھ کر ان سے سوال H، ساتھ چل کر زیارت سے

æف کرانے پر آمادہ ہو‰۔ ایک موٹر لے لی اور دو [تک زیار ' X۔ مولانا ا £ G

صاحب نے رات کا 3نا بھی yلے جا کر اپنے ساتھ آیا۔ جامع خالد بن و 6کو ڈھا کر جو o

ہر نے بنا ðتھی سلطان †ا ?نے 5 yکرا ð ہے۔ شاندار qرت ہے۔ اس کے fاردور

دور سے Ãآتے ۔ Kلے Ñل fبی گوشہ ~ایک gٹا خوبصورت ÷ہے۔ اس ~

ات خالد بن و 6ؓ اور ان کے فرزند ات †الرŸ کا مزاÑل æقی کونے ~ ات

†اIv ابن ؓ کا مزار ہے۔ K ~ قا اں کا فرش ہے اور خدام Hار ۔ú 9 کےÑل کی

جانب بہت فا ، پراùار کے E ۔ ایک بو ¦ہ چو ôی کے اندر ùتMمہؓ ابن ابی

6اور بابِ تھ¾ن کے پاس جس کے آثار ابھی باقی ات و ÒOؓ کا مزار ہے۔

نوٹ : ات Äابن ابی وقاصؓ اور ات و ÒOؓ کی زیارتِ £م مزہ د w ~ بھی بناð تھی۔ (™ 1)

~{ `ĝ

ð ے بجے موٹر پر ú 9 سے روانہ ہوا۔ ساڑھے آٹھ بجے ×ء à ۔ g ٹا سا £م ہے۔

قدیم وضع کی آبادی ہے۔ 1 عاصی کے (رے بڑی بڑی پن ں . یت خوش © ۔

صرف تھوڑی دیرŒں ªم رہا، پھر r کی جانب روانہ ہوا۔ ú 9 سے r à ۔ جدید طرز کا

بہت W اور بڑا à ہے۔ K p زکریا اور اس کے قریب ~ قدیم آبادی ہے۔

K زکریا بہت W ہے۔ اس کا صرف ایک f ر ہے۔ ۶۸۴ھ ~ بنا ð تھی۔

اس کے ایک دروازہ پر — ہے کہ ۷۴۰ھ ~ اس کی تجدید کی تھی p موجودہ q رت جدید

ہے۔ مسÝ کے بازو ات زکریا m ? م کا مزار بتایا جاتا ہے۔

۹۹۶ھ ~ ابو مصطفیٰ ابن ÷ @ الحسینی جو r کا حاکم عدل تھا اس ~ اضافہ H ۔

پھر ۱۱۶۰ھ ~ سلطان úد خاں ولد سلطان † ? خاں نے بعض } بڑھا ñ ۔ ö ~

اوقات ú ز ¥م کرنے کے لیے ایک سورج }ی رخ ہو ð ہے جس ~D ^ کے Ò ظ سے

مذہب امام شاW و امام ابو کے بموجب سایہ کی حالت کو ظاہر H ŠÅ ہے۔ یہ }ی ۱۲۹۸ھ

~ Õ پاشاہ حاکم r کے ¬ سے بنا ð تھی۔ (™ 2)

ĝ ï Z%

x éÉ اور f ء سے Ðت تمام ~ں کے ‹نوں کوا s م سے بدظن کررہی ہے۔

حال ترکوں کا ہوا اور یوں اور شا ñں کا ہے۔ y و * نی f ء کے لیے ‡ت و ùت کا

موقع ہے۔

Æر †الر Ýا 3لی سے بھی 5قات ہوð ۔بہت اÜق سے A ۔جدید 2½یاC

1ان کے #ے ~ , وحدیث کی Â Á دوسرے .ن سے زیادہ 7 ۔ان سے رابطہ

ا s ð کے X ~ Wہوð ۔àت اور ا 3سازی کے #لف ۔ان کی را ñ ہے کہ

رابطہ ا s ðکا کام پوæہ اور آ ×آ ×H جا ñ ،ا ,ں نے =ساتھ لے جا کر r کے

بعض آثار قد `د3 ñ ۔Æر †الر Ýا 3لی کے ساتھ مدرسہ ¢6 کا ç ¤H ۔۱۵۱ھ ~

اس کی بناء پڑی ہے۔اس ~د ´مدرسہ اب تک قا ì ہے۔ مدرسہ اور f ء سے 5قات ہوð

اور Z مذ I اور ½ئی (ئل پر Wکی۔مدرسہ Æ ویہ کے ç ¤ کے لیے Š p Èتھا۔

آج ساDہ / اریہ فرا 2یہ کی تعطیل ہے۔ہر مدرسہ ~ایک عا Áن K یا ہر K کے ساتھ

ایک مدرسہ ہے، ~اس کو Çعروج ا s می کی S ¤ & ہوں۔Dفردوس ~ خاتون

‰ o ا° o دل والدہ سلطان o ا+یز ابن Ã ہر کی بناð ہوð Kد@ جو سلطان

ا <Üصر& ح الدین کے زمانہ ~ yہوð ۔ہے K کے سانن â ہوm‰ ۔ p

اندرونی zجوں کا توں باقی ہے S î øاب لاجواب ہے۔ ~نےفن y کے aÃ سے

ا) øب سارے oشام ~ { 7د ¬ ø۔ب پر" ز§ ہ بنÁن" +ہ ہے۔

rاور شام کی Kوں ~ fر سے زمانہ Tyنا جا Y ہے۔جن (جد کے fر

مربع ، وہ ترکوں اور چر ±نی سے I کی y ہے اور جن کے f%وطی وہ ترکوں کے

زمانے کی اور سدسی شکل چوãں کے زمانہ کی y ہے۔

پانچ بجے Õبک ¡ابرا پاشاہ آ ñ تھے۔اپنے ساتھ °کی § کے لیے ‰

جوسط à ~واقع ہے اور ایک ¡ئی پہاڑی پر جس کے اطراف ی çق بناð ^ہے۔ °

کا صرف ایک را 3 ہے جو & پیچ در پیچ دروازوں سے ہو کر گزرتا ہے۔دروازوں پر شاہی

´مت کے آثار اب تک پا ñ جاتے ۔ایک ÷،×م، (جداور تہہ خانوں کے آثار باقی

۔ایک K پر • ۵۶۳yھ درج ہے اور دوسری Ã ہر نے بناðتھی۔اول الذکر اب

تک ôظ ہے۔ pاس کا 4ین ,øاب یورپ کے لاَ ئب خانوں کی ز ست" بنا ہوا ہے۔

دوسری جس کا اُو™ f ر باقی ہے با Ç âہو ^ہے۔(™ 2@2)

ہوٹل خدیویہ ~ ÷ے ساتھ Yعرب کے بدویDئل کے ایک بہت بڑے سردار

Iاے ہو ñ تھے۔ان کا F بنی Aکی شاخ ہے۔ماËâ ہب ۔ ہزاروں کی تعداد

~ان کے ہم ÑFلی عرب ~ "ہو ñ ۔ان کا کوð خاص 8 7 ہے۔گرñں

~شام کے اطراف آجاتے اور سردیوں ~ •ب ~اُتر جاتے ۔ گو بدویDئل کا

سردار ہے p vب اور ½یاCہے۔اپنے حدود ~ پوراUرہے۔ ہر nکے I امات کا

Yصرف اس کی زبان کرتی ہے۔ ÷ے سوال پر 1، ہم آزاد پیدا ہو ñ۔حر گے اور حر

مریں گے۔ =ر Áکرنے ا øتک آ ñ تھے۔

(£Ƶ Ƶ̂ûû%ð s Ƶš) *^ »ß gtgŠ ƵŠ@4 ™)

: %é " »ˉg

مدرسہÖیہ د ¬ اور اس کےøاب کی زیارت کی جوÇی کا بنا ہوا ہے اور Å ری کا

بے %éنہ ہے۔ یہøاب بیز—— کے آثار سے ہے pاس کی تجدید ہوتی رہی ہے۔۶۴۳ھ

~سلطان ابواÇ یوسف بن ناصر کے زمانہ ~اس کی تجدید ہوðتھی۔اسøاب پر سبز کا

کام تھا جواب باقی 7رہا۔صانع کا نام ابیا Ÿ ابن ا انی ہے۔

سلطان † ا ? کے زمانہ ~اس Kو مدرسہ کی تجدید ہوð۔اس Kکے اصل بانی

Xس ۔روماEں نے گرجا بنایا اور اب Kہے۔

زمانہ تجدید کی طرف جا رہا ہے اور کوðاس تجدد کو 5ل اور _بق ا©م ا sمی بنانے

والا 7 ہے۔اس لیے تجدد باعثِ ضرر ہو رہا ہے 6کہ ترکوں کا ہوا۔

دن کا 3ناÆر † الر Ý ا 3لی کے ساتھ 3یا۔شام کے چار بجے @ بک ابرا

پاشا کےŒں Šاور ان کا kان د ¬ جو دراصل o جا tلاد o چرËکا بنایا ہوا ہے جو

سلطان سلیم کا ہم (تھا۔ yقدیم عربی وضع کی ہے۔ kان چوDہے۔ âکوفی اور پرانی ì

کے 4یں%ے د A۔

الوزرہ Kتاج الدین ر ~ w 5 قات د rسے الورامدیراوقاف X †ا

کےŒں ہوðتھی آج ان سے YŠتھا وہ اپنے ساتھ مرتونی والی r کےŒں لے%o

½یاC اور با ¸ جوان آدمی ۔شام کو بازدید کے لیے ہوٹل آ ñ تھے اور =ا اپنے ساتھ
ا ø ۔ا‰ ـلے ø پرÆ ر †الر Ýا 3لی، ا* د †ا X الورا Õ بک ابرا پاشاہ اور
بعض ا¶ رکے ایڈ ñر Á کرنے آ ñ تھے۔(™ 24@25)

8 lò g

طربوش (رومی ٹوپی) کے مرکز ~ ÷ی طربوش کو ہر (ªت کی óہوں سے د ¬
جارہا ہے۔ ÷ا [س بھی تماشہ بنا ہوا ہے۔ آج ð سے ایک اطالوی جوان کا ساتھ ہوŠکتا ہے جو
ترکی کے Ë ´تے ~رومی ٹوپی کا بیوپار کرتا ہے اور اب ا¾ل جارہا ہے۔

(£Z ‡ Z2û%ð s Zš) *^ »B gtgŠ Z7 ™)

ŵÎ gÈ!ö

èکی دیواروں کے nقرن او \ کی » یادگار ª öبانِ رسولؐ |ت ابو
ایوب ا« ریؓ کی زیارت کی۔ جو è کے fبی جانب ایک Wاحاطہ ~واقع ہے۔ اب یہ
پورا zگور *ن بنŠکتا ہے۔ سا t xا ن K ہے۔ ایک ÷ öبانِ رسولؐ کی آرام گاہ
ہے۔ دروازے Óمت کی طرف سے w ۔صرف ایک درz کے پاس gٹا سا روشن دان
ہے ˜ں سے ÷کا اندرونی zاور GÃآتی ہے۔ D سے عاشقانِ öبان رسولؐ شوق
دیدار پورا کرتے اور فاBپڑ _ ۔

(£Z ‡ Z2û%ð s Zš) *^ »B gtgŠ 28@27 ™)

l Ý{(ZgŠC

Kر0 پاشاہ ® ° ~واقع ہے۔ یہ ۓ سلطان سلیمان کا داماد اور وزیر تھا۔ Kایا
صوBکی وضع کی ÷دار ہے۔ اطراف برآمدے pدیواریں سب ì کے ٹائل سے پٹی
ðہو جوسوÛیں صدی }ی کی ترکی Åکی 4ین یادگار ۔آیاتِ قرآنی بھی Z
ٹائل جوڑ کر 4ین â ~ بناð ^ ۔ٹائل کا î بے n ہے!ðں کی تعداد روزانہ سو سوا سو
بتاð ^۔سلطان ٠ فاتح کی عالی شان DKفاتح ~واقع ہے جس کے متعلق بیان Hجاتا ہے
کہ ¬ یونانی رومانی گرجا تھا جس کو فاتح نے Kبنایا۔ اس K کے úاسی Kکا بنانے والا

ایک gٹے سے خوبصورت ÷ ~آرام کررہا ہے۔ Kکی C دیواروں پر سیاہ Ýش ۔
اس لیے اôیزاس کو šک اhوائٹ ماسک (BLACK & WHITE MOSQUE)
ë ۔ایک گوشہ ~ایک 5صاحب Æ "ں کو قرآن عربی زبان ~پڑھا رہے تھے۔1
øرےŒں کے اÒمدر ¯کی طرح عربی زبان 7جا f تھے۔ برآمدہ اور خÕہ کے {
yاب ہورہے ۔ Kکی دوسری جانب فاتح کا بنایا ہوا بڑا مدرسہ ہے جواب صرف اقامت
خانہ رہ Šگیا ہے اور Cءمدرسہ ا uان ~½پاتے ~ںÅV@ت کا بھی ایک %ہے۔
(@™)

“ Í›ĝ

دوپہر کے 3نے ~راشد نامی ترک بیرا نے سور کا گوشت H7۔ ~نے اس سے
دریافت کیاHH تو ‹ن ہے تو ¹ا :vاور جب ~نے اس کو ڈا• تو ¹کہ بعض ‹ن
Œں3تے اس لیے ~نے H7۔(™ 7 *^ (£Z Z2û%ð s Zs)
ä %gŠÆˆ yÔE

سلطان Hکی K »ہر کے (رے .یت خوش ©£م پر واقع ہے۔ K ~بیرونی
öفوارہ اور احاطہ کے ´وہ یہ S ¤رنُ ˆہے کہ صرف ایک Wل ÷Ë 2ن کے%
صرف دیواروں کے..رے 9اہے۔اسی K کے × سلطان سلیم اور سلطان ˆاول کی
J ر ۔

رومی کولے (سات برج) یہ وہ £م ہے جو s vپیر@S ن à è ~دا¼
کے لیے ایک ¾ن یا دروازہ طر iپر بنایا تھا۔ (۱۷۰۰) برس I اکی یہqرت قریب الا%م،
pاب تک باقی ہے۔ اس کے &برج تھے۔ s vترÉ نے ۴برج کا اضافہHاور اس کو
باقی Ðں جانب سے کھڑ کر سیاسی ê {کے لیے }خانہ بنا دیا۔ ہر برج ~F #ے جس
~ }ی رÇجاتے تھے۔ اب یہ)ویران ہے۔ ایک برج ~وہ)ð3 ˆ ~ں }یوں
Oکو کر کے ایک بے تھاہ .یں ~ڈال دیا جاتا تھا۔
بعد اَم &بجے اوقافِ ا s ð(آثارِ s ð(کے B@ýکی زیارت کی۔ ایک #ہ

~قرآن شریف کے ا ,نادرالوجود% نے ¦ جن کی زیارت کے بعد ~اپنی آ \ں پر õ

کرنے آ ۔شا xمہ، šی مولانا ñ روم، بو *ن، 6 ñ X دت و (ہ کے بعض بہا

° د A ۔ â & قرآن شریف رکھے p کے , g کے کام کے 1وق اورا æ- طی

کے بعض 4 یں% نے۔ وہ چار قرآن بھی د A جن کی Ú رہے کہ ان ~سے ہر ایک

ñ راشدہ کے ¯ کا تحریH ہوا ہے۔ رسم ا وہی ہے جس ~رسولؐ کے ¯ ب تحریر K%

تھے۔ یہ قرآن اُونٹ کے ا ے پر ’ہو ñ اور hکی Óری ~ È ۔

ایک اور #ے ~ s v x کے [س اور ان کے ا Eل کی مر u کار q یں رنے

جس ~قابل ذکر ˜دکا [س ہے جس پر قرآن –ہوا ہے۔

|ت رسالت–ب کے مو I ñ ارک ایک مر u شیشی ~ ôظ ۔ Š ے

#ے ~اور q وں کے ساتھ روضۂ رسولؐ کی قدیم جالی ô ظ ہے۔ اسی طرح خانۂ ~کی J،

مر uÓ دان، قدیم قا A، †, ب پاش، ð: c بچی، آë بے۔ یہ Ü | ~

سلطان سلیمان کی x ا ن K کے حوالی ~واقع ہے۔ اس K کے اطراف ~سلÛ یں

صدی {ی ~ایک ê ba ن مدرسہ تھا جس کی q ر ' اب تک باقی ۔

جامع سلطان سلیمان کا ا¾ل کی دو & بڑی (جد Ñ رہے۔ سا t W ö اس

کے اطراف ¤ دہ برآمدے ۔ وسط ö ~حوض ہے۔ K تر کی وضع کی ہے در x نی ÷

بہت بڑا اور بعض کا ìل ہے کہ اطراف کے ÷ g ٹے چار 2ن بہت جو ^ سے لا ñ

اور x بہ سے Y 9 کی ¶ K Đ H 9 جو, جانبِ ~ K اس ۔ ‰

رنگ برنگ کے >ں کی ترسK Ò ظ سے قابل دید ۔ اس W K کے وسط ~صرف

دو ® اور ایک گوشہ ~ایک بوڑھی عورت ^وفِ „دت Ã ð ۔ K کے اطراف برآمدے

اور × بانیٔ K کا مزار اور G *ن کے اطراف ¤ دہ ö ہے۔ چار— f ر جن ~

سے ¬ دو f روں کی دو دو B 2 اور Ô دو f روں کی & & اس طرح چار f ر اور

دس 2ل مراد یہ ہے کہ سلطان سلیمان s v ¢6 ~ دسواں اور s v è ~ چوتھا

سلطان تھا۔ اس K سے قریب ہی جا e ا¾ل کے Ã خانہ ~ s v ترÉ اور S î

سلطان †ا ? خاں کے Ã خانے کے بعض نوادرات د A۔ایک Äد@جو s vY نے

†ا ? ثانی کو دی تھی جس کے ہر دانہ پرا ءÞا سے ایک اسم +ہ ہے۔دانے گوÓس سے

xبہ Ó1س 7 ہے اور کانچ کے ¥م ہوتے ۔سونے کی لا اُں ~ بہت سے

gٹے×ئل جو حرم ہا ñ سلطانی z کرتی ‰۔سونے کے پتروں کی دونوں جانب دلائل

ا>Kت èہو ð اور اس پر مرu کار ¢ ہے جن پر زمرد،Óس اور یاقوت جڑے ہو ñ

۔بعض ¢یں ا +بھی دیکھیں جو موZں اور سب؛ سے بناð ^ ۔ر 1پر ‘ہو ñ

قرآن شریف بھی د A۔Â Áیا جواہر ترکوں نے 7 ñ ا:اُاوراق کا ایک z ,ر یہ کو

فروختHŠ،اسDکے%کہ اس ~بعض بہااور لا 7د *ویزات ۔

ا¾ل کا سب سے بڑا بازار تنگ -ں کا ایک Ÿپیچ در پیچ ہے جس کو بھول... ں 1

جا ñتو بے جا 7۔ہر qکی فروخت کے لیے الگ الگ }قا ì K‰ ۔قدیم اâء

ایک طرف فروخت ہوتی ۔بازار ~ ªاور اتنے Wکہ پھرتے پھرتے Ýن Cں

ہونے@ ہے۔ *ں بھی اور خوبصورت۔اسی بازار کی ایک جانب ہراج خانے ۔جامع

نور¢ن د@جس کی yکو(۱۵۰)سال گزر ` ۔úداول اور¢ن ثالث نے اس کو بنوایا

تھا pیہ ا¾ل کی جدید BKتی ہے جو ترکی وضع کی بہت بڑی ہے۔ ~جس وقت K ~

àتو úز (کا وقت تھا۔ترک وضو کر کے آتے اور ٹوپیوں کو ا tکرúز کے لیے 9ے ہو جاتے

تقرã(۷۵)¾ص کی (عت ہوð۔اس ~جوان بوڑھے سب شامل تھے۔ûدو ?@

بنا کروہ سلطان †ا Øکے (رے ایک—پہاڑی©ہ خانہ ~ Öکر خود ایک ... پیا

اور اپنے موٹر ڈراÇرا ^ن کے لیے ایک... بیر jایا اور اس سے با ' X۔ ‹ن ہونے

کا دعویدار ہے اور Hہے کہ اگر شراب کا 1 پیدا نہ کرے اور لڑاð ×انہ ہو É šسرور

رہے تو حرام 7 ہے ¾ل پاشاہ کا مداح اور s vکا شاکی ہے کہ s vنے سارے oکا

...اپنی ضروریات ~صرف کردیا ¾ل پاشاہ کے پاس صرف ایک موٹر ہے،ایک بیوی رکھا

ہے،دوسری ïح کو ناجائز &ہے حالاں کہ پانچ سال سے کوðاولاد 7ہوð ہے۔

دو ?@کو ªت سے دNر ہا ہوں۔یہ وہی £م ہے ˜ں fاب کا مرد Öکر وحدتِ

ا s می کی تجاویز سو ø تھا۔ .یت د H © ہے۔سا tتھوڑے فا A پر ¦ ھے جانب بحر
مارمورہ اور دوسری جانب با `رس ~ gٹے بڑے ¯ز 9 ے سارے ا¾ل É o
تر É ~ ÷ ے سواتر کی ٹوپی والا کو ð 7 ہے Yں کہ ان کے لیے یہ ٹوپی ۳ ماہ کے }کا باعث
ہوتی ہے۔ جدھر جاتا ہوں S îنو //ٹا Hں À سے دیکھنے اور دوسروں کو د3تی ۔ٹوپی تو
¬ہی سے تماشہ بنی ہو ðتھی èانی اور پاجامہ اس پر âاد ہے۔

موٹر کا کرایہ ð نو بجے سے شام ٦ بجے تک دس t ¢نی اور اتنے ہی وقت کے لیے گا à
کی :٦ t (ایک t ¢نی=ایک رو B۵ آنہ ۴ پا åÓÖار) ادا کرنی پڑی۔ ہوٹل سے آج
.نامی ایک +ن کے با °ہ کی دوکان د@،نوجوان اور y و *نی سامان Û ۔اُردو
7 جا f ،¼دیران کے پاس ´رہا۔ا ,ں نے تو = نام کے ایک صاحب سے 5یا جو
y و *ن کا ^کر ` ۔ ÷ ے تر (ن ملے" پر راضی ۔عربی، فارسی، ¼اُردو اور
(£Ž ŽŽâû%ð s Žs) *^ »B gtgŠ 34*@3 ™)۔ f جا یزی ôا
ãj Ž ŽW)

†الر Ý y بعد تو = لے بھی آ ñ تھے۔ دیر تک Wکرتے رہے۔ اس Wکا
Üصہ یہ ہے :

(1 ترکی ~ا#س روز افزوں ہے، ترکوں کی بہت بڑی تعداد نانِ .کیZج ہے۔
(2 ترکوں کی اÒیت موجود Óمت کو نا lاکرتی ہے۔
(3 لا Hحروف کے اجراء کے بعد سے اب تک کو ð d / Âب درسی Ã کے سواتر کی
زبان ~T 7 ہو ð۔

[الدین بک والی گورنز(è) سے بھی 5قات کی۔تو = بک ساتھ تھے۔ بہت
اÜق سے A ۔۔Wکے بعد خود ہی ا s è کا تذکرہ Cا ۔ Ñ ì یورپ øری
یب اور [س کی وz سے ہم کو >رت کی Ãسے د 8 تھا اس لیے ہم نے اس کی یب
ا (رکرلی۔ اب اس ~ اور ہم ~کو ð فرق 7۔ ہم دل سے >ن اور ہم اپنی اولاد کی
ترسےŠبھی ا s می طر i اپر کریں گے۔

ترکیG* ن کی Đ ª ہے۔ ہرG پر دو بڑے بڑے ß · ۔ان ßوں
پر مرحوم کا نام اور واuت §ت درج ۔ اگر مرد ہے تو جس nکی ٹوپی یا qمہ باندھا کرتا تھا
اس کا Gî پر بنا ہوا ہے۔ جدید Gوں پر نام لا Hزبان ~ +ہ اور بعض پر تصویریں
آویزاں ۔ (ل الدین اjنی کی G ش ما]) کی بھی زیارت کی جسے چارلس کرا í
نامی ایک امر kسیاح نے ۱۹۲۶ء ~ yکراð ہے۔ مزا یک کا کام بھی ہے۔ مŸو øاب کا
اضافہ کر کے اس کو Kبنا1 Šگیا ہے Œں ایک ترکی عالم ایک عربی Âب سا tار Çترکی
زبان ~وعظ کرر ہے تھے۔ سا ¥ ~ Pبوڑھے، Pور ' اور ایک دو جوان تھے۔
øاب کے با Nجانب مŸکے £بلہ ~ بادشاہ کے لیے ایک)ذرا—ی پرÚاز
کے لیے ôظ کی ^ ہے جو ترکوں کی y ہے۔ ¢ط آ 6 دروازوں سے داخل ہوتے ۔
دونوں طرف دو ßکی بہت بڑی صرا§ں رنج جو دراصل ` جس ~ٹو ^ں آدی
Œں öÐ! وضو کرM ۔ بھی جانب ایک دارا ·اور اس سے ایک Ã
خانہ ہے جس ~ایک لاکھ سے زیادہ د ´Â Á ¦ ۔zست موجود ہے۔ ایک 2ن پر مŸ
سے fبی جانب سلطان ·فاتح کے خون آلود اlکا (C)¶ان د3 یا Šگیا ہے جو Rز { سے
تقر ãپانچ گز—ہے۔ بیان Hجاتا ہے کہ اس نے ~ٹرا اُڑا کر یہ ¶ان Hتھا۔ £بل کے 2ن
پر ~ٹرے کی ٹاپ کا ¶ان بھی ہے۔ ~اس کو زیبِ دا *ن تصور کرتا ہوں۔ Kکے اطراف
Wاحاطہ ہے۔qرت بہت ¢ط اور اس کے fار ßکے پل سے Ãآتے ۔
اس سے بہت قریب مار مورہ کے ساحل پر ځ اور خوش Úباغ ہے جس کو گل خانہ p@E
بھی ë ۔ اس کے ایک—£م پر روñں کے زمانے کے ¼ ثار پا ñ‰۔

(£ Z Kâû%ð s Z) *^ »B gŠ 37@5 ™)

V§ ŽÅß

Kوالدہ سلطان (بنی جامع) د@۔ دیواروں پر îکا کام ہے۔ خوبصورت در
اور Wاحاطہ ہے۔ بیان H Šگیا ہے کہ وسطِ à ~واقع ہونے کی وzسے ہر وقت Ð!ں سے
©ررS ہے۔

جامع،ز } دوز K بہت قدیم اور W/ qرت ہے۔ ¥م ہوتا ہے کہ روñں نے Ë
فوجی ضرورت کے لیے بناðتھی۔ بعد ~ اس کو K کی شکل دے دی ^ اور ایک øاب وïقا ì
کردیاŠ، ß ~ واقع ہے۔ بیان H Šکہ اس K ~ |ت çن بن Ŝ، /وابن
ا ° صں ایک اور ôبی مدفون p =باور نہ آیا۔

سلطان ا £ کی عالی شان K د @ ۔ W/ احاطہ اور اس ~ چاروں طرف W/
برآمدے اور اندر ¤ دہ ö ہے، بیچ ~ خوبصورت فوارہ ہے۔ دروازہ بہت شاندار ہے۔
بیز [وضع کی W/ عالی شان K ہے۔ ,کی جانب والی 9 Yں سے »ر کا فرحت بخش
©Ã آتا ہے۔ اس K کے سا tایک ئ سا پارک ہے جس ~ رومی Ç کے & بڑے
2ن 9ے ۔ ایک 2ن ßکا ہے جس پر ˆ †فک â ~ ¼– ہے۔ دوسرا بہت ——
ہے pاس کی Èش چونے اور ßکی ہے۔ Š 2ن پر یا آ 6 ہے۔ قریب ہی ~ وہ فوارہ
ہے جو جر * کے @ نے ترکوں کی >کی یادگار ~ بنوایا تھا۔

¼آ گے ا¾ل کی وہ xا ن K واقع ہے جس کے انداز پر بعد ~ تمام K یں
yہو ð ۔ جو بیز Áں کے فن yکی یادگار ہے جس پر صرف fروں کا اضافہ کر کے ترکوں
نے بعد ~ اسی %نہ پر سب کی سب K یں بنا N ª Kایا صو5 پر جس پر F سال تک F
ہزار مزدوروں نے بنایا۔(£Ž ‡Žâû%ð s Žš) *^ »ß gØgŠ 37@5 ™)

nj y Ž iŽŠ

xے تان سرا ñ یا باسی لیکا =ن د ¬ ۔ ایک ز } دوز xا ن حوض، جس کی
ئ ۳۳۶ ß کے xا ن 2نوں پر 9ی ہے اور جس کا رK ۲۳۱/۴۶۲ فٹ ہے۔ رومی
÷ہوں نے õصرہ کے زمانہ ~ پانی ôظ رکھے pکے لیے Hyتھا۔ اندر ایک gٹی ïاپڑی
ہے جس ~ Öکر پھر MÆ ۔ حوض برقی رو Ý سے ëرہے۔
ایک gٹے سے ترکی ہوٹل ~ 3نا 3یا۔ پھر Gg B ý jی کا ç H¤۔ توپ کالو
سرا ñ کے بW/ل ایک قدیم رومانی گرجے ~ جس کی قدامت اس کے ایک ایک کونے سے
ظاہر ہے اور جس پر اب تک رومی تحریریں موجود ۔ ترکی jیúئش گاہ قا ìکی ^ہے۔ Z

قوموں، ایراEں، ,ریوں، روماEں، آC7ن، جرëں، فرا !ں اورا ôیزوں سے

گز ِچھ سوسال کے عرصہ ~ترکوں نے جو Ïر حصےاس کے%نے (سے (ñ‰

رجر !ں اورسپا •ں Ïتر کی کے S اور Ðرتر کی لڑاÇں کی تصویریں ( ) ـ)

کی تصویریں ان کے [س واسلحہ کے ساتھ ôظر رنہ ^ ـسلطان ·فاتح اور \ارWکے

ا Uبھی ôظ ـوہ ز Ïجو پندرھویں صدی ~ ›نوں کے Šرواں کورو 1کے لیے

ßسے توپ کا تو بک »ر ~گولڈن ہارن کی™ ظت کے لیے رو ñں نے باندھی تھی اوروہ

}اجو aنا سے یوناEں کے اYاج کے وقت مصطفیٰ¾ل کے ساتھ تھا، زمانۂ قدیم و Çِجدید

کی 4ین یادگاریں ـبنی چری جوسÛیں اور ,ھویں صدی ~ترکوں کی رفوج تھی اس

کے [س کو ظاہر کرنے کے لیے ôF بناکرر Ç ‰ ـان کی بڑی بڑی ôیوں کو Nکر

fبی خوا & | رہی ‰اور ìچڑا رہی ‰ـ ~نے™کر 1، ان ہی بھونڈی صورت

والوں کے نام سے vرے اجدادر §براندام ہوجاتے تھے ـ یہ سن کر I ـاسی دن

توپ کا لوسرا ñ ~جوسلطان †I+یز کے زمانے تک s vترÉ کی aم گاہ تھی، s vکی

Üگا ، ان کی بیٹھک، دربار ہال، ^ء سے Yکا #ہ، ساحل »روالی §گاہ،

ر pن ~I رکے وقت مٹھےَ کا éترہ، (بغدادسرا ñ (Pت)ں کے 3نے سونے اور

مٹھےَ کے #ے، ×م اور 4رخانے د A ـخواzسرا Ïں کے مٹھےَ کی)د@ ـایک Wا

#ے ~شاہی Ïار Dسے ترسKد Ø‰ (F #وں ~شاہی Pت کی قدیم

ìجوایک خزانے سے کم 7 7رنہ ôظ ہے)

ایک اور #ے ~شاہ ا 3 $ی کا وہ تخت ر3 Šکا ہے جو yو *ن سے ایران اور

ایران سے تر Ïن لایا Šکا تھا ـتخت پر جو Ð1ہے اس پر یہ ,,رت +ہ ہے ـ

(£Z Kzâû%ð s zš) *^ »B gtgŠ 4@B ™)

“Å ت Ð y Å ”

/ Ñ Zgt1 , ‰%

چاندی پر fکاری، اس ~موZں کے ôاور ہر ôکے درxن یاقوت یازمرد

جڑے ہو ñ ₢ن بنی اس پرسب یاقوت جڑے ۔گدے J پاîں رکھ₽

چوکی بھی ا + ہی بنی ہے۔ S ν ترک کا ایک تخت بھی دوسرے # ے ~ ہے جو سونے کے پتر

سے پٹا ہوا اور { اس ~ Ë ß جڑے ۔ S ν X کے [س اور د * روطرہ کو

ظاہر کرنے کے لیے ¾ ð 9 ے K ‰ ۔جس سے د * ر ~تبد ~ کے مدارج ¥م

ہوتے ۔ S ν کی r یاں، }یاں، فرش، ان، آ₦، ”ں کے Ñلے، [س اور اسی

n کی % وں q یں جو جواہرات اور موZ ں سے پٹی ہو ð #وں ~ (سے (ð ˆ

۔ہر ن ایک 8 ¢نی دے کر ان سب q وں کا Âرہ کر Y ہے۔

Ú ئب خانہ P کی § کی۔ روñ ں کی بت تراشی کے ا % ا نے ¦ ، S î وہ

مرمریں 1وق جن ~ ان کی ˆ ô ظ ۔ایک دو #وں ~ شاہی P ت کی ì کے

لا جواب %نے بھی ۔بیان H جا تا ہے کہ \ ا W کی É کا 1وق بھی D ہے۔اسی

Ú ئب خانہ کے دوسرے z ~ ترکی s ν کے آثار ۔ (جد قدیم کے بعض مÿ ، ترکی

¡عی ì ، قا A ، تا Æاور سل کے برتن دروازے و (وہ (ہ۔

(£ Z ₭ û % ð s Z) *^ » ₰ ₲ Š 4 ™)

ÄÅ!Z

۷/ربیع الاول ۱۴۵۰ھ م ۲۳/جولا ð ۱۹۳۱ء Ï @ بدرالدین کے ہاں دعوت تھی۔

ا ¨ کی جانب با ` رس کی دوسری طرف ”ö ₯ ± ” نامی ایک پر c £ م پر g ٹے سے f ~

ر T ۔سلطان † ا ? کے H ب تھے اور ”بالا“ کے درجے پر Ÿ ز، جو بادشاہ سے بھی بڑا

ہوتا ہے۔ساری /شادی 7 کی۔موجودہ Ó مت سے بہت خائف ۔ Ë سیاسی ç n ~

W کرنا اور سلما گوارہ 7 کرتے۔ = ایک º وبا ð Ä ۓ ی۔ان کے y کے q { ~

ایک—پہاڑ” Ú حا“ واقع ہے۔3 نے کے بعد پہاڑ چڑھ کر اطراف Ð وغریب o ø

د A جو صرف è ~ د A جا₥ ۔ (4 ™)

y› ë

j زبا ‰ ۔ا¾ ل کے † ب f بی جانب ایک سا ´ پر c موضع ہے۔ساحل » ر

بہت بڑا اور ا Y۔ آج -کا دن تھا۔ لوکل ٹرین ~بھر بھر کر لوگ . نے کے لیے آ رہے تھے۔
(اقوام نے ترکوں کو اپنی بداÜ قی سےQ ثر کرنے کی جو صور ' پیدا کی ، ان ~ایک یہ بھی
ہے۔ ٠دی، ار *، یونانی، روسی، اطالوی عورت مرد تقرã عریاں ایک دوسرے سے بے ð§
کے ساتھ 5، È اور لیسنا تھے۔ »ر ~ . تے اور ریت ~آ کر خوب لو 3۔ اس ~
ترک مرد تو کم شامل تھے pعور ' ہرگز نہ‰۔ اگر کوð اپنے ساتھ Ëعورت کو لایا بھی تو وہ دور
سے 9ی شرماتی ó ہوں سے ان Æں کو دیکھتی تھی۔ »ر کے (رےF ہوٹل اور کرایہ کے
gٹے gٹے # ے . نے والوں کی ا ,احت کے لیے بنے ۔¼فا , پر ایک *
کے (رے ــــ دے½ں کا ایک سایہ دار * ہے۔Òا ترک خاندان ا ں سے A Œ¥ں
=دوں پر Æ ہوا خوری کر رہے تھے۔ بعض Ñلوں پر Ñل رہے تھے۔ رW ے ا Œøں
سے بہت قریب ہے۔ تقرã ہر , کے ` سے گاڑی 1 ہےŒں سے ہم "سان « نو"
نامی ایک £م پر آ ñ جس کو ایک ترکی روسی ç ہدہ کا £م ہونے کی وz سے تار]ا Ì
حاصل ہے۔ پر c اور خوش © £م ہے Œں اÒ مردانی اور یونانی ر T ۔ ترکوں کی
کو áں بھی ۔ ,, س صاحب بھی اپنے د + [س ~تھے۔ øرا [س بہت À سے د ¬
Šٹا۔ ایک gٹی کردی لڑکی نے ہم کو عرب™ کر بڑی شوخی سے # طبH۔ رات کو "توپ کا ہو"
والے© ہ خانے ~گانا ^۔ ایک ترکی خاندان øرے ساتھ ´تھا۔ ~نے لڑکی سے سوال
تم H،H ‹ن ہو؟ جواب mت ~5۔ جب وہ جانے Ñتو ایک لڑکی نے 1ا¾ل چل
ہے۔ اس کے ظاہر پر aس نہ کرو ہم ‹ن ۔

(£Ƶ Ƙâû%ð s Ƶš) *^ »ß gŧgŠ 4Ɏ ™)

ħŋŧK

q Þکی † ?ی K‏د@ ۔ gٹی 1خوبصورت ہے۔ اس وقت Êتھی۔ باہر
سے د@۔۱۳۰۳ھ ~بنی ہے۔
q Þکے اطراف 6 Î ñ۔د Úکی اجازت نہB۔
Úدخاں کی بنا ðہو ð K‏د@ جو ۱۲۴۱ھ ~ yہو ð ہے۔ وہی بیز [وضع ، f ر

خوبصورت ™þ ظت کاOام 7 ہے۔ ((âہم ہو ^ ہے۔ترکی ~ ì کے کارخانے
بہت قدیم ۔ ہرnکی ٹا L اور‡ان و (ہ تیار ہوتے ، ٹا L ~ . یت خوش âآیات
و (ہ ‘جاتے اور Hî جاتا ہے۔لوز¢ 6 K سے اس کا ایک کارخانہ د ¬۔
بڑے aبازار سے Äاور دوسرے تحائف yیدے۔
دارا uان کے سا tبایزید کی K@د۔ ×کا وقت تھا،úز ہو رہی تھی۔úزیوں کی
تعداد کافی تھی۔والدہ †ا+ یز خاں کی خوبصورت gٹی سی K(اق سرا ñ)د@۔ .یت
دیدہ زیب، خوبصورت، اندرونی z ~Õشی کا 4ین کام ہے۔ KØاب، مںٰYجھی بہت
خوبصورت ۔ rیٹ سازی کا بہت رکارخانہ د ¬ ˜ںFطرح کے rیٹ تیار ہوتے
جن کے لیے ترکیÔکو اور یورپی کا غذا HلE جاتا ہے۔صرف ی پر مرد ، باقی
سب کام عور 'کرتی ۔Fسو عورتوں کو 'ل پایا۔غازی¾ل پاشاہ کے لیے بطور خاص
rیٹ تیار ہوتے جو اوروں کے ہاتھ فروخت 7 Kجاتے ۔Œں کے کارخانوں،
¶ں اور دکانوں ~ترکی عور 'مردوں کے دوش بہ دوش آزادی کے ساتھ کام کرتی ۔

(£Ƶ Ƙƶû%ð s Ƶš) *^ »ƺ gƫgŠ 4Ô4 ™)

: {$ Ú

آج ا¾ل کے بحریÚئب خانہ کے ç ¤کے لیےŠ۔ »رکے (رے ایک Wف
qرت ~ ˜ں ¬وزارت بحری کا د í تھاÚئب خانہ قا Hì جارہا ہے۔ابھی تو سامان کی
ترسKکا کام جاری ہے۔عوام کے لیےÅلا 7Š p ÷ی ا :ع پیر¾نڈرفوادبے نے
¾ل اÜق šیا اور ©ہ سے تواضع کی اور جو qیں باہر رنر‰ 3د N۔Y ں کہ# ے È
اوران کی oں وزارت بحری کے د í ~ ôظ ۔قدیم کشتیوں کے â%نے، قدیم
ترکی کشتیوں کے ناموں کے f ، ˜زوں کے 5اور اس nکی دوسری qیں باہر رنر ہو ð
‰۔وہ £م د ¬ ˜ں بحر مارمورا ~ایک ’1‘ آب èیں‘‘ آکر Bہے اور گولڈن ہارن کا
آyی z ہےŒں s vقدیم کی ایک عالی شان کو_ اور Wفباغ بھی ہے۔

(£Ƶ Ƙƶû%ð s Ƶš) *^ »ƺ gƫgŠ 46™)

fب کے قریب ایک .یت خوش ©©ہ خانہ ~چا ñ پی۔عین fب کے وقت
توپوں کی گرج ^ðد ¶Ð۔ ¥م ہوا کہ آج ربیع ÅF ð رکی بارھویں رات ہے۔ ~دا #کی یاد
~ sمی دی ^ہے۔ پھرد ¬ کہ تمام (جد کے fرروشن کرد ‰ ۔ ìل ہوا کہ G
(جد ~ oپہلی ہوگی۔ Kاباصو B ~ Šکہ fب کی úزو اداکروں۔1یہ دN
کر Jتکلیف ہو ðکہ fرتو روشن pاس xا ن Kکے دروازے کے قریب دو &
šروشن اور خود Øاب وہŸکے پاس تار O ہے۔ ایک خدا کا Èہ Ëگوشہ ~ ´ہوا
تر% سے قرآن پاک ^وت کررہا تھا۔ ایک بڑ · اوردو &غریب ترک úز پڑھ رہے تھے۔
fب کی (عت ہو_تھی۔ ہم نے Œں fب پڑھی، پھر Kسلطان ا£کارا 13۔اس
کے صرف دو & fروں پر روŸتھی pدروازہ Èتھا۔ ایک اور K ~جو عورتوں کی BKتی
ہے úز)ء پڑھی۔ ایک ترکی ©ہ خانہ ~3تا 3یا اور Šرہ بجے ہوٹل لوٹا۔ ÷ے #ے کی
ایک 9کی گولڈن ہارن کی طرف t ہے۔اس ~سے سلطان ·فاتح، سلطان سلیمان کی K
کی روŸ کا ©بہت پر ¯تھا۔ اتفاق سے کل کی تار õترکوں کے حا Sِ ¯کے ا ´ن کی
تار õ تھی۔ یہ تار õ {ہی ^ب سے ۲۸/ جولا ð ہے۔ اس سال عید ~د کے ساتھ واقع
ہو^۔ یہ وہ دن ہے جب کہ سلطان qالدین کے اÙل کے بعد ترکوں نے سلطان †ا Ø
(موجودہ dول سلطان) کو صرف Ñکی w سے تخت پر èیا اور سلطان کے سارے
ا)رات tکرکے > ¯کے حوالے کرد تھے اور Iکی حا S(خوdری) کا ا ´ن
Hتھا۔ اسی تقریب ~آج رات کو تمام سرکاری دفاتر، Jو (ہ پر روŸکی تھی اور ہر ترکی
کے اپنے kان پر حسے Øا , عت بڑی اور gٹی سرخ hلی {یاں Øارہی ‰۔
شبِ برأت، شبِ cاج و (ہ Ü Iاں راتوں کو ترک" ¥یل کی را "' ë
۔ ~نے ا J ناً Pترک نوجوانوں اور لڑکوں سے (جد پر روŸکی وz پو hتو جواب 5کہ
آج ¥یل کی رات ہے۔(™ 47@6)

ŠÑŽåVÃFq])

کل KاباصوBسے ہم نکلے Ñتو P gٹے "ں کو ~نے د ¬ کہ =دNکر

aت اور خوف کے œک جذبات کے ساتھ بھاگ جاتے ۔جب ~باہر آیا تو ایک gٹی

لڑکی کو ~نے Œ7 Pد ¶چاہے۔لڑکی گو پانچ چھ برس کی تھی p Ëشریف اور 2رترک

کی اولاد ¥م ہوتی تھی ،اس نے b لےکرسے ا ïز کر دیا اور صاف Öظ ~ 1کہ ~ما `

والوں ~ 7 ہوں ۔جب ~نے ازراہِ ‹اس کو b لےکرپر H6اتو روپڑی اور Ðì۔

''اے چاچا تو نے =ذ ?Œ ۔~صرف úزپڑ "ðآتھی ، ~ما `والی 7 ہوں'' ۔

~اس وا §سے دیر تک Oثر رہا۔(™ 4ß)

Ž

بروسہ کو رومی ÷ہ نے آباد Hتھا ۔Šکارھویں صدی {ہی ~¢ن خاں اول بانی

خاندان ¢6 نے ì کی ۔بارھویں صدی ~پھر رومی اس پر قابض ہو‰۔تیرھویں صدی ~

پھر ترکوں نے لے 1جواب تک ان کے ہی ï ~ہے ۔چودھویں صدی ~ è ì

کر کے ·فاتح نے ا¾ل کو دارا Àقرار دیا۔ بروسہ اُœc وخوش ©پہاڑیوں پر

آباد ہے ۔را 5نا ûار ۔اب ان کی yہو رہی ہے ۔ر 1کی پیداوار کے لیے رہے ۔

Œں کے قدرتی `بہت ر ۔بعدا Jن ڈا Ëوں نے ا FÒریوں کے لیے Æبتایا

ہے ۔ ~نے بھی ا Jناایک ×م ~آج ´جی زHجو وجع ¢صل کے ´ج کے لیے ر

ہے ۔(۸۰) درzگرم پانی ~جو Wا ×م کے F gٹے gٹے حوضوں ~بھرا ر L ہے سر

اُ™رکھ کر (۲۰) 4تک Æر ۔اس قدر Ä کہ ~اسی ~ . Šکا اور حوض سے نکلے

کے بعد 1کی سی aطاری ہو ۔قدم زð {پر نہ Ôتھے ۔دیر تک اُوڑھے ´رہا۔

(£Ž ŽÂû%ð s Žš) *^ »ß gtgŠ 49™)

K !

Úئب خانہ کی §کی ۔ایک قدیم مدرسہ ~رو ±ں ، یونا Eں اور ترکوں کے آثار

æطی ، سلطان مراد کا qمہ ، عام اور خاص ا Eل کے q ےô ظ K‰ ۔ ا ÷سلطان

ªسلطان سلیم فاتح ^کی K اور ,ہد ¬۔ K بہت خوبصورت ہے۔ ö اور حوض نے p
دیدہ زیب ۔ Øاب ان دو Ø& ابوں ~ سے ایک ہے جن کی دُ * ~ n Q7 ۔æطی
کے بعض لاجواب %نے د A۔ ,ہ w ہے۔ باہر ہی سے فا B پڑھی۔
! K(ñ جامع) کی زیارت کی جو سلطان ·Z کی بنا ð ہو ð ہے۔ مرمر کا بنا
ہوا 7 دالان Ø ابی وضع کا عالی شان مرمر ~ دروازہ جس کے اطراف âکوفی و ° ~ دوہری
تحریریں ®ش ،جن سے Õشی کا ¾ل ظاہر ہوتا ہے۔ K . بیت خوبصورت ہے اور اس کے
اندر دیدہ زیب حوض بنا ہوا ہے۔ K ~ ! î کا کام ہے اس لیے اس کو !K ë ۔ !
î کا بے n Ø اب ہے Œں کے f ر اُو ' اور شاندار تو p سلطان ا£ یا سلطان
سلیمان کی ا¾ل والی (جد کے f روں والی بات 7 ہے ا%Ø اب سب ہ ۔
اس K کے × اس کے بانی سلطان · * ابن بایزید ابن بامراد کی G پر عالی
شان ÷ Hy Š ہے۔ ÷ پر بھی ! î کا کام ہے۔ دروازہ پر اور اس کے اندر خوبصورت
Ø اب بنے ۔ سلطان کے پا N اس کی بیوی اور & لڑ Y ں کی J ر ۔ اس کی ¦ھی
جانب اس کے د œں ú داور مصطفیٰ کی اور با N جانب اس کے ے یوسف کی G ہے۔
ر 1 ï ‰ اور اس سے À اتیار کرنے کا کارخانہ د ¬ ۔ اس کا نام ''ترک جاپان ویونگ
1ی'' ہے Y ں کہ بعض جاپانی اس کے z دار ۔ بہت ا Y À ابنایا اور ró جاتا ہے۔
Œں کی بڑی K(E جامع) د @۔ . بیت شاندار K ہے۔ Ø اب بہت ا Y ہے اور ¥م ہوتا
ہے کہ پورا Ø اب سونے کا بنا ہے۔ Ø اب کے اطراف بے n ì اور æطی کے جو % ے Œں
د A } نہ د A تھے۔ بروسہ کا g ٹا سا ªبازارد ¬۔
سلطان ¢ ن اول بانی خاندان ¢ 6 اور سلطان ا£ خاں کے ,ے د A۔ یہ سب
w ۔ موجودہ Óمت شاید یہ چا S ہے کہ دُ * ان s v کو بھول جا ñ ۔ سلطان مراد بن
· بایزید کی K سادہ اور پرکار ہے۔ ا%Ø اب ر 3 ہے۔ یہ ۸۰۳ھ ~ y ہو ð ہے۔ بروسہ
کی (جد کا طرز y بیز [7 É قدیم æتی ہے۔ گلبرگہ شریف اور چاپا .شریف کی (جد
کی طرح ۔ اس K کے قریب ہی ایک ÷ ~ سلطان مصطفیٰ ابن سلطان · فاتح، سلطان

ا† v بن سلطان بایزید ثانی، سلطان اB£ و (ہ s vکی Gیں ۔اسی کے بازو ایک اور
gٹے صاف _ے ÷ ~سلطان مراد ثانی کی Gواقع ہے۔اس سے ایک #ہ ~
سلطان ´ءالدین بن سلطان مراد، سلطان ا£ بن سلطان مراد اور کوچک سلطان ا£ بن سلطان
مراد کی Gیں ۔

÷وں کے سا t کے سایہ بان À Çی کے 1خوش úہوتے ۔ایک اور ÷
~سلطان ا£ بن سلطان بایزید اور سلطان مصطفیٰ بن سلطان سلیمان اور PPادوں کی Gیں
۔Fاور ÷اس کے اطراف ''ہو ñ ۔یہ zپورے کا پورا شاہی خاندان کا G*ن
ہے۔بروسہ کے با ° ے fبی طرز çشرت سے ابھی پوری طرح Oثر 7 ہو ñ ۔
عور 'باہر نکلتی G Àp شرعی پردہ کے ساتھ صرف ì î رL ہے۔بر î بھی 'ں تک
ہوتے ۔ر 1 کے کارخانوں ~بھی لڑHں کام کر رہی ‰ pپورے [س ~Œں
تک کہ سر اور گردن تک ' وے Èھے ہو ñ تھے۔ kنات À \لی ہوتے ۔جن کی
وضع s ©رآبادی \لی سے xبہ ہے۔ & 2&لہq ر ُصرف Çی کی ہوتی ۔دیوار
~بھی چوبی ''ں کی بنا ðجاتی pآتش ی کا çہ اتنا بڑھ گیا Šہے کہ اب Çی کا ا Eل
ترک Hجا رہا ہے اور ßکے ¢ kن yہو رہے ۔آبادی زیادہ تر ‹نوں کی ہے۔¼
.دی بھی آباد ۔

چار بجے ×مHاور پانچ بجے موٹر پر یالوا روانہ ہوا۔یہ ایک پہاڑی ´قہ ہے Œں
خوش cسر !وادیاں ، کھیتوں Xسے ترک عور 'اور مرد کام کر کے yوں کو پلٹ رہے تھے۔
÷ے [س کو Zلوگ ZÃسے د Ù ۔ ®ا æقی I ایدہ Ãوں سے
اِ,,تے ہو ñ، اد 2 /کی عور 'اور مرد À و ªت کی óہ سے Üا b q کے لیے ہوا
کرتی ہے۔نوجوان استحقار و تضحیک کی Ã سے، = Àاور خوف کے A ¥جذبات کے
ساتھ، pمرعوب سب ہو ñ ۔جدھر گزر جاتا ہوں یہ ¢کرتے کہ کوð بڑا ںَ ہے
جو زمانے کے رو کے Üف اپنی روش پر قا ì ہے۔ہر طرف گرد 3 Nاور sم ہوتے ۔
fب کے وقت ہم یالوا کے ںَ گا آں اور Èرگاہ پر V‰Œں کا ساحل بہت اY

اور Wہے۔اس گاآں سے تقر ãتھوڑے سے فا ,پروہ خوش cاور سر !پہاڑیاں واقع
جن کوا¾ل کی حہ¼ ¹جا ñتوبے جا 7ہے۔ہوا ~خاصی سردی ¥م ہوتی ہے۔اُو '
Fپہاڑوں پراب مصطفیٰ¾ل پاشاہ کی تو zسے fاور ہو½ ''ﷺ Ñ Œں کا ایک
*بھی ہے جس کا پانی رہے کہ Æ iہے۔
بیز Áں نے اس پر ÷ی nکے ×م تیار کروا ñتھے جو مرورِ زمانہ سے âم ہونے
کے قریب تھے۔غازی مصطفیٰ¾ل پاشاہ کی تو zسے اب یہ)آباد ہوتی جا رہی ہے۔سڑک یا لوا
سے Œں تک ¢سڑک بن ^ہے۔جدید ہوٹل قا ìہو رہے ۔بیوک رول آرام دہ پر Ø،
سب سے بڑا اور سب سے ہوٹل ہے۔ایک دن کے ªم و Í م کا çوضہ (۱۲) 8ے ترکی a
۲۱ روپے âQار ہوتا ہے۔رات کو چاندنی ~ان پہاڑیوں پر بڑے ¯سے گزری۔

(£Ź Ž ž‰ð s Žš) *^ »ß gtgŠ 5@49™)

{áŒi ۂ

غازی پاشاہ آج کل Dیالوا ~ } ۔ ÷ارادہ تھا کہ ان سے 5قات کروں 1
Œں =جو رÚ Aوہ بزدل اور $ور تھے،اس لیے ~اپنے ارادہ ~کا xب نہ ہو e۔
وا §دراصل یہ ہے کہ ترک yو *Eں کی طرف سے ,ک اور ہر yو *نی ‹ن کو
ا ôیزوں کا جاسوس B ۔بعض yو *Eں نے Hبھی ا (ہی۔ }مصطفیٰ Rکا وا §ہر
ن کی زبان پر ہے اس لیے وہ Œں =Ëسے 5تے Kھتے ۔

(£Ź Ž ž‰ð s Žš) *^ »ß gtgŠ 54 ™)

] ‡5Ð {áŒÓ

9بجے اùرا ã۔یونا Eں کے زمانے کا قدیم àہے۔ایک پہاڑ پر قدیم }ی کے
آثار باقی ۔ایک یونانی گرجے کی دیواریں بھی 9ی اور اس کے ö ~جو ß ¦
ان کے د Úسے بعض اسوری اور öGآثار بھی Ãآ ñ۔اسی گرجے کے باز Œں کی سب
سے بڑی اور قدیم Kبھی ہے جو ۱۱۲۶ھ ~بنی ہے قدیم آبادی با Ç yو *ن کے قدیم
Œتوں سے xبہ ہے۔کو wکے پست kان،تنگ *ں،پرانی وضع کا]س، öہو ðبوڑھی

عور ' ،قدیم وضع کے تنگ اورRن بازارو (ہ اسی قدیم آبادی کےæقی و †بی جانب 5 آبادی Îð جارہی ہے جس کو 2 à ë ۔ا ø کے آگے º ہی اØ ہöس ہوٹل واقع ہے اور اسی ~ ÷ ª م ہے۔اس کے باWبل پارلیمنٹ کا دو 2لہ کم رو اور نۓ سا kن ہے۔ آگے چوراہے ~ @¾ل پاشاہ کا گڑے پر سوار ì 9ا ہے اور با N جانب ترکی J ہے۔اس کے úوزارتِ ماDاور وزارتِ عاDکی qر ' ðسے پرانی Âکی جانب آگے بڑھو تو وزارت عامہ و (ہ کے د اُواقع ðسے ¦ھی جانب زرا J کی x ا ن qرت ہے، اس کے بازو¢نی J(روتومان J) کی جدید qرت بنی ہے۔آگے ایک—— a پر ایک عالی شان kن ہے جس کو ÷ے گا à نے نوجوان ترکوں کی تفرôگاہ بتایا اور ~ نے اس کو د Ú کے بعد ¥م ہوا کہ یہ ' ہے، اس ~ایک Àبھی۔آسانی سے پانی حاصل کرنے کی تجاویز زیر غور Œں اور ا¾ل äاور سوڈے کی طرح ہر کا Û پانی f کے ساتھ <ں ~ ôظ کر کے فروخت Hجاتا ہے۔

اسمبلی ہال یا پارلیمنٹ ہاوز سے ایک نۓ پارک بنا ہوا ہے، ~ں تفرôکے لیے ہر روز شام کو لوگ ¦ ہوتے ۔ پارلیمنٹ کی qرت کے ایک برآمدہ ~شام کو Š ¬ ہے اور fب تک خوب o پہل رS ہے۔ہوٹل سے ا øکو جو سڑک جاتی ہے وہ بہت خو = ہے۔ بعد fب اسی پر oقدمی کی۔(57*@6 ™)

żŸ g0

پارلیمنٹ ہاوز کا Hç ۔دروازے ~داخل ہونے کے بعد ایک yیQ ہے۔اس سے آگے ایک Wہال ہے جس ~ترکی کی < ¯ Lکاا °س ہوتا ہے۔وز ñں yی کا ایک zغازی @¾ل کی Ü کے لیے ھس کر دیا Šگیا ہے۔اُوپر کی 2ل ~غازی کی Üاور وزراء سے xورت کے #ے اور باقی zد اُی ضروریات کے لیے وقف ہے۔ایک نۓqرت ~Úئب خانہ بھی قا Hì Š ہے۔ایک #ہ ~امرOریڈانڈیز کا [س، شکار کے آلات اور بعض اور آثار ر Ç ۔دوسرے & #وں ~اناطو Dکے قدیم کاشت کاری کے آلات Œں کے قدیم با °وں کے [س و (ہ اور دو #ےŒں کی

سب سے قدیم قوم ˆ کے آثار سے بھرے ہو ñ جس کا بڑا èz کے برتن، ہڈی، ß
یالو ہے کے بعض ïروں پر Œ ہے۔اس قوم کے متعلق غازی کا ìل ہے کہ دُ * کی سب
سے قدیم 4ن قوم تھی اور بعض ترک اس قوم کی ± سے ۔ بنا ہوا ہے۔اس qرت سے
Ú ئب خانہ ہے جو آج Èتھا۔اسے ہم نہ دN n۔ñزیم کے سا tغازی کا ایک اور
آئرے والا ì ہے۔اس کے آگے ß سے بنی ہوð. یت W/ سڑک ˆ ہے جس کے
درxنی z ~ m Èی ہے اور اس سڑک کے اطراف دور تک سرکاری اور (سرکاری qرتوں
کا ˜ ˆ Š ہے، وزارتِ عرS اور جرمن \رت خانوں کی qر 'بہت شاندار ۔
ا ôیزوں نے بھی ایک a پر اپنا g ٹا سا \رت خانہ بنایا ہے۔ ð ل ~ ان کا
\رت خانہ بہت شاندار ہے۔ Ó پاشاہ اور وزیرا W کے ۓ سے k ان کو دN کر ªت
ہوð۔دریافت کرنے پر ¥م ہوا کہ y ہی پر ۔کارڈ د Ù ہی •1۔تقرã ایک ;تک
5قات رہی۔ ÷ ے گا à نے تر (نی کی۔تھوڑی سی ا ôیزی™ لیتے اور ¼ عربی بھی۔
Z (ئل زیر بحث رہے۔کافی سے ÷ی تواضع کی۔کاظم پاشاہ صدر پارلیمنٹ اور @
¾ل پاشاہ صدر /ریت کے k نات بھی. یت ۓ اور حسبøِ ضرورت ۔ا%0 صدر
/ریت کے لیے ایک a پرÓمت کی طرف سے ایک شاندار qرت زیر y ہے۔مدرسوں کی
qر 'شاندار اور خوبصورت ۔qرتوں کا طرز یورپی ہے۔دیواریں ßکی اور >À
ٹا L کی جس کو ø رےŒں ا ôیزی” \ل“ ë ۔اùرہ سیاسی aÃ سے H ہی
اہم Y ں نہ ہو p ترکی Óمت کا شاندار دارا |مت بنے“ کے لیے اس کو کم از کم Û صدی
درکار ہے۔

ا ¾ل ~ تو حسبù سی ہونے@ ہے۔ à کی آرائش کا کام اب شروع ہوا ہے۔توقع
ہے کہ تھوڑے دنوں ~ اس کی د wں ~ اضافہ ہو جا ñ گا ےŒں } پانی کا سوال بہت
اہم ہو Š ہے۔اس وقت جو پانی ہے وہ Å کے قابل 7 ہے۔اطراف کی پہاڑیوں ~ `
آں سے پانی à ~ à یا جاتا ہے۔

à سے الگ ریل کی پٹری کے دوسری جانب ایک عالی شان qرت (سہ 2لہ) مدرسہ

ا½ ÅD éG ال (نارمل) (jال کی ÃÎð_ÆEفواد بے نے . بیت®ف سے اس کا ç ¤ٹکرایا۔
ری کا حدادی اور ہے۔ دی جاتی ½ کی öt E اور ریا 6 ،ت ںÄ. کوصرف éG ںŒ
کام بھی 2 یا جاتا ہے۔ ہرفن کی ½ کے ´حدہ #ے جدید آلات سے آرا 3 ۔

(£Z Ž2û%ð s žŠ) *^ »ß gŠ 57 ™)

8 IÅF

ایک فوجی ا f @ ارشاد بے نے ÷ے پاسپورٹ کی o کی اور دیر تک با 'کرتا
رہا۔ یہ ¥م کر کے J رنج ہوا کہ ترکوں کو اہل y سے بہت اند 8 اوران کو اôیزوں کے
جاسوس ìل کرتے ۔ @ R کے وا ÎکووہL بھی فراموش 7 کرے۔ آج ارشاد بے
نے بھی جو تھوڑی تھوڑی عربی بول وا §کو دہرایا۔ ~ نے پوری ðì کے ساتھ ترکی کی
موجودہ حالت کے متعلق را ñزنی کی۔ @ ارشاد بے نے ÷ی را ñ سے اتفاق H، ترکی
ٹوپی کو a ت کے ساتھ د ¬ اور ÷ے سوال پر جواب دیا کہ چوں کہ Øرے صدر نے اس کو برا
[1]اوراس کا ا E ل جرم قرار دیا Šہے اس لیے اسے ہم برا B p ٹوپی مرغوب ہے
اتنا ìکے بعد بھی جب ان سے نہ رہا Šتو تھوڑی دیر کے لیے ا, ں نے ÷ی ٹوپی اوڑھ لی۔

(59 ™)

Š ¤» (g

ایک پل Çی اور لوہے کا اôیزوں نے بنایا تھا، جو ?نی ~ بہہ Š۔ دونوں (روں پر
اب تک آثار باقی Œں k نوں کی y ~ ß،ا اسے€ یا خالص èا E ل 7 کی جاتی
É ßکے g ٹے g ٹے •وں کو è ~5 کر دیواریں بنا ðجاتی ۔ qا کے ôروں ~
بھی yکا انداز پایا جاتا ہے۔ موصل کے قریب مرمر کی کا 3 ۔ qا کے ôرد ¤
کے دوسرے (رے پر ایک تودہ خاک سے زیادہ 7 ۔ { 5ðہو ð ہے اور جو ¼
برآمد ہوا وہ امر M ویورپ کے عجائب خانوں کی زینت ہے۔ qا کے ôروں کے بال W ایک
Kای پر ہی | ت یونس m ?م کے مزار کی ¶ان دہی کی ^۔ ایک قدیم K بھی ہے اور ¼
جدید آبادی بھی ہو رہی ہے۔ قرا سرا ñ د ¤ کے مو - (رے پر شاہی P ت کے آثار کا نام

ہے،جس ~ سے اب صرف دو Øاب ¾Úلب دِ 3 ¤باقی رہ I ۔ایک پر 4ین عربی

â ~ذیل کی ,,رت پڑھی

بادشاہ کا نام نہ 5۔یہ ,,رت بھی اب "ہونے کے قریب ہے Ëp

اس سے a اور دوسرے شاہی ø کے ôر ۔

M Àعرب۔عرب کرتے تھے z ß ÷ ا Àجو Û ٹوپی úÏ نوجوان سوٹ اور

کرتا، ,,اور سر کے لیے احرام و ل ا Eل کرتے ۔د ¤کے (رے ہر / کے عرب

بر ^Ÿ سے .تے پا ñ‰۔

مدا اُد ¤کے (رے واقع ہے۔اس کے ôروں ~اب صرف طاق و کرسی باقی رہ

Šگئی ہے۔ا سے € èکی qرت ا | ,دیوار اور اس کے ú × ایک ——دیوار پر آثار ۔

ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو 2لہ¾نی qر 'بھی اس سے ‹ ‰۔اس دیوار کے بازووہ ر

طاق ہے جس کو دNکر aت ہوتی ہے کہ ساڑھے ا Rفٹ ——ی اور ۸۲فٹ عرض کے ساتھ کس

طرح دیڑھ ہزار سال سے یہ طاق قا ìہے۔اب (شگاف پیدا ہو ‰ ۔اس سے قریب

ہی ایک gٹا سا قریہ ہے اور اس ~ |ت Gن فارسیؓ کا مزارِ اقدس ایک Wبا احاطہ اور K

کے (رے واقع ہے۔اس Úسے یہ قریہ" Gن باک" Bتا ہے۔اس سے تھوڑے فا A

پر gٹے سے احاطے کی دو باWبل کو Yیوں ~دو ôبیوں کے مزار ۔اس ~ سے ایک

|ت †ا vبن جابر الا «ریؓ ۔ ~ نے زیارت کا شرف حاصل H۔د ¤کے (رے

Úز f ب پڑھی۔(™ Z@6)

{ »W*Ž |

|ت جر àّ، |ت سہ6، |ت دا*ل :ا ?م کے ,وں کی زیارت کی۔

امام ابرا ؒ، امام ½، امام آ و (ہ بزرگانِ دین کے روضہ پر بھی حاضر ہوا۔

(£Z ZKzû%ð s Zš) *^ »B gtgŠ 6™)

ß ÷ Z

عراق کے ۹۹ ,ی لوگ ا ÷ ßسے ناخوش اور زبان سے 17 دل ~ ان کو

گا1ں د ì ۔وzاôیزوں کی طرف داری ہے۔نوری پاشاہ موجودہ رKالوزراء ©لی

ن ہے،را ñعامہ اس کو l 7کرتی اور اس کی سابقہ زندگی بہت داغدار ہے۔ Qپاشاہ

jی سب سے پرزہ ہے اور وزیراWکا , بھاðہے اور "ð بھی۔ا d Çوں پراÒ

ان ہی کے ر دار مامور Œں کے شریف اور بزرگ خاندان †(اولاد |ت غوث

Wً)اور ہا × ۔اôیزوں نے °ں اور Qیوں (¤ں) ~شدیدا%فات پیدا

کرد ۔دونوں برابر کی قوت اور ایک دوسرے کے#لف ۔ ‹نوں کی عام اÜقی

حالت بہت yاب ہے۔بوڑھے، بچے سب شراب اور عرق (فوا کہ کی روح جو شراب سے بڑھ کر

!)بناتے Û اور Ã۔ (™ 6 8 ŠgÇg 3 « ^* (žs s ð%ûž2 ŽŽ £)

| | [¨ _0 ò» è lgu

گاڑی باب ا # کے بغدادی ا ø پرÆی۔دور سے |ت غوث پاکؒ کا ! ì

سے مڑھاہوا ÷Ãآرہا تھا۔øری موٹر مزار پر سے گزری۔کار zہوٹل جا کر ªم و lم کے

لیے روزانہ (ے Œâارکاyچ ہے، Vکر×م اور نا سے فارغ ہوا۔پھر ¦úد †

صاحب کے پاس Šکا جو |ت غوث پاکؒ کی اولاد ~اس وقت کے سب سے بڑے صاحب

بزرگ ۔ S îتارõاورادب ~ان کو یدطو \حاصل ہے۔ایک آ ç ~موتیا،و ô nہ،

öC داڑھی، / , یااس سے lوز، ø ø سے ¯م کرتے ۔ ©رآباد کے متعلق دیر

تک با ' ہوتی ر ۔ا jلسلا ن کی قدیم وجدید تارõاس تفصیل ووضاحت سے بیان کی کہ

~ ªان رہ Šکا۔اپنا ¶ن بناناچا T تھے 1 ~ نے mرت کر لی۔باہر آ کر روضۂ اقدس پر

حاضری دی۔ W Kکے ایک z ~اسی ! ÷کے nایک W v ہ ~چاندی کے جالی

کے اندر بھورا سرقد،اندر زرین Ýف ہے۔#ہ سادہ جو ہر nکی آرائش وزâئش سے 8 cا

Kکے دوW } ۔ایک کو Ÿ 4اور دوسرے Ÿکوشا w ë ۔4خوش ú ì

مڑھاہواŸ/øاب ہے۔باہر کی جانب ! ÷کے nایک سیاہ ì کے I ~ C âسے

آیت Æسی ®ش ہے۔دوپہر اپنے È# ے ~ ð کے D کے n ¬کی۔شام کو پانچ بجے

موٹر پر مدا اَکا pH۔یہ £م بغداد کے †ب f ب ~تقرãہ ۲۰ éکے فا , پر واقع

ہے۔سڑک .یت صاف اورجس کےOÌ ا }ڑا Î سے ¢ K‰% ۔ا , yانوں سے
گزری ہے جوخاموش » رکی طرح حدÃتک "ہو ñ ۔سڑک کے (رے (رے
ایک 1 ^ ہےاوردونوں طرف دورتک ترکاریوں کے E ۔اسی جانب اôیزفوجوں کی
Yو *ں اور :ان گاہ بنے ہو ñ ۔

(£Z ʑZâû%ð s Žš) *^ »ʙ gʊʛŠ 7Ό@ʘ™)

V* ÅŠZ

ت| آگے سے #ا پھر باب پڑھی Bفا ہوکر حاضر پر بارگاہ کی پاکؒ غوث ت| ¬
K احاطہ اور Wاایک ۔پڑھی Bفا ہوکر حاضر پر مزار کے وردیہ Ÿ بانی الدین ب Þ /
کے (رے qرکی وضع کے%0وطی ÷ کے nمزار ہے۔ا)ہی ÷ز Ëہ خاتون زوz ہارون
رæ کے مزار پر بنا ہے۔Œں سے آگے بڑھ کروہ £م آیا جو |ت امام اWؒ کی وz سے
الاŠ̃Ǥ کے نام سے رہے Œں |ت ðr دبن‰%کی زیارت کی جوغوث پاک کے
Ìخ ~سے ۔ |ت امام اWؒ کا مزار ایک K کے × ~زردرنگ کے ایک
Wااحاطے ~دو v w وں کے پرے واقع ہے۔ ãبردارا :ع کے آدھ ,بعد برآمد
ہو ñاوردونوں دروازےÅلے۔مزاراقدس کے ایک جالی دار ,احاطہ ~واقع ہے جس
پرا ñ|Þ +ہ ۔اس احاطہ پر ایک غ گری اوراس پر ایک بڑی اور C gٹØð
¥ fآویزاں ۔احاطہ کے ایک گوشہ ~چاندی کے چار بڑےÓدان رÇ ہو ñ ۔
÷ |ت غوث پاکؒ کی ÷کی طرح ! Ìکا ہے۔K کے fر پر بھی ! Ì سے Î بنے
ہو ñ ۔ ÷اور Kدونوں سلطان سلیم کے Çکی یادگار Œں کےOم کے]
اWجات Yاوقاف سے ادا Kجاتے اوراوقاف کی جانب سے ÷ کے × ایک
مدرسہ بھی قا Ì ہے جو" Çامام الاW" کے نام سے موسوم ہے جس ~ }4 کے ساتھ ,
حدیث، ¯م و yکی بھی ½دی جاتی ہے دیڑھ دوسو سے زیادہ ¥زیر½ ۔الاŠ̃Ǥ ہی
~¼فا , پر |ت ابو—)اوراس سے ¼فا , پر |ت Òمی اکابراو1ءا vکے
مزار ۔ pجب ~حاضر ہواتو یہ سب £مات w تھے۔باہر سے فاB پڑھی۔

Œں سے ہم نے د ¤ Šکا lç ; یم ^ H جو کشتیوں پر » جوڑ کر بنایا Šکا ہے اور
کا ã۔ایک gٹی سی Â ہے، بازار سارے a ۔
سب سے اہم یہ کہ |ت امام موسیٰ کاظمؑ اور |ت امام ٠ جوادؑ، ¡موسیٰ کاظمؑ کے
روضے D واقع ۔سات دروازوں کا ایک W احاطہ ہے جس کے چاروں طرف gٹی
gٹی کو Y یوں کے ⅜ن دار خÕ بنی جن پر Îکا کام H Šکا ہے۔ W ö کے وسط ~
روضہ کی qرت واقع ہے۔ اس ~ایک خوبصورت فوارہ بھی ہے۔ دونوں بزرگوں کے مزاروں
پر دو سنہری ÷اور چار خوبصورت f ر بنے ہو ñ جو دور سے بہت @ ¥م ہوتے ۔
2نوں پر ¤دہ برآمدہ ہے۔ اس کے اندر WF # ے ۔در xنی z ~چاندی کے ـــ
¼ے ~دونوں بزرگوں کے مزار ۔روضہ پر باہر کی طرف Îکا اور اندر ۓ اور
دیواروں پر Ý تے کانچ کا کام بنا ہوا ہے جو بہت ہی Ãفریب ہے۔
احاطہ ö ناصر الدین شاہ قاچار کے R فرہاد مرزا àالدولہ کا اور Kو Kشاہ ا ©
$ی کی yکردہ ہے 1سلطان سلیم فاتح بغداد نے اس کی Š کی، اس کے Oام کے r رف
Yاوقاف سے ادا K جاتے ۔اب اس کی حالت روضہ کی بہ Ú زیادہ yاب اور (
ہو ^ ہے۔ بور کا فرش ہے۔ خدام کی بہت Òت ہے۔ اس طرح 5 کہ زیارت کا بھی
موقع 7د ¡ اور Šان کے ´وہ ۔

اس روضہ سے ہی |ت امام ابو یوسف رامام {اور شاگرد |ت امام Wؒ کا
مزار ایک K کے گوشے ~واقع ہے، زیارت کی۔

کا ۔سے روانہ ہو کر £م ( ) ãاور |ت Šöؒ اور |ت ¡بغدادیؒ کی
زیارت کی، جن کے مزار ایک ہی v ے ~واقع Œں سے س قدم کے فا A پر
|ت یوشعؑ 9m ? م کا مزار د3 یا Šکا۔ اس سے قریب |ت 6ل دانا اور ابرا کے
مزاروں پر حاضری دی۔ یہ سب Gیں ا س€ کی بنی ہو ð ۔سادہ اور š آرائش ÷وں ~اور
Çی کے پرانے بو ¦ہ احاطہ ~واقع ۔

اب £م ( ) پر ã اور c وفÆـ خیؒ کی زیارت کی جو ایک K ہ کے گوشے

~واقع ہے۔اس سے تھوڑے ہی فا A پرز Ë ہ خاتون اور ر کے مزار ۔اس سے ¼
دور |ت صالح ابن غوث ا Wؒ کے مزار پر حاضری دی۔خدام دروازے Å % کی اُجرت بڑی
ñ سے وصول کرتے p مزاروں پر جاروب É بھی 7 کرتے۔

(£Z‡ Z‡Zû%ð s Zš) *^ »ß gtgŠ 74@Z™)

ßZxZâ] | R Zg

سامرہ روانہ ہوا۔بغداد سے جانب Ñ ل ۸۶ é کے فا A پرد ¤ کے (رے قدیم à
مٹ گیا Š ہے۔جدید à کے اطراف ایک y ی عورت نے Ví k کر اہل à کو بدویوں کے
دست برد سے بچا 1 ۔ Œ ں جو ¼ آبادی ہو ^ ہے وہ |ت امام ßZ وامام Œ j ی کے
روضہ کی برکت ہے۔خدام سب Ž ۔ ~ موٹر Ï کے ذر = د ¤ ^ H ر اور ساڑھے دس
بجے ,ہ کے احاطہ ~ داخل ہوا۔وہی W ط احاطہ، اطراف ~ Õ خ ہ، وسط ~ ایرانی وضع کا
روضہ، سنہری ÷ اور برآمدہ، اندرونی z ~ Ý تی î کا کام، مرمر کا فرش، دو سنہری
f ر، چاندی کے ¼ وں ~ ا] موصوف کے ´وہ والد ۔ ابن Œ (جن کو شیعہ امام u ی
آخر الزماں ë) اور ù خاتون کا مزار ہے۔اسی احاطہ ~ تھوڑے فا , پر ایک تہہ خانے
~ وہ غار ہے جس ~ ۔ بن Œ بارھویں امام کے غائب ہونے کی روایت رہے۔ 1 فی
Ò ل غار کے دہانہ پر ß ر Ç ہو ñ اور g ٹا سا ‰ ان باقی ہے۔اس غار کے اُوپر ایک عالی
شان K ہے جس کے K پر î مڑھی ہو ð ہے۔سامرہ قدیم کے آثار جدید à سے ¼ دور واقع
جن ~ صرف دو q یں باقی رہ ^ ۔ایک جامع K کا احاطہ اور اسی کے Ð وغریب
f ر اور دوسرے سے ا s ء(ا ê با v) کے û کے ¾& 3۔احاطہ سے جامع K کی
و Ý کا Ø ہے۔اس € اور چونے کی ¢ ط دیواریں جن کا عرض ڈھا ð گز ہے۔ f ر
^ س اور اُوپر جانے کا را 3 باہر سے بہت—اور نمایاں ہے۔ س ï د ¤ کے (رے تھا
p اب د ¤ وہاں سے بہت دور رہ گیا Š ہے۔در x نی ¾ ن ط W اور—ہے۔بازو کی دو ¾ نوں
~ دو # ے بنا ñ ‰ ۔دریا کے (رے ایک é ترا ہے۔اطراف دور دور تک گری ہو ð
دیواروں کے ô ر ۔مزدوران کی ا • ï ل کر Û ۔جب ایک بوڑھے مزدور سے ~

نے 1ا Vرے تیری بہادری کہ سےÄ ©ï کی اسے€ سے اسے€ بجادی تو © Î ۔

(£Z- Ž¥ûâ%ð s Žš) *^ ›ß gŠtg 75@74™)

{Ç ŠÞÅYŽÅ

فرات کے (رے gٹاسا àجو åÅ اء کی Þدت گاہ ہونے کی وzسے 1 کے

بعد عراق کا Hم ترین àہے۔ ہوٹل شاطی Áات ~سامان ر3اور ابن رسول کی بارگاہ پر çWÊ

ہوکر sم عرض H۔اس کا احاطہ . یت Wہے جس ~اطراف ì کے , Õخ بنی ہوð

۔ ,ہ کی qرت . یت عا Áن ہے جس سے Kکا بھی کام 1جا تا ہے۔ برآمدہ ~K پر

fروں پر سنہری کام ہے اور اندرونی تمام zکانچ کے کام کی وzسے } کررہ ہے۔

چاندی کی جالی (ہ¼) ~مزار اقدس کے بازو Pادگان Zا Zºا ûکے مزار ۔

اس سے ذرا ہٹ کر |ت امام قاسم اور باقی تمام ßاء کے مزار (یاm ßاء) واقع ہے

مزار اقدس کی دوسری جانب C مرمر کے øاب ~ایک سیاہ ßجڑا ہوا ہے جس کے

متعلق ÷ے خادم †الا ÷نے 1کہ } ˆmا £م کا £م پیدائش ہے۔اس سے ایک

دوسرے دالان ~ Ôابن bہر کا مزار ہے۔ اس سے تھوڑے فا Aپر تہہ خانے ~اس

£م کی زیارت کرا ðں ˜ ˆ åÅاء ٹرے پر سے گر کر Lہو ñ۔اس کو مرمر کے

ایک éترے اور چاندی کی جالی سے ôظ کر دیا Šگا ہے۔ ایک اور دالان |ت ¦ابرا ابن

|ت امام موسیٰ کاظم کا مزار ہے۔ آج -کی رات تھی اس لیے تمام رات ,ہ آ رہا اور

زائرین کی آہ و • کے نالوں سے ÇÊ رہا۔ ,ہ کا جو zمزاروں سے بچا ہوا ہے اس سے Kکا

کام 1جا تا ہے Àp شیعہ |ات روضۂ اقدس کو سا tلے کر ´زپڑ _ ۔جا بجا ð

کے Ñ D ŒF y* وئی ÃÏ ñ۔ßG ¸âÏکو، خادم حسl خالی کرنے کو

اور تا جر 9وزہ اور Ä & کو ہر وقت حاضر ر T ۔

(£Z- Ž¥ûâ%ð s Žš) *^ ›ß gŠtg 79@78 ™)

{Õ{ ðƒ CÝ Åõ»

úز ò کے بعد بارگاہ åÅاء پر حاضری دی۔ اس سے قریب ہی |ت „س

bدار کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ یہ بھی شاندار روضہ ہے۔ ìمڑھا ہوا ÷،سنہری f ر،
سنہری برآمدہ،Wò öاور کانچ سے Ýتی ہوðخÕہ ہے۔ ,ہاس ~صرف |ت ,, س کا
مزار ہےاور ایک گوشہ ~وہ)ôظ کردی ^ہے۔ ¯ں آپ Lہوکر گر پڑے تھے۔ روضہ
åÀ¦اء سے¼فا , پر ~نے وہ £م بھی د ¬جس کو Ðگاہ بھی ë ۔یہ Lروں
کے ایک gٹے سے باغ ~واقع ہے۔کرš ~امام @ کے زمانہ ªم ~جس تر سKا سے
+ · K‰ تھے اسی تر سKا سے تار [روایات کے _بق ÐÚ Õبناد ‰ ۔
زائرینŒں بھی حاضر ہوکر فاBپڑ _ ۔

روضہ اقدس سے تقرãدو éکے فا , پر |ت حر کا مزار ہے۔ بیانHجاتا ہے کہ
آپ Lہوکر Dگر پڑے تھے۔ اس€کے ںَ سے احاطہ ~ gٹا ì سے مڑھا ہوا ÷
جس کی qرت .یت سادہ ہے "کے را 5 ~روضہ ارک سے دو & éکے فا Aپر
فرزندانِ ‹اور |ت عون کے مزار بھی ۔ fب کے قریب 1 à۔کرš ~Žخادم
¦ہاشم صاحب کا نام بھول جانے کی وzسے ایک اور خادم †الا ÷کی خدمات حاصل کی ‰۔
p 1 ~Žخادم ¦ †ا f صاحب کے پاس ªمH۔ دو سال سے ان کا خاندان
Œں {ہے۔ †صاحب روضہ غوث پاکؒ نے ا ¹Žزائرین کی خدمت کے لیے ³H
ہے۔ †ا fصاحب .یت Üاور صاحبِ Dبزرگ ۔ èخدا کے روضہ کا سنہری ÷
õ ~دور سے Ãآرہا تھا۔ 1 gٹی سی Âہے جس کو k سے ¸H Šکتا ہے۔ نجدی
Dئل سے™ ظت کے لیے ایک ایرانی ا ÷نے اس کو yHتھا۔ آبادی تقرã س ہزار ہے۔
1اور کرš ~ایرEاں کی Òت ہے اور تجارت پر ان ہی کا ïہے۔
طر بوش کے اطراف qے باندھے ہو ñخادم اُت پر زندگی گزارتے ۔

(80@79™)

Ÿ Þ Ž Æ g

روضہ ا ÷ا< Ýکا احاطہ Wòہے۔ خÕ دو 2لہ اور ì سے , ۔ ,ہ
بہت ——ہے۔ Kاور fرکا رنگ سنہری ہے۔ اندر کی جانب آ sکاری کی ^ہے۔ اگر چہ یہ ,ہ

$یوں نے y کرایا ہے p ترکی s v S î †| ? ثانی نے اس طرف بہت توz کی اور

و«« فو «اس کی تر ç پر رو Bصرف H۔F دروازے چاندی کے اور مزار اقدس چاندی ہی

کے ¼ے ~ واقع ہے۔ اس کے ایک گوشہ ~ ... 9اکر کے |ت آدم ونوح علیہما ? م

پر بھی sم پڑھا Š Y ں کہ Œں ان mاء کے مدفون ہونے کی روایت رہے۔

ہ کی ایک جانب خزانہ کی کو Yیاں جن ~ وہ تمام ہدایا اور تحائف ôظ جو

و«« فو « Z s v وامراء نے اس دربار ~ روانہ K۔ یہ سب کو Yیاں w اور ان کی

ºںÓمت کے ï ~ ۔ ,ہ کے × اہل سنت کی ایک W ہے K p

!ں کے hان کی وz سے È پڑی ہے۔ س ہزار کی آبادی ~ صرف س Ž اور

وہ بھی بےúزی۔ احاطہ اور خÕہ کے بعض vوں ~ ایرانی اور yو *نی اکابر کی مزاریں

جن کی ˆصرف تد@ کی غرض سے Œں روانہ کی ˆ‰۔ ایک vے ~ نواب را àر کا

مزار بھی د ¬ ˜ں قرآن خوانی ہو رہی تھی G۔ بہت آرا 3 ہے۔

روضہ کے اطراف ª بازاروں کا Ÿشروع ہوتا ہے۔ اگر بازار ªنہ ہوں تو

عراق ~ شاید دن کے وقت باہر نکلنا دشوار ہو جا ñ۔

تربوز 1ہی کی پیداوار ہے۔ بو اور . یت ہی خوش ذا B ۔ کر šلواہے اور 1

اس کے تحت۔ کر š W à ہے pاس کی آبادی 1 سے کم ہے۔ 1کوفہ کا G *ن تھا۔

ایک زمانہ ~ بہت بڑا àتھا جس کے , دروازے تھے۔ |ت @ؑ نے خوارج کے ڈر سے

, دروازوں سے |ت Žؓ کی è کے , 1وق ïلے تا کہ 9 £م ¥نہ ہو n p

اصل è 1ہی کے G *ن ~ دفن کی ˆ۔

ایک د اکا ذکر ہے کہ ہارون رæ 1 کے yانوں ~ شکار öرہا تھا اس کا ہرن

مزار èخدا پر آ کر سو گیا Š اور ادھر ہارون کا ~ ڑا رُک گیا Š۔ جب اس نے وz دریافت کی تو لوگوں

نے ڈرتے ڈرتے ¹ v رے ابن عم (|ت Žؓ) کا مزار ہے۔ جب ہارون نے وہاں کی)

صاف کرا ðتو |ت @ؑ کے ہاتھ کی تحریر کردہ ß کی 1 برآمد ہو ðجس پر یہ [+ہ تھا :

!ãÕ]]‚â

ہارون نے اس پر gٹاسا Kبنایا جس کو ²الدولہ و ''نے و Ýدی۔ سلطان سلیم
فاتح عراق نے اس پر مزید اضافہ H۔ موجودہ qرت شاہ „س $ی کی yکردہ ہے جس ~
ترکی s vنے وں«فو«اضافے K ۔(82@81™)

Z] | €g*

بارگاہ پر حاضر ہوا۔ پھر àسے باہر Wاور دور تک ''ہو Gñ *ن کے ایک K ~
|ت ہوداور |ت صالح علیہما ?م کا مرقد (ایک ہی مزار، ایک gٹے K ~) پر حاضر ہو کر
sم عرض H۔ کر ~ š بھی د ¬ اور Œں بھی روضہ ~ اور Gیں Rز } کے برابر ، ان پر
Ã Ñ اور لوگ ان پر سے ºپھرتے ۔

کوفہ 1اشرف کے Ñل ~ & é کے فا ,پر واقع ہے۔ قدیم کوفہ اُجڑ] ہے،
اس کے آثار ~صرف xا ن Kکا احاطہ ÷ی د@ ہو ð Kوں ~سب سے زیادہ W
احاطہ اور سب سے بڑی Kتھی۔ اس پر Õبنے ہو ñتھے pاب Õٹوٹ %یا توڑ د
% اور صرف چاروں طرف دو یا ڈھائی ðگز چوڑی ¾نوں کا ایک Ÿ ˆŠ ہے۔ ان ہی
~سے fبی z ~وہ øاب ôظ ہے ˜س |ت Zکرم ا vو õپر HúŠتھا۔ وہ z
بھی ôظ ˜س آپ Ò ئیں پڑ _تھے۔ †ب æتی کوفے ~ ·ا êرکا مزار ہے
جس نے |ت امام @ؑ کے اÙم کے لیے بنی اُ ðسے لڑا ×ں X۔ æتی جانب ایک
دروازہ کے باہر |ت ‹بن Fؓ اور دوسری جانب |ت ہانی بن عروہؓ کا مزار ہے اور دونوں
مزاروں پر دو ÷ ۔ |ت ‹ کے مزار پر چاندی کا شجرہ ہے۔ K ö ~ ¼ø اب جا بجا
بنے اور ہر ایک øاب ایک Y ا ;Ñر سے ™ب ہے۔ £م ابرا ؑ، £م ؑ، £م
}ؑ و (ہ۔ ایک .یں کی Ú 1جاتا ہے کہ طوفان نوحؑ کے موقع پر اسی سے پانی اُبل رہا تھا۔
Kکے آگے ¼فا , پر |ت خد "%Z کرم ا vو õکا مزار ایک gٹے سے K ~ ہے
اور کوفہ اس Kسے دو &فرلانگ کے فا ,پر دریا ñفرات کے (رے آباد ہے بیان Hجاتا
ہے کہ Œں |ت یونس m ?م کا مزار ہے۔
£م Gÿ ~ fب ہو ð Œں |ت ·دابن ©ب (ذوا ă) کا مزار ایک

%وطی K(جوز Ë ہ خاتون کی مزار کے K سے x بہ ہے) n ہے۔ اس کے á لی اب تک
دی· ۔ ناجی اور Ç مزہرانامی طلا W وروں نے ÷ ے لیے روضہ Å لا۔ Ý! ف اور ایک
1 جس پر عراقی زبان ~ سنہری حروف +ہ مزار پر آویزاں تھی۔ K سے قریب ایک —
f ار ہے ™p ~ 7 آیا کہ Y ں بنا ہے۔ بہت e ہے کہ اس کے قریب کو ð K واقع ہو۔

(£Z+ Z±Zû%ð s Zš) *^ »B gÖgŠ 84t@2™)

gÔ ÆÞ ‡

نوغارد Ú ~آ ñ۔ ان سے گزر کر ایک .اں 5۔ اس کے بعد W طلا û—ا س€ کی
دیواریں، ¤ دہ ہال اور کو Y یاں دیکھیں۔ دیواروں پر ا س€ سے اُبھری ہو ð Z جانوروں کی
تصویریں بنی ہو ð ‰%۔ ¼دور چل کر ایک » کے آثارد A جس ~ ایک ٹوٹا ہوا بت بنا ہوا
تھا، جس کا Ÿ è سے x بہ تھا۔ اس کے ٹوٹے ہو ñ سر پر = ہاتھی کے سر کا á ن ہو رہا تھا اور
پاؤں ~ ایک انسانی شکل کو دبا ñ 9 ا تھا۔ Œں ¢ا س€ سے بنی ہو ð سڑکوں کے ہا¶ان
پا ñ جاتے ۔ Z Ã برآمد ہو ñ جن سے Z £ مات کے ا ءکا Ø ہے۔
ا س€ چونے کی بجا ñ ڈا Î سے جوڑی ^ ۔ اب بھی 5 اð جاری ہے۔ ایک جرمن فرم نے
اس کام کا ~1 ہے۔ موسم گرما کی و z سے کام È ہے۔ بادشاہ کے P ت فرات کے پل اور
q روں کا سراغ مل] ہے۔ سب q ر ' ¢اA ں کی ۔ یہ £م ³سے f بی جانب &
é کے فا A پر ہے۔

³سے سات é کے فا A پر f بی جانب اس کے ô ر برآمد ہو ñ ، جو بابل
سے اپا یہ تخت تھا۔ اس کی دیواریں 0 اور ª%£ ہو ðا A ں سے y کی ^ دو &)
5ا ð ہو ð ہے جس سے £م کی قدامت کا Ø ` ہے۔ ایک —ی پر ¢اA ں سے بنا ہوا
ایک q ر برآمد ہوا ہے p اس کے تہہ خانوں کو Å% کی ابھی کوشش 7 کی ^۔ ³کے † ب
~ چار پانچ é کے فا A پر ایک او ' r پر ایک f اردور سے Ã آتا ہے۔ اس کو برس !ود
ë ۔ عام طور پر ¹جاتا ہے کہ ابرا ؔ کے خدا کو مارنے کے لیے !ود نے یہ f ر y کرایا تھا
p ^ی < کا ì ل ہے کہ یہ q دبنو کا q ر ہے۔ ~ دوسری را ñ سے 5 ہوں۔ Y ں

کہ اُوپر چڑھ کرد Ú سے یہ ¥م ہوا کہ جو f ردور سے Ãآتا ہے وہ | ~ــــــ دیوار کا
âم شدہ ایک z ہے۔ ¢ا س€کی qرت کے اطراف ~ Nدیوار کی اAں کا ڈ f Î
ہے Ñلی اور †بی جانب ð5 ðہو ہے اور 0اور ¢ا س€ کے vÐے اور kان برآمد
ہو ñ جو Gاسی qر ےé ت ۔جس r پر دیوار واقع ہے وہ بھی قدرتی 7 É
¡ئی ¥م ہوتا ہے اور ¢ ہے کہ اس کے úبھی qرت اور تہہ خانے ہوں گے۔اس f ریا
دیوار کے باWبل ایک gٹا سا ÷ ہے جس کو |ت ابرا m ? م کا £م(G) یا ªم گاہ)
بیان Hجاتا ہے۔

بابل کے ôروں سے |ت / ابن Zکرم ا v و õکا مزار ایک K ~ ہے جو
اپنے والد کے ساتھ حنکkیز والا ~Âز ہو ñاور D ر Ôفرماðاور دفن K%o۔

(£Z KZû%ð s Zš) *^ »B gtgŠ 86@5 ™)

i s{á. ,

Zoسابق شاہ sزو برادر o ßشاہ عراق سے Y کے لیے ان کی ªم گاہ کو Š
جود ¤ کے f بی (رے پر واقع ہے pہوا یہ کہ o ß q ~ 7 تھے Œں õورہ ~
šط ë ª مرمر کا #ہ جوان کی 5قات گاہ ہے)۔ q ðکی کی کو_ کے باہر
Lروں کے باغ کے وسط ~ا ôیزی وضع کا ایک 2لہ gٹا سا @(e ہے اندر دورہ ¼اور
kنات ہوں)ایک #ہ ~ ~ اا یا Š۔تھوڑی دیر بعد ایک f اور عراقی h ñی نے °لت
ا > کی یاد فرماðکی ا :ع دی۔ایک گول #ے ~جو فرش سے cا تھا جس ~صرف P
کرسیاں (سے رنž ہو ð‰اور دو &.Hï تصاویر سے آرا 3 تھے۔ oZ 9ے اOر
کرر ہے تھے۔اپنی عادت کے _ بق . یت çہ ‰ð نی سے ç PH۔دست بوسی کے بعد
مزاج پرسی کی اور دیر تک ÷ے ^ترکی وشام کے حالات اور عراق کی موجودہ سیاست کے متعلق
Wکرتے رہے۔ان سے یہ سن کر Àہوا کہ ا sمی تر Éکو •ے •ے کرد ¶
والے شریف @کا جا d o ßیورپ جاتے ہو ñترکی ~ اا س لیے ªم Hتھا کہ
اطراف کے ا sمی ßں سے ر اتحاد و مودت قا î کرے۔ا ,ں نے فرمایا کہ ایران سے

بھی © ت ا i اور توقع ظاہر کی کہ آ Òہ سال ہم ‘E الامم ~ Üحاصل کر B ۔
تقر ã Û ;تک اس 5 قات کا ~ جاری رہا ©ہ سے تواضع کی ^ ۔

(£Ź ƵƵû%ð s Ƶš) *^ »B gtgŠ 5B ™)

§ Å ŷƵZ

بازارد A۔ ایراEں کا عام [س Gن ہے اور جس طرح عراقی کوٹ Gن پر nارہ
(ßکی اX دکردہ ûÏ ٹوپی) ا Eل کرتے ۔ اسی طرح ایرانی Uی ٹوپی Û ۔
مدراسی برگ ðں کی B kب کی ٹوپی کی طرح جس کے سا tایک آ ëبی Ðہوتی ہے جس ~
Õے کا موڑ ہوتا ہے۔ Uی ٹوپی ~ بھی sیا جاتا ہے۔ پہاڑیوں کا جو éG سے
شروع ہوا تھا وہ تھوڑے تھوڑے ` سے ^ان تک برابر قا ì ہے۔ ایران ~ ریل 7 ہے۔
موٹروں کا بھی کو ðبا قاعدہ اOم 7 ہے à ~ ۲۰، ۲۵ Šرóہوتے جو (فروں کے
وقت اور bپر من مانے ڈاکے ڈا s Œں کے ›نوں کی اÜقی ä .بیت ا \ں
ناک ہے۔ ایک ›ن ڈراÇرکو جب کہ q èیں سے کرمان شاہ آتے ہو ñرا 5 ~اس
کا پٹرول «ہوŠ، یہ ë ^کہ ›ن کی دکان سے پٹرول yیدنے کا 3 ہے۔ اگر ~ نے Ë
.دی کی دکان سے yیدا ہوتا تو (۳) ٹن پٹرول کی ا ار ^ان تک کام دے سکتی تھی۔ اس کے
´وہ ایک نوجوان |ðکو دوران W ~ ›رتا یہ ëسن کر کہ دس سال I ~ r بیٹ اور
شراب کا عادی نہ تھا p جب سے Œں کے ›نوں کی سوسا Ì ,ðہو ہے ان ‰ں
~گرë رہوŠ ہوں شرم و § ء کے مارے ~ز } گرŠ۔

امر Mاورا àن کے یز mکی اور روس کے + ایران ~ با ~ یزم کی تحریک
کا پرچار کررہی ۔ گوÓمت ایران نے ان پر پا Èیاں عائد کی 1ان کی — ^و5ت
~حارج 7 ۔

ا ôیزوں اور رو ±ں کی # ن نے ایران کو ہر nکی ترقی سے Øوم کررر3 ہے S î
ا Oدی حالت بہت yاب ہے۔ رضا شاہ سے o کا & چوتھا ð zناخوش ہے۔ موجودہ
çشرتی آزادی کو نوجوان Èشی کی œلت کے Ã7 I اکرتے ۔ اس کے ´وہ ان کے

پاس اس ŒF و کا کو ðاور £ر 7 ہے۔

ایران اور عراق کے fبی z ~ترکی عام طور پر ªاور بولی جاتی ہے۔ فارسی کے ساتھ ‘ط کردیا ہے۔ ایرانی (ک) کا È(ج) سے کرتے اور ‘کو —اور Lکو ¦ ë ۔(ق) کا ÀÈ (غ) سے کرتے اور قرآن کو غران ë ۔اس سے عراقی بھی Qثر ہور ہے ۔(™ 0@9 gŠ 3 ^* (s ð% 2âû ‡(£

âà

Ôان ~سب سے ¬ ~جس q سے واقف ہوا وہ ’’âà‘‘ ہے جو دروازہ قزوین کے باہر آباد Š H ہے۔تقرãP ی خانہ کے دو ہزار k نات ۔جن ~سب فا xعور ' S ر ۔ایرانی ان کے ساتھ شام کے وقت بازاروں ~آزادی کے ساتھ ‚ Îتے ۔ یہ تو âà کا © ہے۔اندرون âà بھی اسی طرح کے ¼ ìباں (î) اس کے لیے ھ

Ôان بڑا اور . بیت آرا 3 àہے۔گز دس سال ~اس ~بہت بڑا ا z ب رواں ہو Š ہے ۔5 ¤دہ سڑ X ان کے دونوں طرف ایک ہی وضع کے دو 2لہ k ن ¤ دہ اور خوبصورت چوراہے S î Œآباد کا چوراہا جس کے چاروں طرف ایک ہی وضع کی خوبصورت دو 2لہ qر 'بنی ، . بیت خوش © ہے۔(™ 3@1*4)

t '; ¼Z

Ôان کے † ب ~ o رے کے ôروں کے †بی z ~Óمت کی جانب سے 5ð ہو رہی ہے اور آثار برآمد ہو رہے ۔ *Z کے (رے ì Z شاہ کی تصویر اس کے اپنے œں، دو Ýí موں، دو وزیر اور ایک ÷شکاری کے ساتھ ایک —— "ن پر + ہ ہے۔

K ماشاء ا v gٹی سی K ہے جس کے ایک کونے ~ A ں کی جوڑ پر g ٹے gٹے گڑھے پیدا ہو% ۔لوگ ان گڑھوں ~ g ٹے ßرکھ اور رہے کہ جس ست سے 3ßر جاتا ہے اگر اس ~ کا x بی ہوتی ہو تو وہ اس ~جم جاتا ہے ورنہ گر جاتا ہے۔ ~ & ہوں کہ یہ ¼ ا یت اور تو ہم پر 4 ہے۔اس پر c باغ کے وسط ~برج یزید کے نام سے ایک x ا ن ,قی برج ہے جو اس € اور چونے سے بنا ہے۔دور سے qhرت

¥م ہوتی ہے۔وz l ¥م نہ ہm۔ ÷ے گا à نے بتایا کہ بطور یادگار &ل ثالث نے یہ
برج بنایا تھا۔ برج کا ¢تقر ã دس گز ہے۔ ﮟ اŒادِزمانہ کی نذر ہو _ ہے۔ دیوار کا Ÿ اتنا
دبیز ہے کہ اندر ہی اندر پوری ـــی تک ز ¶ Š‰ pتنا سب ~فرق 7 آیا۔ . یت
qLرت ہے۔ رہے کہ چونے ~انڈے کی زردی 5 کر بنا ð ^ ہے۔

Fامام زادگان کے ,ےŒں واقع جس ~سب سے رشاہ †ا Aکا
,ہ ہے۔ [1] جاتا ہے کہ یہ امام Zرضا کے ¯ ۔ناصر الدین شاہ قاچار کے روضہ کی طرز پر
yکرایا ہے۔ کرš کا ٖ اور سامرہ کے روضوں کے طرز پر yکرایا ہے۔ وہی Wﻁ احاطہ
چوDﺨÕ ، ہری ÷، ﮟ اور دیواروں کے اندرونی "ں ~آ sکا کام اور مزار پرØوی
¼ہ ہے۔

ناصر الدین شاہ قاچار جس کو اس روضہ ~ایک ﮟ نے HO تھا، ایک طرف ہال ~
دفن ہے Gپر اس کا ایک مرمری ìر3 Šکنا ہے اور اسی #ہ ~F $ین دفن جن کی
Gوں پر ان کی تصویریں آویزاں ۔آ L Îکی ایک بڑی تصویر بھی آویزاں ہے جو
|ت .رسول اVٌ سے ™ب ہے۔

(£Z ‡Zâû%ð s Zš) *^ »B gtgŠ ®Œ‡@ÕB ™)

g áÆ" ®ãZZ

K)سالار بازار بزرگ ایران اور بعض قدیم ²ں کی §ئی۔

K)سالار تقر ã Ûصدی کی xا ن yہے جو >شورا ñ(پارلیمنٹ) کی
qرتوں کے بازو واقع ہے۔ Wﻁ öہے جس کے وسط ~حوض اور چاروں طرف mÈی کی
^ہے۔ Kکا خوبصورت دروازہ ـــــ fر، شاندار ÷اور سب پر ایرانی ìمڑھی ^ہے۔
بعض "ں ~اسی ìسے دیواروں پر دیدہ زیب ×ری کی ^ہے۔ öکے &طرف
برآمدے اور vے جن ~Cء } اور Kسے ایک مدرسہ دیہات قا ìہے جس
~Dم اور د v]Eم کی ½ہوتی ہے۔ مدرسہ کے rرف کی پابجا ðکے لیے جاGاد
وقف ہے۔ مدرسہ اور Kکا Ãخانے گو ﮟ ہے 1نوادر سے ©رہے۔æطی کے َوہ

¢سازی کے 4 یں% نے موجود ۔ جو ایرانی فن " کے شا ' رتھے ۔ روضہ éÅ اور
G ۂh ہ کی ¢ یں " ªت کرد Î ۔ ایک پ éÕ ری اور دوسرے پر تصویر É گی ^ ہے۔

بازار بزرگ ایران عرب کے بازاروں کی طرح ªاور W تو ، pل ¾
کے بازار کے £ بلے ~ ۔

اسی بازار سے قدیم شاہی واقع ہے Ëp قابل ذکر S ¤ کی حامل 7 ہے۔
%اس کے Ñ لی دروازے کی ¾ ن فن yکا Y % نہ ہے۔

برطانوی قو f خانہ کو Š تھا جو موسم گرما کی وz سے xان ~ vہوا ہے۔ éبر ›
نائب قو f سے 5 قات ہو ð جو بڑے Üق سے 7 ñ اور ا jلسان کی سیاحت کے لیے
انڈور B ¡ دیا۔

ا jلسان کی قو f ی کو بھی Š تھا جو ì آباں ~ Ôòان ~ واقع ہے۔ è · خاں
قو fخود نہ مل nان کے نائب ۱۰ {خاں سے 5 قات ہو ð۔

(£ Z Kâû%ð s Zš) *^ »B gtgŠ @B*@7 ™)

e G

فرا úو (ہ زبانوں سے واقف ۔ اتحاد Î ا Á کو n Â ìل کرتے
۔ اگر چہ اتحاد yوایران وا jلسان کے بڑے حامی ۔ بہ Öظ د vفارسی بو % والے
~ لک کے ما Î اتحاد کے موئد ۔ ان کا ایک سیاسی Ã یہ یہ ہے کہ yو *ن کے ‹ن
† ب و æق اور f ب سے ò کر y کے Ñ ل f بی گوشے a º ب ، ھ اور صوبہ سرحد
~ ¦ ہو جا N اور Œ ں ایک ا s می / ار یہ کی داغ بیل ڈا B اور باقی y و *ن y Îوں
کے لیے g ڑ دیں تو پھر ایران وا jلسان اور Ñ ل f بی y کا اتحاد ایک کامل اتحاد ہو Y ہے۔
e G ایران و yکے اتحاد کو ضروری B اور چا T کہ زq ñ y سے ایک ایران
~ اور زq ñ ایران سے ایک y ~ x jنت ا) رکرے تا کہ بوجوہ ا Œ دعا U کے
ذر = س اتحاد کو قا iH جا n۔

دوسرے روز = بعض £ مات کی § گرانے کا وعدہ کر کے ر Á ہو ñ ۔(™1

آغا G e آ ñ تھے۔ان کے ساتھ >شورا Bñ (پارلیمنٹ ہاآز) کود ŠÚ
تھا۔اس کے Ã خانہ اور - کا ç H¤ ۔ Ã خانہ نے ہے 1 جدید فارسی، ا ô یزی، عربی اور
فرا ú زبان کی ا Âh بوں پر Œ ہے۔ z ست مفصل و مرتب، - جدید آلات سے :
ہے۔ ڈا ð بنانے، تصویر کے š ک تیار کرنے اور S عت کا کام بھی کرتا ہے۔ ایران ~ تمام
سرکاری Á Â اور جرائد عربی â ¬ کے ٹائپ پر چھپ ۔ & â کا بہت کم رواج باقی رہ
گیا ہے۔

پارلیمنٹ کی q رت دراصل آغا مرزا ا Œ خاں (سالارا W کا k ن ہے۔ چوں کہ وہ
لاولد تھے اس لیے ان کے ا Ù ل کے بعد اس k ن پر Ó مت نے í کر 1۔

سلطان j الدین شاہ قاچار کے زمانے ~ >شورا Bñ قا í کر کے اس کے سپرد H
تھا۔ تمام # ے آرا 3 اور q ر ' عالی شان ۔ پار ú ن کے ارکان کی تعداد گو (۱۳۰) ہے
p فی Ò ل یہ صرف (۹۷) ارکان پر Œ ہے۔ ہر آ وا °س ہوتا ہے۔ ا °س کا # ہ W
اور شاندار ہے۔ توقع ہے کہ آ Ò ہ ا °س پر = بھی شرکت اِ °س کا موقع A ۔

اس کے بعد ہم وزارتِ ç رف کے د í کو آ ñ p اس وقت تک وزیر ç رف 7
آ ñ تھے اس لیے 5 قات نہ ہو m ۔ ایک W # ے ~ وزارتِ ç رف کا د í جس q رت
~ واقع ہے وہ سلطان ناصر الدین شاہ قاچار کے ظل Å ن کا k ن و £ م جس کی نے
قابل دید y ی 0 عی کا % نہ ہے۔ ¼ اس طرح آ Ès ی کی ^ ہے کہ آنکھیں P · جاتی
ترسک ذ اہ آثار قدیم کا ç H¤ ۔ بہا قا A ، قدیم ایرنی Ã ، شاہانِ $ یہ کے
P ت کے بعض , ß اور دروازے د A ۔ ¥ م ہوا کہ ایران کے لا ن ت کا بڑا ذ اہ
(مرتب حالت ~ ہے۔ ایک فرا ú عالم آثار قدیم ` اور اس کا مدیر ترسک K کے کام ~
ل ہے۔

۱۲ بجے \ رت خانہ ا j لسز ن کو گیا۔ آقا ñ è · خاں سفیرا j لسز ن سے 5 قات
ہو ð ۔ ا d | ت نادر شاہ کے قر R ر دار ۔ ڈیرہ دون ~ بہ زمانہ m ° پیدا ہو ñ ۔

ا ÷ Ô ا v خاں کے زمانے ~ وزیر حکک k تھے۔ ا ÷ امان ا v کے زمانے ~ صدر ا W وزیر

U راور F وزارتوں پر رہے اور امان ا v خاں کے بہت مداح اور شکر گزار p ان کی ³ اور

(سیاست دانی پر ا Ö رِا \ س کرتے ۔ (™ 1@2)

Z šy

دوسرے ا s می دار ا ð ں کی طرح Œ ں بھی s v x نے (جد کی y پر اپنے

P ت سے زیادہ تو z دی۔ ا š ن ~ یوں تو سوں قدیم (جد p K جامع (جو

سب سے زیادہ قدیم q رت ہے) K شاہی، K "ا v اور مدرسہ چار باغ (یہ بھی

دراصل (جد) جن کے اطراف مدرسے بنے ہو ñ ۔ اپنی Ñ، اپنی بزرگی اور ì

(کاش) کے کام کی خوبصورتی و بے n Å Ò ظ سے قابل دید ۔

K ¯ ا v کے سوا تمام (جد کے ö W جن ~ جا بجا é تر ے اور چاروں

طرف q ر ' بنی ہو ð ۔ ہر جانب وسط ~ ایک بڑی ¾ ن اور اطراف ~ g ٹے g ٹے

v وں اور خ Õ ہوں کا ˜ ہے ¾ نوں ~ K کے اندر اور باہر کی دیواروں پر ر 3 î کا

وہ کام H Š ہے جو ہر سیاح کو ورطہ a ت ~ ڈال د ê ہے۔ {× ریاں، } دیدہ زیب â

~ آیات قرآنی {(ÉÒ) â کوفی ~ یا Ž یا ' یا آیات قرآنی ® ش ۔ ہر K کے

å ç ¤ کے لیے F روز درکار ۔ S î K ¯ ا v اگر چہ g ٹی اور نے K ہے

p اس کا K تناسب اور خوبصورتی کے ا ± رسے لاجواب اور اس کے اندر جو کاشی کا کام ہے وہ

بھی بے Ò ظ Œ تناسب اشکال وا N ب رنگ عدیم ا G ç ہے۔ اندر V کر ایک سیاح کھو ں ["

a ت ہو جاتا ہے۔ K شاہی و K جامع بہت ™ اب حالت ~ ۔ ان کی ô انی و ™ ظت کا

ا O م 7 ہے۔ K جامع جا بجا سے "ہو رہی ہے۔ K ¯ ا v ô ظ حالت ~ ہے

K یا مدرسہ چار باغ کی تر ç کا « نب Ó مت ا O H Š ہے تو کام جاری ہے۔

قدیم P ت شاہی کے) ïî جو q ر ' باقی رہ ^ وہ Û 2 ن، Z قابو اور تالار

اشرف ۔ Û 2 ن کی q رت ا h حالت ~ ہے۔ شاہ „ س $ ی کے Ç کی q رتوں

کے اندرونی z ~ ایرانی q ری کے بعض 4 ین % نے دیواروں پر اب تک ô ظ و باقی

S آشاہ ,, س کے دربار کے o ø اوران ~ بھی S ¤ کے ساتھ وہ جس ~ الدین
شاہ øیوں ÷ ہ y امداد کے لیے آیا ہے قابل دید ۔ بعض اور #وں ~ ایرانی ‘ت و
G بازی کے o ø ظاہر K ‰ ۔ Û 2ن کی ر 3و v ب ۓ قابل دید ہے۔Z
قابو y ان شاہ ~ واقع ہے۔ اس q رت کی تعریف سے I y ان شاہ کی وضاحت ضروری ہے
y ان شاہ عربی ایرانی ˜لک ~ اس £م کو ë ˜ں سے F را 5 چاروں طرف ﷺ
۔ا šن کا y ان شاہ بہت بڑا اور طویل وعریض ہے۔ ÷ ے اس طویل ^ کے تجربہ کی بناء
پر YÈ ہوں کہ ایرا Eں کا یہ دعو ò9 ¥م ہوتا ہے کہ اتنا بڑا y ان تمام دُ * ~ {پایا 7
جاتا۔ اس y ان سے اطراف ~ بارہ را 5 ﷺ ۔ اس کے چاروں طرف q ر ' بنی ہو ð
۔ ایک طرف K شاہی، دوسری طرف Z قابو، Šی طرف K ¯ا v واقع ہے۔ یہ
q ر 'گوآرا 3 7 ، p شاندار و پر Ñ ۔Z قابو کے ç ¤ کے بعد بظاہر ¸ ¥م
ہوتا ہے کہ s v $ نے اسی y ان کی § یا اس ~ Ö کرافواج کا ç ¤ کرنے کے لیے
بنوایا تھا۔ سا t دو— 2وں کی شکل W دالان کی سی ہے۔ F 2نوں پرا * دہ اس کی
دیواروں کے Ýش جواب مٹ ` ۔ g ٹی 2وں کے #ے 4 ین W ں سے آرا 3
S صاًچوتھی 2ل ~ø ا Á اس طرح بنا ð ^ ، ¥م ہوتا ہے Ë نے کاغذ کاٹ کر بنا ñ
۔ تالار اشرف ادارہ ç رف کے قریب واقع ہے Œں کی سب q رتوں کے ساتھ ساتھ یہ
q رت بھی ظل Å ن فرزند ناصرالدین شاہ قاچار کے Õ وزیادتی کی نذر ہو ^ ہے۔ دیواروں
کے 4 ین Î 0کے ö , ~ Ö د ‰ تھے جن کو Ó مت اب کرید کرنمایاں کر رہی ہے
p سنہری ۓ اب تک باقی اور اپنے با Eں کی یاد تازہ کر رہی ہے۔ ° قدیم کے ô ر y ان
شاہ کے æق ~ واقع ۔ صرف دیواریں اور ç قیں باقی رہ ^ ۔ اندرونی y ان ~
کاشت ہوتی ہے۔ دیواریں è ، اسے € یا 0 کی wp ا اتنا بڑا کہ دیوار کی R پر وقتِ واحد
~ دو موٹریں چل سکی$ ۔ اب یہ بھی قریب الا‰ م ۔

° کے ô روں سے آگے Ñ ل ~ ZK g ٹی سی K ہے p اس کا— f ر جو
اب تک حوادثِ زمانہ کا 3 ہے اس کے بانی کی— ã کا شاہد ہے۔

ا šن کی y کی خوبیوں کا بیان å 7 ہو Y جب تک ''زا gہ رود'' کے دونوں پل
''پل خواźُ' اور ''سی وسریل'' کا ذکر نا H جا ñ ۔ ãد ß کی اور باقی q رت اس € اور È کی ہے
پانی کے ا y ج کے خانوں کو اس طرح é تہ ú بنایا ہے کہ کو ð چاہے تو اس پر § بھی کر n ۔

(£Ž‡ Ž2û%ð s Žš) *^ »ß gtgŠ 8t@B ™)

gf ge] gz p

Ôان کے † ب ~ ۶۰ یا ۶۵ é کے فا , پر ایک ر £م قم واقع ہے۔ یہ ایک g ٹا سا à ہے۔ ایران کے à وں کی طرح و a (بازار a ۔ |ات فا Ò ‰ موسیٰ کاظم (جن کو 9 مہ قم بھی ë) کے روضہ کی بدولت اس کو àت حاصل ہو ^ ہے۔ درگاہ پر حاضر ہوا۔ ì Z شاہ کا بنا ہوا W اور عریض روضہ ہے جس ~ کانچ کا 4 ین کام H Š ہے۔ دو W ö، ایک > خانہ اور مدرسہ بھی ہے۔ ناصر الدین شاہ قاچار نے اپنے زمانہ ~ ÷ کا سنہری رنگ H تھا او Ñ لی جانب کے برآمدے ~ بھی ن پر زرکاری کرا ð تھی۔ æ قی جانب کے برآمدے اور ÷ ~ کانچ اور آ È s ی کا کام دیدہ زیب ہے۔ اس کے خوبصورت چار f ارا تنے —— کہ دور دراز فا , سے د ð3 د ï ۔ روضہ کے دروازے چاندی کے اور مزار اقدس پر چاندی ہی کا ¼ہ آیا Š ہے۔ †Æ یم جن کا ÄG ا v ہے اور جو قم کے سب سے بڑے عالم روضہ کے ایک گوشہ ~ Æ {ا اور اُصول {کا درس دے رہے تھے۔ سے ا . دہ کے لیے C ء دور دور سے Œ ں آتے ۔ ایک اور (> بر پا تھی۔ آہ وزاری کی آوازیں آ رہی ‰۔ روضہ کے دوسرے گوشہ ~ بی بی کے مزار کے ایک # ے ~ شاہ „س $ ی کا مزار ہے۔ لو ہے اور Ç ی کی © لی y ہے۔ ایک دوسرے # ے ~ سلطان @ شاہ £^ ïF کی بھی ا + ہی G ہے۔ شاہ ا ³ $ ی کی G یں R ز { کے برابر C مرمر ´مت کے طور پر w دیا Š ہے۔ اس کے سوا کو ð اور ںایاں ´مت G کی 7 ہے۔ روضہ کہ ö ~ 4 ین ! ہی مائل مرمریں فرش ہے۔ گو ہر قدم پر اور اس پر مرمریں ÃR ز { کے برابر K 1 زائرین ان کو بے Ø روندتے پھرتے ۔

دریافت سے ¥م ہوا کہ á لی صاحب مریض 1 ان کے فرزند > ~ =یف

رکھےB   ۔و   ان سے5قات ہوðتو اپنی خواہش ظاہر کی کہ درگاہ شریف کا خزانہ دÚکا
موقع دیں۔ p| ,ں نے = سیاسی آدمی یا بÖظ د v| ôیزوں کا آدمیŒاورÓمت کی
جانب سے اجازت کا بہانہ بنا کر ٹال‰۔اسی < ~ایک عالم آقا   ۔باقر زندی کرمانی
سے5قات ہوðجوا ôیزی بھی جا f   ،روشن ìل   ،اپنے ساتھ yلے‰۔3نا
آیا،دیرتک مذ| اوا s می (ئل پرWکی۔

(£Z Zâû%ð s Zš) *^ »B gg Ð™)

zg{ k i©zÛZ· ñ ‡W

د í ~آقا ñ ·Zوزیرخارzسے5قات ہوð۔تقرã äسال سےF ¼ؤ
وزارتوں کے کام ا م دے `   ۔رKالوزرا کےØا ہ ~سفیرUر کےÇوں پر فائز
رہے   ۔ .یت آو ¤ہ ایرانی   ۔آواز ~رعب وداب، .یت سلیس 1 [1] فارسی
بو s   ۔ ÷ے استفسار پرفرمایا کہ دول خارzسے ایران کے ©ت خوش گوار   ۔اب
کوðا b سیاسی اثر ایران پر ’ 7 ہے۔ا%بعض بیرونی تجارتی اثرات سے ایران ~ز
آزاد 7ہوeہے۔Óمت اسÈحن سے بھی ت حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔جس
کا اثر oکے اOدی حالات سے ظاہر ہے۔اz ñ W ~ترکوں کی شکایت کی۔ان کی
¡ت § کار ہے۔Ëزمانے ~بھی ان کے ©ت ا i 7رہےاوراب بھی ترکی ایران
سے صاف 7 ہے۔وزیرخارzنے [1] کہ ایران کی فوجی قوت اEن بخش ہے۔تقرã٦٠ ہزار
©فوج اور س کے قریب p mرے   ۔

¥م ہوا کہ وزیر صاحب yو *ن کے لیے ا b 7   ۔آگرہ، د ›اور ‹ کی
سیاحت کی ہے۔اس کے بعد وزارتِ ماDکے دíکو‰اور وہاں وزیر ¦آقا ñ ¦ @ i
زادہ سے5قات کی۔زمانہæو ṟایران کے ر ¦اور قابل ترین وزیر ۔mتحk ت
کے Ÿ ~تقرã٢٠سال تک °وطن رہےاور .یت تنگ د4کی زندگی ¬کی تھی۔واپس آ کر
Fسال تکMآف پارلیمنٹ(و V)رہےاوراب وزیر ماDکےÇہ پر فائز   ۔

ساڑھے ساتھ بجے آقا e G ñ اپنے ساتھ ا 3 ادبی ایران کے ایک * ~
لے‰ جوہر D دو D کو P ادہ ا f کے k ن پر منعقد ہوتا ہے۔ ۶۰،۶۵ شا @ ادب کا ½ع
تھا۔ اس ا 3 کے a م کا Ñ ادبِ فارسی کی ترقی وا & ح زبان ہے۔ P ادہ ا f جن کا نام
آقا ñ داعی الا s م نے = ایک â بھی دیا تھا۔ آج کل à ~ موجود 7 ۔ € ~ }
p * کے O ا مات . یت ا i تھے۔ آقا بدیع الزماں کی تحریک پر طے ہوا کہ ا j لسان
~ زبان فارسی کی طرف نوجوان (عت کی توz اور رسالہ کابل کے اجراء پر ایک تقریظ è
جا ñ اور آ Ò ہ سے اسی رسالہ کی N ç ونت کی جا ñ ۔ آقا ñ G e سے ÷ تعارف کرایا
اور y و * ن کو فارسی زبان سے جو Ú ہے اس کا ا Öi ظ ~ ذکر H ۔ اس ½ع ~À
طرحی غز B یا ادبی p { پڑھے جاتے p اب اس طرح کی { V/ دی ^ ۔ Ä ء نے اپنا
اپنا 4 ین ¯ م ^ یا۔ نوجوانوں کی کوشش کے باوجود فارسی شاعری اپنی قدیم حالت پر قا ì ہے۔
غزل ~ د ´ تصوف یا تغزل کے p { اور ہ ïE وگریز وہی قدیم صورت ~
جاری ہے تجدد کا h ان ہے۔ جن Ä ء کو ~ نے آج ^ ان کے ï(ï آقا عزت کے ¯ م ~
تصوف کا رنگ ہے۔ آقا عزت شجرہ فارسی زبان کو عربی Ö ظ سے پاک کرنے کی کوشش ~ ایک
حد تک کا x ب Ã آتے ۔ آقا بدیع الزماں اور آقا طوسی € ی دونوں ا i نشاعر ۔ طوسی
کے ¯ م ~ p کی é زیادہ ہے۔ زبان بھی & ہے۔ آقا .نگ نے جو < شور Bò کے
رÁ بھی ، اپنے ا * دادیب مرحوم کی دوغز B اور وہ ہ ^ ñ جس ~ † ع ð کی ©
óری کی ^ ہے۔ p آفرین اور é کے Ò ظ سے ا * دانہ ¯ م تھا۔ .نگ نے اپنی بھی ایک
غزل ^ð، اس ~ شک 7 کہ x ق شاعر ۔

۹ بجے * برخواست ہوا۔ ~ نے ارا W ا 3 سے خواہش کی کہ اس ½ع ~ جو
ا h غز B پڑھی جا N وہ y و * ن کے ðŒ ں ~ شائع کرنے کے لیے ÷ ے پاس
روانہ کر دی جا N ۔ اس کے ساتھ ساتھ ~ نے وعدہ H کہ y و * ن اور S î © آباد کے
x ^ Ä ء کا فارسی ¯ م بھی Œ ں روانہ H کروں گا۔ ارا W ا 3 نے ÷ ی اس خواہش کو

اpان کے ساتھ JلH ۔

۶ بجے Ä ا ñ Ôان کی ایک (عت 5 قات کے لیے آ ð تھی ، آقا ñ اور نگ ،

آقا ñ بدیع الزماں ، آقا ñ شجرہ و (ہ سے تقر ã ایک ; تک Äو K کی W رہی ۔ رات کو

آٹھ بجے آقا ñ مرزا قاسم (صوراسرا >) وزیر پوست ÊG ç اف کی دعوت ~ Ôان کے

سب سے بڑے ' ~ Š تھا ۔ آقا ñ دہ خدا ایران کے سب سے بڑے ادیب سے بھی

5 قات ہو ð ۔ 3 نے کی ö پر تار õ وسیاست ، § وسیاحت غرض Z Äانوں پر دلچسپ W

رہی ۔ دس بجے ' سے ہوٹل واپس آیا اور ¼ ویر Âب د Ñ کر سو Š ۔

(£Z ZZûZ%ð s Zš) *^ »B gtgŠ 1@2 ™)

> Z Z@3

G e آ ñ ۔ ان کے ساتھ آقا ñ مرزا قاسم خاں وزیر پوست ÊG ç اف سے

وزارت پوست ÊG ç اف کی جدید q رت ~ 5 قات کی ۔ . یت خوش اÜ ق á اضع اور

بامروت انسان ۔ ایران کے ایک قدیم خاندان سے m رکھ ۔ زمانہ æو r کے

دوران ~ ایک ا ¶ رموسومہ ''صوراسرا >' جاری H تھا ۔ رC رC خودان کا Ä ''صوراسرا >'

رہو Š ۔ © کہ یہ اپنے ا - نام سے 7 å رے جاتے ۔ کل = اپنے Œں شام کے

3 نے پر مد عو H ہے ۔

f ب کے بعد باغ B ~ ¼ وقت گزارا ۔ پھر ایک ایرانی ' ~ ö î اور · ب

3 ñ ۔ Âب خانہ Ôان لالہ زار ~ تار õ الدولہ ^ ش کرنے کی غرض سے Š ۔ Âب

خانہ کے مالک آغا پرویز جوذی D آدمی Œں ایک g ٹی سی بنچ ہر وقت پڑی ر S ہے اور

اسی پر ایران کے x گا ہر وقت .. ر L ہے ۔ آج Œں F f ء قدیم وجدید سے 5 قات ہو ð ۔

ان ~ سب سے زیادہ قابل ذکر آقا ¢ آزاد مدیر روزنامہ '' آزادی æق '' ۔ یہ روزنامہ

جر * کے پایہ تخت برلن سے شائع ہوتا ہے ۔ ¢ آزاد ÊG ï اور وطن پر 4 کے سب سے بڑے

b دار ۔ ا s می اتحاد کے نہ صرف # لف É اپنے تجربوں کی بناء پر اس کو ایران کے لیے

باعثِ vں B ۔ بہت پر جوش اور بے باک آدمی ۔ ë تھے '' ایران نے وطن پر 4

ہی کے جوش ~ ایران، روم و نیز باقی > نوں کے درx ن ی کی دیوار 9ی کی تھی۔ بQ ظ
د v ¡ کی تحریک جاری کی تھی۔ اب بھی اس Ý کے حامی ’’ہم ایرانی باقی Ë
ا s می دُ * سے ہم کو کو m 7 ہے‘‘۔ بعد ازاں اس کی تصدیق بھی ہوð کہ ان کے بعض
Óں سے ظاہر ہوا کہ ایرا ست± اور ¡ کے جوش ~ وہ زرتشت کی بھی مدح سراð کرنے Ñ
۔ ترکوں کے شاکی کہ ایران نے حنکÀkمی کے خاتمہ پر ترکوں کی مدد کی pاس کے
جواب ~ ترکوں نے ایرانی حدود پر í کر 1۔ غرض ¡ کی آگ Ä جا رہی ہے۔ e ہے
خدا اس شر سے کوð í پیدا کر دے۔

(£Ž Ž2û%ð s Žš) *^ »B gtgŠ 15@1™)

§ Åt ge‡] P

آج آقا Gکا î وعدہ تھا کہ Pت قاچاریہ کی §اور تخت طاîس کا ç ¤کرا N
گے۔ آٹھ بجے ان کے kن کو Šp ساڑھے دس بجے تک وہ صاحب نہ آ ñ، جن کا ان کو
Oا رتھا۔ (2 ™)

ì »] ñ

Nپل کے قریب جب گاڑی âتو وہاں چوں کہ çہ کی کوð ´مت نہ تھی۔ شوفر کو
پل کے بازو جدید را 3د3ð نہ دیا اور ¦ھے موت کے ì ~ Š^ & (فروں کا تو اسی
وقت خاتمہ ہوŠ اور ایک زÂ ہوا۔ ۴ بجے جب کہ کابل کے لیے صرف ایک éکی (فت باقی رہ
گئی تھی کہ پٹرول « ہو جانے کی وzسے øری گاڑی رُک ^۔ ڈرائÇر پٹرول کے لیے àکی
طرف روانہ ہوا اور ہم نے ایک راہ º ٹا f ~(جس کیŒں گاڑی یا ان کے 9 È ~
گاڑی ë) اپنے í بیاگ کے ساتھ تا ôاس ہوâ ر آدمی تھا Tن Šکہ ~ا b (فر
ہوں، ÷ی ہدایت کہ àکے Ëبڑے ہوٹل ~ Š۔ اس نے =کابل ہوٹل ~ àیا۔ ا ÷
امان ا vخاں نے بیرونی dز (فروں کے لیے یہ ہوٹل خاص طور پر قا î کرایا تھا۔
í بیاگ # ہ ~ رکھ کر وضوH۔ (کی úز پڑھی اور چا ñ پی کر ہوٹل کے نوجوان
خانساماں کے ساتھ ¡ ت وطن کی §ہو Š۔ ا \ں ہے کہ دیر ~ îکی وzسے ¡ کی رسم

ا ¶ ح ¡ئی حنکاkو (ہ Üاہم تقر 'ں ~شرکت نہ کر eجو آج دو پہر تک ا ! م کو q
¡کی با aت ~ سے اب صرف روÝ اور کا .ں کی آرائش ہے۔

(£Z Ž2û%ð s Žš) *^ »B gtgŠ Ÿ8 ™)

yĵ j Žg{ķ iŽV{· ; ñ ‡W

5قات کو =یف لا ñ ـÓمت کی جانب سے ا ,ں نے ÷ Ɨ í Hļ-یہ
.بیت خوش «اور بامروت ·ز ð F کے ا jن ۔ ^کی تکلیف کا حال سن کر .بیت
Oسف ہو ñ ۔ر Á ہوتے ہو ñ Hوعدہ کہ اا¶ئاv کل سے ÷ی § وتفر ô کا پورا
Èوبست کر دیں گے۔ان کے ساتھ Œں کے ماہوار ادبی رسالہ ’’ کابل‘‘ کے ایڈ ñ بھی تھے جو
÷ی سیاحت اور ÷ے ‌ìلات سے بہت د p رکھ Ė تھے۔

(£Z Ž2û%ð s Žš) *^ »B gtgŠ Ÿ8*@Ð ™)

{ágŠg'g$ ķ iz

/۵ (دی ا }نی ۵۰ ھم ۱۸/Æ برا۳۱ء ‌آ ج ð سویرے ہوٹل کے خاساماں سے
¥م ہوا کہ رات دس بجے ¥صاحب وزیر دربار کوا d |ت نادر شاہ نے ÷ے پاس روانہ
فرمایا تھا۔ p =سوتا پا کر وہ واپس ہو‰ اور اب ارک(,,شاہی) سے ÷ے لیے نا آیا
ہے،جس ~ ایک بہت بڑا U اور n F کی ‹×ں ‰۔۹ بجے پھر سردار · ©رخاں
صاحب ¥وزیر دربار =یف لا ñ۔یہ سردار †ا ;وس خاں صاحب مرحوم سابق صدر اW
ا jزن کے فرزند .بیت شریف جوان ۔ا d |ت کی طرف سے مزاج پرسی کی اور 1 کہ
ا 1بطورِ خاص روانہ فرمایا Š ہے کہ ہوٹل کے اOمات ,, بخش 7 ۔ ~وزیر صاحب
دربار کے kان ~ aم کروں۔

دس بجے ~ پا پیادہ ÷ ہوا گارا ژ شاہ ·تک Š اور کل کی سامان والی موٹر کی ˆش
کر کے اپنا سامان ہوٹل ~ لے آیا۔۱۲ بجے سردار ; ·خاں صاحب وزیر خار z=یف لا ñ
¥م ہوا کہ ا d |ت نے ÷ے لیے خاصہ بھی ,,شاہی سے روانہ فرمایا ہے۔وزیر صاحب کو
ساتھ لے کر ~ نے مزید ا jنی îö سالن اور ·ب 3 ñ۔îö کی Œں بہت 9 ۔

اس خاصے ~دوطرح کاöî تھا۔ اس کے بعد ñے کے قاب آ ñ جن کود Ù ہی جی بھرکۓŠ۔ سبÂ بھی ا n d کے اں ùار، غرض ہر q ا d درz کی جن ~ سے ~ نے ہر ایک کا صرف مزہ š۔

ایک بجے پھر سردار · ©رخاں ¥وزیر دربار آ ñ اورا :ع دی کہ ا d |ت نے ÷ے لیے ایک ±ن g سڈان بیوگ گاڑی Hرفرماð ہے جو ہر وقت ÷ی سواری ~ رہے گی۔ پھر اسی گاڑی ~ وہ =سردارا £شاہ خاں صاحب وزیر دربار کے Œں لے‰۔ سردار صاحب ا d |ت کے RÇزاد بھاð اور موجودہ کے Ç بھاð ۔ولی Ç ان کے بھا ' .یت و ôاور ـــــوبالا جوان ۔اُردو سے بخوبی واقف Œں V کر ¥م ہوا کہ ÷ے لیے g ٹا 1 .یت خوبصورت اور [لوازمات سے آرا 3@ ھH Šکا ہے۔ 5 قات کے بعد وزیر صاحب دربار =اپنے ساتھ i ~ لے‰ ˜ں پروگرام کے _بق آج فوجی سپاہی کرتبوں کا b ہر کرنے والے تھے۔

ایک شا x نے ~ا d |ت نادرشاہ غازی اپنے تمام وزراء و ^ء دول خار z کے ساتھ رونق افروز تھے۔ کل ~ نے ان کو موٹر ~ د ¬ تھا اور آج =ان کے ساتھ 5 قات و Wکا شرف حاصل ہوا۔ »ہی 5 قات ~ اُ پر یہ اثر ہوا کہ غازی اپنے وطن کے مخلص خادم، پکے ‹ن، .یت خوش «، áضع اور éو بردبار بادشاہ ۔ =دN کرا *دہ ہو‰۔ Çہ ‰نی سے ا LاH اور دست بوسی کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ ا j نی قاعدہ کے _بق دیر تک اُیت پو y رہے پھر اپنے دونوں بھاð سردار · ہاشم خاں صاحب صدر ا W اور سردار شاہ ùد خاں صاحب وزیر خار z اور)سالار سے 5 یا۔ دونوں نے Hg r اور بڑے اÜ ص سے W کی۔ آقا ñ †الاحد خاں صاحب ا 1 <شور Bò اور آقا ñ مرزا · خاں صاحب وزیر تجارت حرفت سے بھی 5 قات ہوð ۔ فوجی قوت بڑھانے کی جانب سب سے زیادہ zá O Çآج ا j ïسان کی حربی طاقت اس سے {زیادہ ہے جوا ÷ Ôا v خاں کے زمانہ ~ تھی۔ =ا \ں ہے اور ÷ے ہر 5 قاتی نے اÖ رِا \ں H کہ ~کل کی j ئی حکkکا b ہرہ دN نہ e ۔آج فوجی سپا •ں نے è 8 کے بہت ا اُکرتب د 3 ñ دوران b ہرہ ~جب رسہ É شروع ہوð ۔ ا d |ت نے اُسے استفسار فرمایا کہ کو ´ (عت ò گی۔

~نے جانب راست کی پارٹی کی Ú اپنا ìل ظاہر H، اپنے تمام éGr سے استفسار کے
بعد فرمایا، نواب صاحب بجانب راست ــ، ~ نے "1 را 4 موجب رضا ñ خداست"
فرمانے Ñ’H ö کود ~ بھی"۔ ~ نے "1 ہاں ہر g ٹے بڑے کام ~"۔ p سو ñ
اتفاق سے با N طرف کی (عت حسلہ Û ^ ۔ا d ا| ت نے ÷ی طرف ــــ ا کرد ¬ ۔ ~
نے "1 ا d ا| ت یہ Ü ف تِو قع 7 ہے Y ں کہ آج کل دُ * ہر ç A ~ را 4 کی # لف
' ~ حرکت کر رہی ہے"۔ حا ø ین اورا d ا| ت ÷ا جواب سن کر بہت # ظ ہو ñ ۔
÷ی فارسی ا j لسہ ان کے لیے وz ªت بنی ہو ð ہے وہ Ë قدر (1 فارسی بو s
۔ =ا یران ~ ª م کی وz سے فارسی بول چال ~ ذراسی w ہو ^ ہے۔ ہر ہ نے ÷ی
فارسی W کوا ا ان اور ªت سے سمجھتا ہے۔
Œ ں ÷ی تواضع قدیم کی دو وجوہ ۔ جن کا آج ا d ا| ت نے بھی Ö ا رفرمایا »
وz یہ ہے کہ ِا s ð © را آباد کا ~ ª نہ ہوں جس نے دارا À ا j لسہ ان تک
آنے کی ز ∅ گوارا کی ہے۔ دوسری وz یہ ہے کہ ~ خود بھی <ا j ان ہوں۔
ú% è 8 کرتب « ہونے کے بعد ~ نے اپنی موٹر ~ j گاہ کا ایک 6 آیا۔
یہ ? ور کے را 5 ~ à کے (رے پر ایک W y ان ہے جس کو" m ـــــری" ë
D روÝ کا ا d e نے پرا O H Š ہے۔ ð کے رنگ بر f š کل رات کو بہت ¯
دے رہے تھے۔ ہر n کی دکا Œ3 ں قا ì کی ^ ۔ سب سے زیادہ رونق © ہ خانوں پر ہے
~ں ایک قوال ´ y و * نی، ا j نی یا ایرانی ~ ì سراð کر رہا ہے۔ y و * نی ð‹ اور
پارچہ کی دکا 3 بھی ۔ y ان کے دوسرے جانب ایک g ٹی سی Û ہے جس کو £ می
ا ~ح ~ "کول" ë ۔ کشتیوں کے ذر = لوگ اس کی § وتفر ô سے ¯ اندوز ہوتے
۔ چوں کہ ا j لسہ ان ~ کو ð m x 7 ہے اس لیے اس تقریب کے K ~ بطورِ
خاص ایک m y بھی قا ì H Š ہے ç GP d ¨ اور H ہ بازبھی Ô K‰ ۔
r پ جا بجا قا ì ۔
Œ ں سے ہم بازار کابل کے وسط سے ہوتے ہو ñ "دارالامان" کی فرحت بخش پر c

اورW سڑک پر ò آ ñ ۔دونوں طرف O رکے مسلسل اور p سب د½ں کا ã تقرچھ

é تک Š ہے۔دارالامان وہ نا å ونا ¥ م q شاہی ہے، f بی طرزِ y پر کابل سے

تقر ã ^ é جانب f ب امان ا v خاں نے بڑے ا È م سے Hy تھا۔ . یت ہی شاندار سہ

2 لہ W q رت ہے p ابھی اس کی y å نہ ہو ð تھی کہ ë نے امان ا v خاں کو ° وطن

کردیا۔ان کے ¬ سے امراء نے بھی دارالامان کی طرف ''جاردیہ'' جو ایک زرا

K تھا۔ g ٹے g ٹے خو ¨ y f کرنے شروع K تھے یہ سب å اور نا å f بھی خالی

پڑے ۔خودا d | ت نادر شاہ ولی خاں کا بھی ایک @ Œ ں موجود ہے۔اب Ó مت نے

ان q رتوں کی Š کی طرف تو z کی ہے۔کار y . یت N ë ری کے ساتھ شروع H Š

ہے۔اس کے اطراف خو ¨ وخوش © باغوں کا W ~ Š ہے جو کابل کی 4 ین S گاہ

ہے۔اس پر شوکت q رت کی f بی جانب تقر ã ایک é کے فا A پر ایک اور 1 ز اور شاندار

q رت ہے جو G امانی'' B تی ہے G ا j ن ~ è کے — r کو ë ۔امان ا v

خاں چا T تھے کہ ''دارالامان'' دوا — کے لیے ص ہو،اوران کی اپنی a م گا G امانی ~

رہے۔یہ q رت بھی گونا å ہے 1 تھوڑا کام باقی ہے۔

^

سیاحتِ ^ کا روزنا / ش لس } ر کے باوجود دس ø ب نہ ہوا۔ 1 دورانِ ش ~

سیاحتِ ^ پر قائد l کا خودنو ٖ وہ جامع نوٹ مل Š جو آپ نے ^ کے دورانِ a م ~

روزنامہ ر Ú د Á کے لیے مرتب فرمایا تھا۔اس نوٹ کو Œ E p Ü H جاتا ہے تاکہ روزنا / کی

عدم دس ø بی کے باعث ^ نامہ کی @ ہ کڑیوں کی بوجوہ ا Œ Š ہو n ۔(A %)

BZ

ُ د * کے u پر افر i ک Ñ ل اور طرا $ ا º ب کے æ ق ~ سوڈان سے

بحر ابیض کے † ب ~ æ ق (رہ 1 سوئز کے ذر = جو سرز { بر ا W ا ¨ ء سے جدا ہوتی ہے

اسی کا نام ^ ہے جس کا ر K ِ آ / سے ساڑھے چار لا کھ بڑا (a & لاکھ تراسی ہزار é

مربع) p آبادی ~ لک ø وسہ سرکار عالی کی آبادی کے تقر ã برابر a ایک کروڑ * K لاکھ

ہے جس ~صرف Šلاکھ «رòاور ·داور باقی سب ‹ن ۔

^کی ساری رونق اوراس کی تمام قدرو 7صرف دریا ñ Bکی مرہونِ 5ہے جو اس کوایک سرے سے دوسرے سرے تک §ب کرتا Šہے۔ ^ بارش بہت کم ہوتی ہے Œں کا واحد ذر =آبپاشی دریا ñ Bکی ?نی ہے جس کی تار uایک ^ی 5ح اسی طرح اُ èں پر Lر Lہے۔ جس طرح دکھاDکاشت کاررو 6اورمرگ کی کار ìں کا 3ر Lہے۔ دریا ñ Bکی ?نی سے ایک خاص nکی è yانوں ~ جاتی ہے جس سے ز {زرخیز اورکاشت ~قابلQظ اضافہ ہوتا ہے۔ ^کی اہم پیداواررو ðہے جو Eر 8اور 5Gأ¡ کے باعث ساری دُ * ~ رہے۔ ہر nکا ñہ اورترکاری بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ´وہ]ں، جو، hاورچاول کی کاشت بھی ہوتی ہے۔ امراء اپنے باغوں ~آم کے درخت بھی آ ر Ç ۔ ~غریب الدیارا پنے ^کے دوران آموں سے øوم ہوں p †ا > ز بک سفیر sزنے تازہ آموں کا شربت öیا جو Ú (áKتھا۔

^کا موسم 5ل ہے۔ سرما کی تو سب تعریف کرتے کہ خوش گوار ہوتا ہے p ~ Œں کے شدید موسم گرما ~ہوں اور گرمی ا + ہے Üøرے ہاں اوائل ماہِ اردی 0 ~ ہوتی ہے۔

õg@

^کا تمدن اوراس کی تار õاتنی قدیم ہے کہ اس زسی یادداشت ~ Üت کا ذکر H &Eaت کی بھی Rئش 7۔ یہ سرز { بÑرتار]ادوار کا مرقع ہے۔ فرا Åکی Ñ کے U ہو ñ¶انŒں پا ñجاتے ۔ان تمدن سے Ûñیونان کی خوشہ ìکی یادگاریں بھی Q ۔قرطا /اورروما کے åاب کا زمانہ بھی اس پرگزر]۔ # ñراشدین کی Üفت، بنو اُ ðکی سیاحت، بنیŒس کی شوکت، فاeکی H Iای اورترکوں کی جنگجو ðکے دور بھی اس کو یاد ۔ A zکے تاخت وتاراج کی دا *ں بھی اس نے فراموش 7کی ہے اوراب برطانوی ا Eریت کا شکار ہے۔

شاہ فواد اول کو قدرت کے پراسرار ہاتھوں نے Oا کی ¼™ں سے لا کر qعابدین ~
متمکن H۔۱۹۲۴ء پار úان کے aم اور آ ذ د 2ر کے ˜ ~ Äغلول پاشاہ کی (عی ر,
ہو N۔سیاسی ا ˜ح ~ ایک د 2ری Óمت ہے۔ برطا 6 کے زیر åب ہے۔اس
کی پار úان دو "ں پر Ë ہے۔ایک ۱> ,اب (دارا ¶ام) اور دوسرے >الشیوخ
(دارالامراء) ایک >الوزراء(å یہ) بھی ہے جس کا صدرر Kالوزراء (صدرا W)
Bتا ہے اور وزراءِ ۱> ,اب و >الشیوخ کے سا tجواب دہ ہے۔Œاتفاق سے ÷ے
زمانہ aم ~ ®م قاہرہ ^ی پار úان کا ۱ ¶ح نۓ ~آیا۔ =اس کی کارروا×ں د Úکا
موقع 5۔۲۰/جون ۱۹۳۱ء کو qعابدین سے بر úان (پارلیمنٹ) جانے والی شاہراہوں پر فوجی
Oامات شروع ہو ñ۔قاہرہ کے اطراف و جوانب سے لوگ اس قومی رسم کے bہرہ کے لیے
½ ہو ñ تھے۔ ہر چوراہے پر بیانڈ اور £می باجے sمی کے وقت سا eنوازی کے لیے ¦
K‰ تھے۔۹ بجے توپوں کی گرج نے qعابدین سے بادشاہ کی برآمدگی کی ¸دی۔ایک سنہری
شاندار گاڑی ~جس کو آٹھ ˜ڑے éرہے تھے۔ Êا >شاہ فواد اول سوار تھے اور ان کے
بازوا ©صدقی پاشار Kالوزراء Æ تھے۔شاہی سواری کے آگے ú Çس ~ C
˜ڑوں پر سوار نۓ باڈی گارڈ تھا۔بادشاہ بھی Cفوجی [س ~ تھے جب ان کی گاڑی قریب
âتو ø Ê ۱ >'' اور ø ولی Ç' کے Èوں سے c گونج اُ _۔ایک دو آوازیں
" ! صدقی پاشا'' کی بھی آ N pاس طرح ‰ â ہو Œñ سے òرہی ہوں۔آدھ
[کے بعد پار úان کا ۱ ¶ح کر کے بادشاہ qعابدین کو واپس ہو ñ۔ا ¶ح کے Š ے
روز ÷ی تحریک پر وزراتِ aکے د í سے =پار úان کے ç ¤کی اجازت Bاور ۱۴/جون
کو شام کے چھ بجے ا £بک کامل مدیرادارۂ امن ا °م کے h ñی = لےکوآ‰ ۔ ¥م ہوتا
ہے کہ بر úانÓمت نے بطور خاص ÷ے ا Lل و ç ¤کے ا©م د تھے۔خود ارکان
۱> ,اب و >الشیوخ کی موٹروں کے برÜف جو باہر دروازہ ہی پر gڑی جاتی ٹی
موٹر پور 7تک لا ð ^۔پارلیمنٹ کے h ñی نے ا LلH اور Óمت کے خاص ¶نوں

کے برآمدہ ~ = èیاکŠ۔ <ا ,اب اور <الشیوخ کے لیے ´حدہ ´حدہ ا °س بنے

۔کارروائی کے ا •ð دن ۔اس لیے کو ð ا f جاری 7 تھا É Z (ئل کی

آت وترسیKکے لیے Ộ ï ìاں É کی جاری ہی ‰۔

^اپنے دوسرے ä یہ ˜لک کی طرح بہت اہم دا½ سیاسی دور سے گزر رہا ہے۔

Œاں فی Òل پانچ سیاسی (È ۔وفدی، احرار د 2ری، اتحادی، mو اور £۔سب

سے قوی اور بااثر (عت وفدیوں کی ہے جس نے Äزاغلول پاشاہ کی زیر aدت ^ کے لیے

۲۴ء ~د 2رحاصل Hاوراب تک ا 4ل کا n کے دعاوی کے ساتھ برسر پیکار ہے اور حزب

ÅŠÉï سب سے آyی (عت ہے جو صدقی پاشاہ نے اپنی Óمت کی تاGکے لیے حال ~

ترسیK دی ہے۔ aم <ا ,اب کے بعد سے ¼دنوں ا تک o پر وفدی (عت ہی کی

Óمت تھی۔ایک zدہ قانون پر !{Éð س پاشا موجودہ ر K (عت وفد نے بادشاہ سے

ناراض ہو کر وزارت سے ا ± دے دیا۔عام ìل یہ تھا کہ کو ð نے وزارت Jل 7 کرے گا

اور 6راًپادشاہ کو س پاشاہ کی 7کردہ شرائط tکر کے وزارت ان کے سپرد کرنی پڑے گی 1

حزب الاحرار کے ایک سابق وزیرا ©صدقی پاشاہ نے اپنی (عت اور وفدیوں کے Üف

نے نہ صرف وزارت Jل کر لی۔ É fوا ëاداور قوت کے ذر =اس کو ایک حد تک Lبھی

کر1۔وزرات کے ہاتھ سے جانے کے باوجود <ا ,اب اور <الشیوخ ~وفدیوں کی

Òا یت تھی اور وہ صدقی پاشاہ کی ہر ?یز کی# نے کر کے ÉF د iاس پر بےOا دی کا ووٹ

پاس کر کے اس کی Óمت کو $ور کرنا چا T تھے۔اس پار úان کے Nاا بات ~جس کے

ا ¶ح کا ذکر اُوپر ہوا صدقی پاشاہ نے Óمت کی پوری قوت وفدیوں کے Üف برتی اور گو سارا

o • رہا کہ یہ Õ ہے f ہے pاس نے ایک نہ مانی اور ا(Nاب کرایا کہ دونوں >ں

~ایک بھی وفدی یا احراری Ã 7 آتا۔سوا Éà ء کے جس کے ì پر بقول !{Éð س پاشا

$یں آدی ^ ۔وفدیوں کے تمام ا ¶ر Dود کرد ‰ ۔وفدیوں کے ' اور

سے الامہ (زاغلول پاشاہ کا y) پر ہر وقت پو :کا پہرہ آر L ہے۔وفدی ã خانوں ~

جا رہے ، پٹ رہے اور مر رہے 1اپنی کو @ں ~ا 4ل کے ساتھ ^وف

حزب الاحرار اور وفدیوں کے درxن ا%ف تھا p صدقی پاشاہ کی # ن نے ان کو
ہونے پر 6ر کر دیا۔ اہل o !{à ◌ٓس پاشاہ سے بہت > کرتے جس کے F وا A نہ
ø o ÷ی آ \ں نے د A ۔

ö

^ اپنا ö ر کھا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے :

ê ۱ ایک تعر f
۲ تعر ‘یا ۱۰ ê ایک غرش صاغ
۵ غرش صاغ ایک e) (a
۴ a یا ۲۰ غرش صاغ ایک ریال
۵ ریال یا ۱۰۰ غرش صاغ ایک 8
ایک 8 ^ی ایک t اور ایک 2 ô ا یزی

گویا ایک غرش صاغ جو Œں کا سب سے زیادہ چالو ö ہے ڈھا ð آ å ار کے برابر
ہوتا ہے اور ے غرش صاغ ایک رو å ار کے برابر ہوتے ۔

^ی Óمت کا بھی ہے جس پر اہرام ابوا Ûل اور دوسرے ^ی قدیم آثار اور خود
بادشاہ s مت کی تصویر بنی ہو ð ۔

^ی فوج کی تعداد سات ہزار ہے p o ~ تقر ã اتنی ہی فوج ا ô یزوں نے
Z .ں سے رنے ہے۔ خود قاہرہ کی گود ~ ا ô یزی فوجوں کی و + ہی Y ؤ *ں Ü
•رم اور \ر آباد ~(©ر آباد سے) برار، کڑپہ اور • ری کا خون چوس کر پلے ہو ñ
آ Y کے سانپ Øار ہے ۔ ^ فوجی ½ f ی قرار دی ^ ہے۔ ایک § / تک ہر
ح کا لڑا کا سپاہی بنے“ پر 6ر ہے۔ ایک د ´ درس گاہ بھی ہے ~ں . نِ حرب کی ½ ^ کے
سپوتوں کو ا ô یز ماہرین د ï ۔ گویا T کا بچہ 1 ó سے تیرا کی کا $ لے رہا ہے۔ فوج اور

پو : کےا d ا fÀ˜ا ô یز ۔دوسری Óáں ~ ^کے سفیر برا ñ نام جن کا کام
À˜پاسپورٹ پر $ود \ کرنے کے سوا اور ¼ 7 ۔ =تو یہ شرف بھی حاصل کرنے کا مو § نہ
5۔ › کے ہاð کمشنر پو : نے É دیا تھا کہ ایک سال تک یہ ^ ~ آد i اچا جاM
اس لیے ^کے دروازے ÷ے لیے A تھے۔ ~نے ˜ں تک غورH ^کا سیاسی مرû =
©رآباد سے ¼زیادہ — ¥م نہ ہوا۔ اگر ¼ q اجازت Ãآتے تو وہ û وقوع اور شکاریوں
کی با b رقابتوں کا ³ جو بد ¬یا خوش ¬سے ©رآباد کو , 7 ہے۔

ĝ]Ô ÅwzÃgg ®)

جب ترکی سے یوناEں کا د ö ïلا ہوا تو ا ,ں نے اپنے ڈیرے (د ۔ z A
نے فرا ! ں کے قدم ¬ہی سے ¢ طکرد تھے۔ Oا کا اس پر حق تھا۔ è پڑا کی دا *ن
کا ایک ایک حرف Œا ادزمانہ کے باوجودا \ ریہ کے درودیوار پر ®ش ہے اور \ ارW کی
ہڈیاں ~ز ^کی سرز { دفن ۔ .دیوں کو ڈ * کے کس o کی تجارت ~دخل 7 ہے
جو ^ان کے Ð سے ô ظرہ جاتا۔ رہ ‰ ا ô یز تو ان کی • ہی ردہے۔ ا ھض تجارت کے
Áان صر K نے ^ی تجارت کو اپنا اجارہ بنا 1 ہے۔ ^ی بھی تجارت کرتے ۔ p و +
ہی Ü y و *ن ~ › نوں کی تجارت۔ ^ اامام دین انڈین Z، †الرسول òی اور
پھوڈمل برادرس کی بڑی بڑی دکانوں کو دN کر ä ت ہو ð ۔ اور بھی F y و *نی y ودآں اور
›نوں نے Œں تجارت قا آکرکے x jنت ا) رکرلی ہے۔

^کی زندگی بہت P ہے۔ اشر 5ں اتنی ! ی سے y چ ہوتی کہ ø رے Œں
روپئے بھی اتنی ¢ی صرف 7 ہوتے۔ اس کی ایک وz یہ ہے کہ بÒ ظ 7Œں کا ö بڑا
ہوتا ہے۔ سب سے g ٹا ö ’تعر f‘ ہے ® å ار ایک آنہ سے زیادہ 7 رکھا ہے۔ ...اور
پاð کا تو ذکر ہی 7۔

^کی درآمد ہونے والی ا â ء ~وہ سب q یں شامل جن کی ایک 4ن oکو
ضرورت ہے اور جن کے ذر =æق کی دولت f بی ˜لک ~ v ہوسکی $ ہے۔ برآمد ~
سب سے بڑی q رو ð ہے pاس سال اس کے بھی لالے پڑے اور # ح پر .ن Ã

آتے Yں کہ اôیزیÓمت نے سوڈان ~ ہی کے Ü ہ روð کی کاشت کاOام

کر1 ہے۔اس لیے ما óاور لکا[شائر ~ ی روð کی و + مانگ نہ رہی Ü ¬تھی۔گز

سال کی پیداوار کو ^ں ~بھری پڑی ہے اور سال حال کی £Xکھوں ~Øار ہی ۔

^کی Å کے متعلق ¼نہ r ہی 4 ہے۔اپنے پندرہ روزہ aم کے دوران ~

= &چار— ^ں آÃ N ۔دریافت کرنے پر ¥م ہوا کہ ایک دوتو r یٹ سازی کے

کارخانے اور ایک دوÀ اسٹے یا زیادہ 9 یہ ہے کہ روð صاف کرنے کی گر *ں Óمت

نے بھی اب تک کوð تو z 7 دی ہے۔ fبی À ے کے ô£ کی تحریک جو وفدیوں نے آغاز

کی ہے، e ہے Q ترقی کا باعث بنے۔

^زرا o ہے اور وہاں کی زرا حالت .یت ہی ا Eن بخش ہے۔دریا ñ

B سے Z gٹی gٹی 1یں ïل کر o کے اطراف و جوانب کو §بH Šہے اور

oکی تمام Œتی آبادی زراعت & ہے۔سب سے اہم زراعت روð کی ہے۔yیف و ربیع

À ˜ دونوں £ ہوتی اور ز {بھی øرے Œں کے مر Vاڑہ ´قہ کی طرح سیاہ

ہے۔روð کی ہ nکے اòب ˜ں ا hارا öا اور آب و ہوا کا ا—ل و Óمت کی

ôانی بھی ایک بڑا اسن ہے۔کاشت کے لیے سب سے اہم q بیج ہے اور Óمت نے اس کی

,,اپنے ذمہ لے رن ہے۔yاب بیج Hk جاتا ہے اور صرف ہ اور در zکا äظر K

اراضی رعایا ~ ,H جاتا ہے۔اب yو *ن نے اس طرف تو zکی ہے اور ©رآباد ~بھی

اس غرض کے لیے ماہرین کی خدمات حاصل کی ۔خدا سے اُ y ہے کہ یہ (عی ‡رہوں گی۔

] Ñç è§

^اور د v •دِا s ðکی طرزِ çشرت ÷ے ìل ~ایک Äxان ہے،جس

کی تفصیل Œں باعثِ طوالت ہوگی۔ yو *ن کی طرح ^ بھی Œتی اور àی زندگی ~

بہت بڑا فرق ہے۔ ^کا #ح (کاشت کار) æقی یب کا%نہ اور ا sمی سادگی پر ™! (Ãÿ

آتا ہے۔اس کے پست p ¢اور صاف _ے kان ۔اگرچہ کوچ کرسی نے دخل پا1

ہے pوہ خود اور اس کے بیوی بچے فرش پر ã بیٹھتے اور 3نے ~کا – qی کا ا Eل بھی

7کرتے۔اس کی بیوی قدیم وضع کا عربی ڈ j ڈھالا ' ں تک لکا ہوا [س = ہے۔سر اور
nے کے سوا کو ð بدن عریاں 7۔باہر جاتی ہے تو سر پر سے بھی ایک شال اُوڑھ g ہے۔
وہ خود پنڈ Cں سے اُو 'ایک پاجامہ پر 'ں تک لکا ہوا ایک ڈ j ڈھالا کرتہ ; ہے۔#پر
M ú باند k ہے اور L اس کرتے پر کوٹ بھی پہن 1 جاتا ہے۔ p àی زندگی S î ^
~زیادہ گراں اور f ب زدہ ہو ^ ہے۔مرد تقر ã سوٹ Û ۔عور ' پیرس کے جدید سے
جدید کا 4 عریاں [س = ۔ £رِ§ت کے—ہونے سے زندگی بہت گراں ہو ^
ہے۔دربان ۳یا ۴ t اور موٹر ڈرا Çر ۸یا ۱۰ t ماہوار 9 اہ سے کم J7 ل کرتا۔غریب سے
غریب ^ی کے y ~بھی ایک ڈرا Óروم ا h طرح آرا 3 ہوتا ہے۔ ^ی عورت â
عورتوں Üتو 7 p ÃD راور ðÌ æ1I ف ہوتی ہے۔

^ی عورتوں نے پردہ ‡ اُV دیا۔جدید ½ یا Cعورتوں اور یورپ کی ایک
خاتون ~ ×کرنا دشوار ہوتا ہے۔شام کے وقت ð انات y ان ابرا پاشا اور
B کے (رے اس کے Œ 4 عریاں کی تماشا گا ، f بی وضع کے ترشے ہو ñ بال،
ہونٹ اور گال کی j ئی سرخی، A بازو، L ہم رنگ ¼ر § پا تابوں ~، L زانو تک
عریاں پا آں،اُ œ ایڑیوں کی جوتیاں ê آج کل کی نوجواں ^ی Ãاں اور آنے والی Y ں
کی ما N اپنے Œ کی ú نُش کرتی پھرتی ۔ا ,§ سوز o ø کم از کم í‰ قدامت I
æ قی کو تو غرقِ ندامت کرنے کے لیے کافی ۔

اس کے باوجود ^ اب بھی Zوں تک اُ V ہوا حسن اُ سیاہ ر § بر § Ü و Cں کی
¶ 7 ہے Õ ب اُوڑھ g ۔ Õp ب .بیت » سیاہ جالی کا ہوتا ہے اور ناک سے
n صرف Þ بی ہو—ں اور ز | ان کی پردہ داری کرتا ہے۔ناک پر بدنال کی ایک خوبصورت â
سونے اور چاندی کے ò ں É È ی ہو ð ہوتی ہے جس کے دونوں طرف سرمہ سے 7
É کا جل سے ! Ð ہو ñ د مژگان W ناز کرتے ۔

y!i

^یوں کی عام زبان عربی ہے جو فرا ú ،ا ô یزی اور ترکی سے اس طرح ' ط ہو ^

ہے اور ý و ĵن کا ن اس بے دردی سے ŠH گا ہے کہ y و *ن کے بڑے سے بڑے عالم
کے لیے بھی قاہرہ کے Ë ½یا C ^ی کی زبان ' دشوار ہوتا ہے۔ ^ی (ق) کا È(ء)
Äہ سے، (خ) کا (ک) سے اور (ث) کا (ت) سے کرتے ۔گویا اصل کو رگل، قوی کو اُوی
اور u ï ë ۔ ^ عربی کے اور فرا ú عام طور پر ª اور بولی جاتی ہے اور اب
اô یزی جا + والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔فرا ú زبان کا اثر [س کی طرح عورتوں ہی
پر سب سے زیادہ ہے۔ ^ی ½یا C عورت عربی سے زیادہ فرا ú بو r ، اور Š ہے۔اُم
Å اMç / زغلول خانم نے = اپنی تصویر د ï ہو ñ پو Y کہ اس پر کس â ~ د \ کریں
~ نے ¹ عربی = سب زبانوں سے زیادہ 8ب ہے۔ا ,ں نے عربی â ~ 6راُد \ K
p â(‰Žں کا ہوتا ہے اور جب تار õ è تو وہ # کے n ¶ر سے دN کر ' ۔
حالاں کہ ان سے بڑھ کر فرا ú Ë عالم اور ذی مرتبہ ^ی عورتوں H~ مردوں ~ بھی
Âہی سے کوð ہوتا۔

ا ¶را â) ^کا را ¶ر) کے عرب \ ایڈ ñ کی صا ñ ادی سے جو ¦ کے
سابق ڈائرË¾ل سر x ت ‹جارج ÕE) عرب \) کی بیوی 5، قات ہوð۔
ا ,ں نے اَ سے اô یزی ~ W کی اور ¹ کہ ان کی عربی بہت ناقص ہے۔(حالاں کہ زبان و
çشرت کے Ò ظ سے ^ اور ¦ کے ایک ‹ن عرب یا ایک \ عرب ~ کو ð فرق 7
ہے)

Ž½

دوسرے عربی ˜ لک اور ^ کی غذا ~ بہت کم فرق ہے۔روٹی F طرح سے åð جاتی
ہے اور À ˜ تنوری ہوتی ہے۔ پرا V یا y و *نی اَتی {د Ú ~ 7ïð۔کھڑے، z،
Qٹے اور بڑی سے بڑی مرچوں ~ اُبلے ہو ñ چاول اور برا ñ نام À بھر کر بھی å یا جاتا
ہے۔ایک n کا : دار p بے مزہ سالن جوا l اڑہ سے x بہ ہے بڑے ا $ق سے 3 یا جاتا
ہے۔ہر q اُبلی ہوð بھو + یا‰ رنے کے طر i سے Œں کے لوگ ‡ واقف 7۔چاول
å ñ جاتے p اول تو ہ چاول x ہی 7 آتے۔ پھر اس کو å یا بھی Ç 7 جاتا۔

مرغ اور T یورپی طرز پر آلو یا انڈے ~ oکرå تے ۔آج کل Œں تربوز کی بھرمار ہے۔
بازار *ں اور کوچے تربوز سے بھرے Ãآتے اور ہر دعوت ~3 نے کے بعد تربوز ایک
لازمی K ہے۔یوں بھی آپ Ë سے Y جا ñتو©ہ اور ا dدہ کے ساتھ 9 یا sزکی ا & ح
~ہب ہب آپ کی خدمت ~ضرور H7 جا ñگا اور fاً آیا جا ñگا۔

½

^ تعلیمی حالت بہت ا h ہے۔ہر n کے ا •ðاور ا d / اور Q سرکاری
مدارس قا ì ۔یورپ اور امر M کے u ا jلوں کی بھی ¶ 7 ۔ا ôیزی اور فرا ú
ا)ری زبا 3 اور ہر n کی ½عربی زبان ~ ہوتی ہے۔د ہکات کی طرف سے بھی
لاپرواہی 7 برتی ^۔مدارس کے «ب ~ ©آباد کی طرح د ہکات کا نہ سا «ب شامل
ہے۔ ^ Éدُ * ~ا s میEم کی سب سے بڑی درس گاہ جامع ازہر کے ç ¤کا شرف بھی
حاصل ہوا۔آج سے نوسونواسی سال I سلطان گوہرا öÅ نے اس K کی ãدرنہ رکھی جس ~ یہ
درس گاہ قا ì ہے۔سلطان †الرÝکتخدا نے اضافہ H اور و Ý دی۔ا Ë نے ۶۴۲ھ
~ Ãخانہ کی qرت y کی۔سلطان غوری نے f ربنوا ñ اور گزرا ایک ہزار سال سے اب
تک s v کی سرپر 4 اور اوقاف کی Òت نے اس مدرسہ کو پوری شان کے ساتھ باقی ر3۔
ازہر کا درz ¬تو بہت ¼ہوتا تھا p آج بھی Ë وزیر سے کم 7 ہے۔موجودہ ازہر سے
5 قات کا شرف حاصل ہوا اور ان کے Œں دعوت بھی ð3۔قدیم وضع کے عالم p
ضروریاتِ زمانہ سے بے ¸ 7 ۔ا & حات ازہر کا Ÿجاری ہے۔آج کل ازہر ~
ا J نات ہو رہے تھے اس لیے طرزِ ½کے د Úکا موقع نہ 5، K p ~داخل ہوکر اندازہ
ہوکھاŠ، W K کے Ë ایک 2ن سے f Îکرا *دÖ جاتے اوران کے اطراف Cءکا
اہوتا ہے۔طالبِ D پڑ k اور ا *دبقدرِ ضرورت fکرتے ۔جس وقت ~Šطالبِ
K D ~ xاور دو دو چار چار مل کر اپنے $ یاد کر رہے تھے۔K کے بازوؤں ~qرت کا
ایک W Ÿہے جو اقامت خانوں کا کام د ï ۔ہر o کے C ءکے لیے ´حدہ ´حدہ
رواق ۔ترک، ì، بخاری، ماوی، í، ایرانی، yی، افر j ہر ±و o کے C ءد A۔

yی رواق K سے ¼دور واقع ہے۔اس ~ فیÒل صرف ۴ طالبِD ۔ایک مدراسی
نوا ïبزرگ نے عالم کی Þدت حاصل کر لی ہے جو اس درس گاہ کی سب سے بڑی ہے۔
ازہر ~Cءکو ِنو nبھی Mہے اور روٹی تقرãسب کو روزانہ ,,ہوتی ہے جس کے
لیے بڑے بڑے اوقاف ۔دNکر Àہوا کہ وہاں بعض طالبِD س س سال سے
زیر ½ Yں کہ j روٹی مل جاتی ہے۔اب ½کی دو 9کردی ۔Âمی اور
Â)می۔Â می ½کی مدت ¥کردی ^ہے اور اس کی تفصیل حسبِøذیل ہے :
ا •ðا چار سال، ثانوی پانچ سال، nاول ۴سال اور nB{ ۳úسال، اب صرف ا 4
Cءکو و nدیا جاتا ہے جوÂ می ½حاصل کرتے ۔جوCء Â)می ½حاصل کرنا چا T
ان کو صرف اسی صورت ~و Mhہے جب کہ اس غرض کے لیے Ëنے »یاد ہوں
½کی ایک yابی ہر)@د۔یا تو وہ fء جو آج سے دوسو Éایک ہزار سال I
کے طریق ½سے ایک قدم آگے 7بڑ _اور ان نے ^ ^ہ بھی ضروریات زمانہ سے بے ٖ
رہ جاتے ۔یا وہ جدید مدارس ˜ں سے òکر طالبِD دین کے ا -اور Ç |ام سے
بے ٖاور Ñدین کو اپنی Ðادی اور قومی تر¶ں کا مانع ìل کرنے 4ہے اور یہ دونوں (È
yو *ن ~اور ÷ے تجربہ کی بناء پرُد*کے دوسرے ا sمی ˜لک ~بھی گز ٖایک صدی
سے fدم ۔چوں کہ قوم کا رDن یبِ fاب کی طرف ہے، ³ظاہر ہے کہ fء سے
Ðت بڑ fجارہی ہے۔اگر قوم fء حامدین سےÐت کر کے ا , fء پیدا کرنے کی کوشش
کرتی جو حاملEمیں ہونے کے ساتھ ساتھ زمانہ کی ضروریات کے _بق xت ا sم کو
7کر Ãتو یہ امر Gباعثِ äت ثابت ہوتا pا) نہ ہوا اور fء سےÐت بالآyدین
سےÐت کا 7 Ðثابت ہوð اور آج اسی طرزِ ِن کے ا \ں ناک {ئج سب سے زیادہ
ِتر ~Éکم و ہر)Ãآرہے ۔ ٖ a^کی ہے۔ مصطفیٰ مراغی سابق
ازہر جو · ڈاور)ل الدین ا jنی کے ‰سے mرکھ ، ا& حات کا Ÿ
شروع Hتھا، pدلا½سیاسی 7ëں کے باعث اب یہ ازہر کی صدارت سے ´حدہ ہو `
۔ازہریوں اور یورپ زدوں کی حکشk پوری قوت کے ساتھ جاری ہے۔Óمت کے ایوان

وفدیوں اور ¤ں کی درس گاہ بنی ہوð اور اسے اتنی فرصت 7 کہ ا& حات کی طرف zá ہو۔
جو¼ ہوا ہے وہ زمانہ کی رë رکےÒ ظ سے بہت کم ہے۔

(£Z‡ Ž‡ûû%ð s Žš) *^ »ß gtgŠ ‡2@‡9™)

نوٹ : ^نامہ ا j نسا‌ن پر نواب صاحب کا کو ð *ن دسZب نہ ہو e ۔ ^
ا j نسا‌ن کے دوران جو ¥مات اوÕ ط |ات قائدِ Ï نے نوٹ فرما ñ تھے، چوں کہ یہ
مواد اپنی ¥مات اور ترسکا K کےÒ ظ سے اپنی)خود ایک å *ن ہے اس لیے شریکِ
اشاعت ہے۔ ´وہ ازیں ''ا j نسا‌ن'' اور ''ایک ۱۰ j نسا‌ن ~'' کے زیرÄ ان ایک ادھورا
*ن (جونا å *ن کا صرف ی z ہے) شریکÂ ب ہے۔

ہردو p {کے ی }کا *ن تقرã ایک ہی ہے 1 طرزِ بیان چوں کہ دونوں کا
جدا جدا ہے اس لیے یہ ¥ِ) ربھی 7 خدمت ہے۔

yĵ j Z

5 ǥ

y و *ن کے لیے ? ور سے °ل آباد ہوکر یا m سے ¥ھار ہوکر ? ور سے °ل آباد
اور اسی طرح m سے ¥ھار چھ]کارا 3 ہے۔ °ل آباد سے کابل ۱۲]، ¥ھار سے کابل
۲۴]کا (مسلسل) ~ ہرات کے را 5 آیا۔ • سے ہرات دو راتوں کا را 3 ہے p
÷ ے &رات گزرے۔ سڑک سرحد ایران ~ yاب، ا j نسا‌ن کی سرحد ~ ہرات تک ×
4(امان ا vکی ^یورپ سے وا 3 ......وقت بنی تھی) را 5 ~ Dل پر رباطیں جو ٹوٹ
^ Òp وں ~ کوð آبادی 7۔3 نے اور ªم گاہ کی J تکلیف۔

ہرات سے فراہ اور فراہ سے ¥ھار را 3yاب پل ٹوٹے ہو ñ۔ ہرات سے فراہ ایک
رات دن اور فراہ سے ¥ھار بھی d ہذا ا g س۔ گرشک کے پاس دریا ñ EX e c ہے۔
¥ھار سے کابل تک را 3 × 4 p پل ٹوٹے ہو ñ۔ جاروب کش ہوا Ïں کی
تکلیف۔ !ت، (غزنی، کابل سے ' ÑU گل بہار تک تقرã ۲۰ é سڑک ہ۔ اسی
طرح †ا —اج تک EG ES¢ ودر ì ان تک ¢ سڑک 7 ہے۔ کابل سے °ل آباد تک سڑک

4پل بھی بنے ہو ñ pپہاڑ پیچ در پیچ۔درہ 6کی چڑھا ð pسڑک ہ B ïiکی۔موٹریں
کرایہ پر [1] pگاڑیاں پرانی اور yاب۔را 3 ~ ہرطرف امن وامان ہے }کو ð çہ
7ہے۔

Çª

زمانۂ قدیم ~تاجروں اور (فروں کے قا jں کے لیے ہر بارہ چودہ éپر ایک رباط
بنی ہو ðہے۔ pاب ان ~سے Òبو ¦ہ اور âم ہو ^ ۔بڑے àوں ~بھی
رباط یا کارواں سرا ñ ªم گاہ ہوتی p ÷ے لیے ہرÓمت کا حاکم ا dا Oم ªم کرد ê
تھا۔ ^کا ہوٹل، کابل کا ہوٹل، °ل آباد کا باغ۔

Ì ñ

سردی بہت J۔©ر آباد کے لیے گرمی کا موسم کابل وغزنی ~برا 7 pفراہ ~
Jہے۔ 4ین موسم مارچ، اپریل اور #ہے جو موسم بہار Bتا ہے۔

ö

ایرانی öکی طرح طومان 7 ہوتا۔ دو قرانی کا رو Bہے۔ ایک رو Bکابل کی 7
پانچ یا چھ آÅار کے برابر ہوتی ہے۔ L •کرہ آÅار بھی ہو جاتی ہے ہر رو Bکے ٦٠
پول ہوتے ۔
کابلی قدیم öہے۔ جدید öکو جوامان ا vکے وقت سے رائج ہے ا jنی ë ۔١٠
ا jنی اا کابلی کے برابر ہوتے ۔

y‡i

‘†ب وæق ~ _زبان بولی جاتی ہے۔کابل Ñل اور ٖ fب ~
فارسی بو s pفارسی ~ا j Eکا Lاور Èوõورات ایراEں کے بہ Ú
و *Eں سے زیادہ xبہ ۔اُردو زبان کے ÒÖظا j Eکی فارسی ~داخل اور
بعض pکے ساتھ۔ اُردو بھی کابل ~ ªجاتی ہے۔ کابل کے Òا کا بر اُردو جا f ۔
÷ی فارسی Iاکی جاتی تھی۔

` ŠgŧŪW

ہرات ¥ھار، غزنی اور کابل وا j نسان کے قدیم à ~ بعض آثار مل جاتے ۔

ہرات کی جامع K، مدرسہ سلطان @ ~ اس کے چاروں f رکار زگہ شریف ~ بعض قدیم q ر '۔

¥ھار ~ yقہ ا ارک قابل ا ام اثر ا ارک ہے۔ ا† ? خاں á لی ۔ غزنی ~ غزنوی کا مزار ° اور اس کے اطراف ا , اور بہت سے آثار دکھا ۔ کابل کے اطراف بھی آثار قد ` پا ñ جاتے ۔ با x ں کی پہاڑیوں پر بدھ مت کے آثار سے X R قدیم آریا ð آثار پا ñ جاتے ۔

ایک ñ زیم دارالامان کے قریب امان ا v خاں نے بنوایا تھا۔ اب تک ہے۔

+ ŠĚÇǵ)]ȤĮ

ہرات ~ |ت خوا z ا† v «ری، |ت امام õ الدین، |ت ا† الر Ý جامی، |ت Ä الدین ç کا ی، |ت زین الدین، |ت ابو PG ادہ قاسم فرزند امام Q صادق۔

گرشک ¦ . تاجدار، رچ ~ ابو ¾ فراہی، غزنی سلطان ú دغزنوی، 6 ل دانا، œ ˆð Ò ا ° ر @، ± ا « ری ؒ ô بی رسول ؐ کے مزارات کا ان m ۔

{áŠ', !~ Þ »

ــــــری سے آگے ایک پہاڑ کے دامن ~ بتایا جاتا ہے۔

ugl ŽÛ

فراہ ا ارک ~ |ت u ی موعود m ? م کا مزار ا ارک ہے۔

à} (

کابل، ہرات، ¥ھار، غزنی، ° ل آباد، مزار شریف، EGE&ŧ، e، ہر ì ں۔

] Ñç èS

سادہ اور æ قی 3 نے ا i ، [س ~ آرا اور ڈ ïا j پا مہ اس پر 4 آ Y ، یا

بالاپوش، سرما ~ پو Y، سر پر qمہ، n ç کے صاف، خوش اÜق، ¶ن نوازان کے 6 Ë
کو نہ پایا۔ 1والی qوں ~ سے q Ëکا عام طور پرا Eل 7 ہوتا۔ شراب کی درآمد ‡
Nع ہے۔ کڑوے Ôکو کی عام طور پر اور گا ,,یا چرس بعض اد Ì 5ں ~ پیے جاتے ۔
عرب اور ایران کی طرح Œں بھی ©ے کی Òت ۔À ~سب چا ñ Ã ۔½
یا Cاور d i ~ f š • رہی ہے۔ عام طور پر ذر = çش زراعت یا تجارت ہے۔
5زمت Šے درجے پر ہے۔ تفر ôکے ا òب فرصت کے وقت Ëاد Ìدر zکے ©ہ خانے
~سا t éترے پر مل جل کر Öجانے کے سوا ¼ 7۔m جاری ہوا تھا، اب 7 ہے۔

® g

À~ تمام ا jلسزن اور S î ‘لی کNارا ضی . یت سر !وزرخیز ہے۔ ہر nکی
پیداوار ہوتی ہے S î ñہ بہت زیادہ ہوتا ہے جو برآمد بھی Hجا تا ہے۔ روð حسےøضرورت
ہوتی ہے۔

Ä w] g

ا jلسزن کی سب سے بڑی برآمد دو qیں ñہ اور اُون Œں کا سونا 4ین ہوتا
ہے۔ سوتی اور اُونی Àے کی بافت ہر y ~ہوتی ہے۔ ا jنی yکا بنا ہوا Àا Û ۔
افواج کا ڈر ö ±Àے کا ہوتا ہے۔ قا Aبافی کا کام بھی ہوتا ہے۔ !ہ دار ‘ لیNں کے
لیے ر ۔ ہرات ~ k àاور سرج کی nکا بھی اُونی Àاتیار ہوتا ہے۔

] Š Z

گوا jلسزن نے تجارت و Å ~ترقی 7 کی۔ گو وہ اپنے زمانۂ جدید کی ہر
ضرورت کے لیے دوسروں کا Zج ہے pاس وzسے کہ اس کا £ر å — 7 ہے۔ اس
لیے اس کی ا Oدی حالت بری 7 ہے۔ وہ تھوڑ ¾تا، اس کو کافی & اور ا Eن کی زندگی
گزارتا ہے۔

½

بہت کم۔ مدرسہ Ö ۔ ,,امانی ۔ ,,Z 6۔ مدرسہ عÔ،Âب خانہ Àمی۔Âب

خانہB۔
! ŠZ Z

کوð ماہوارا ¶ر 7 ہے۔کابل سے دواور ہرات، ¥ھار، °ل آباداور مزارشریف
سے ایک ایک ßوارا ¶ر ںکلتا ۔Œت ~ ﴿ِ ھدکے5 ½د ï ۔5îں کا +
۔D
Ø è

ا j ن ~صرف Ž ۔ ہرات اور ' †بی ~¼شیعہ ۔ مذہب کے
پورے پکے ہوتے ۔اپنے mات کےÜف ایک Âبھی سیاسی گوارا 7 کرتے۔
Špë# (ï@ ñ gz y̑ j Ž z Ž} z{ z

ا- امان ا v بادشاہ ترقی خواہ وطن و I ۔Eم و çرف ~ترقی دی۔ ½ fی
کرادی۔ Å ~ترقی دی۔ کارخانہ oیت سازی قا Hì ۔ رعایا کی تشویق کے لیے
یادگاریں بنوا N ۔Ë ن اور دارالامان کی yکی ۔ â کوآرا H3 ۔ د Óv áں سے ا i
©ت پیدا K ۔اس کے ساتھ ہی Ç یورپ ~افراط کی۔عورتوں سے پردہ کواُ V نے کی
کوشش کی۔q مہ اور ٹوپی کو(یورپی ٹوپی) سے Û بدلا۔ -کی تعطیل کوموقوف کرکے اُکو
تعطیل قراردی، fء کی تحقیر کی،ان کے وظائف È K، جرگہ ~ان کےq ے اُتروا کر یورپی
ٹوپی ðz، خوردہ کی سرپر4کی،ا ôیزوں کےÜف عام 5ں ~ناعا Eاند . نہ ¯H۔
نادرخاں ‰مدبر کو نہ صرف o سے دورH É اپنا#لف بنا1۔ سپاہ کی 9ا کم اوران کی
تعداد [دی۔ اپنے آپ ہی ا ' ~1 تھا اس لیے زیادہ Oا H اور جب ا zب شروع ہواتو
بہت سی سیاسی ™ں X۔
zZê ò Z

فوج کی 9اہ ~¶، تعداد ~¶، بے جاO د، fء کی تحقیر وتذ ?، ½ کا fی قرار
دb، اپنے ا &حات کے اجرا ~ ³، [س کی تبد ~، عورتوں کی ? بے پردگی۔

حج سےkا v کے ارادہ کے ساتھ جب سیاحت šدِا s ôکا Hp تو ایک ا jن کی
w سے نا e تھا کہ ^ کے پرگرام ~ا jلسزن کو شامل نہ کرتا۔ اس o کے گز
ا zبات اور ان کی | کے ¥م کرنے کی خواہش اور سب سے زیادہ |ی و مولانی ¦ ·
جو zری uی موعود آ ¥لزماں m {ۃ وا é کے آ * نہ بوسی کی آرزو »شِوق پر تازیانہ
ہو رہی تھی۔

ا òب و C سے براہِ راست وا /کی Õ »شِوق پر تازیانہ ثابت ہو ð جب ~
نے پاسپورٹ کے لیے درخواست دی تو اس ~ ^ا j لسزن کے لیے بھی اجازت Ô کی ^
تھی۔

Ôان à تو سب سے ¬ \رت برطا 6 سے پاسپورٹ پر سفیرا j لسزن کے لیے
اجازت حاصل کی۔ گرñ ں کا موسم تھا۔ \رت برطا 6 بھی Ôان سے d· çان v ہو گئی تھی جو
دارا Àایران سے بارہ چودہ é کے فا , پر ایران کا تالس}نی دارا |مت ہے۔ ‹برنن
نائب وزیر Uر بہت اÜق سے A۔ انڈور B ïدیا اور ^ا j لسزن کے Ÿ ~¼
ہدایات بھی X۔

اب ویزا حاصل کرنے کا مر ³باقی تھا جو آ قا ñ è £خاں سفیر Lدولت ا jلسزن
کی تو z سے طے ہو گئا۔ سفیر صاحب . یت روشن ìل خوش »ا jن ۔ا d |ات کے
قر R ر دار ۔ دیرہ دون کا مولد ہے، اُردوا h طرح بول M ۔ا ÷ امان ا v خاں
کے Ç ~ر K <شورò رہ ` اور ßان ~ا jنی وزیر Uر کی خدمت بھی ا م دی
ہے۔ امان ا v خاں کے بہت مداح اور شکر گزار تو تھے pاور ان ~ سیاست دانی کے hان کی
شکایت کرتے تھے۔ اُسے دیر تک ا jلسزن کی موجودہ حالت پر W کرتے رہے۔ ا zب کی
روداد ð^ ۔ ^کے متعلق ہدایات دیں اور را 5 ~ا jلسزن کی Óمت کے جو صدر £م واقع
ان سب کے ©م کے è طد کہ ^ ÷ے آرام و آسائش کا ìل ر O۔

~ yĵ j Z q Z

÷ے سیاحت šڈِا s ðکے پروگرام ~ا j اںسا آ ؔی 2ل تھی اورا + 2ل

جس کا ا $ق گزری ہو ð 2ںوں سے ¼زیادہ باعثِ بےقراریٔ دل تھا۔ ایک سے زیادہ وجوہ

= ا j اںسا کی سیاحت پر 6رکررہے تھے۔

1) گو ÷ے اجداد کوا j اںسا g ڑے تقرã پانچ سو برس گزرے 1 پھر بھی ÷ی

رگوں ~خالص ا j اںخون موجزن ہے۔

2) ا j اںسا کے گز ا z بات نے ہر « دکو اس کی طرف záکر دیا تھا اور ~

بھی چاہا تھا کہ اپنے ذاتی x ہدہ سے ان کا D9 حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

3) رابطہ ا s ð کی وہ دھن جس نے šدِ عرب وY کی خاک Yا ð Œ تھیں بھی دامن

تھی اور اس اجزا ñ دیار کے با ± ں سے بھی واقف ہونا چاL تھا۔

ان سب سے بڑھ کر ؛نا مولانا |ت · جو zری uی موعود آ ؔی لزماں m }ة

وا ?م کی بارگاہِ اقدس پر حاضری کی Õ سات 1 سے آ تار ^ کے بعد بھی 6رکررہی تھی کہ آ

اور X دت اندوز ?سا ð ہو۔

اب = پاسپورٹ پرا j نی سفیرا ÷ L Ù ایران کا ویزا حاصل کرنا تھا۔ ا ءً جب

سردار è · خاں صاحب سفیر L کو یہ ¥م ہوا کہ ~ نے اس سال حج بھی H ہے اور ا d |ت

امان ا v خاں سابق شاہ ا j اںسا سے 5قات کا شرف بھی حاصل H ہے تو e ہے = دا ¼

ا j اںسا کی اجازت د ¶ ~ ان کو ¼تامل ہوا ہو۔ p دو &5 قاتوں کے بعد اجازت دے

دی۔ (£Z ⁄Zû%ð s Zš) *^ »B gtg̈Š 2@™)

oè Æð s Zš + Z q

x*ÆB gtgŠ [Zå Z‡] |

نوٹ : |ت قائد آ کے š^ڈِا s ð کے دوران ان کی x , کے جو

ے اثرات q ئدین اِ s ð پر مرتب ہو ñ، ان کی Ñسی ¡ان è ط ~Q ہے

جو نواب مر ¡م کے ^ سے وا 3 کے بعد و» فو « q ئدین ا s م نے نواب مر ¡م کو ' ۔ اس

Sس ~ ... بہت کم èطدستیاب ہو ñ جو âدستیاب ہو nان کا تر Àشریک Âب H
جا رہا ہے۔ اس Âب ~عر ! èط، عر !¶رات کے ûے وتعارف پر Œ جو ترW
ان ترW ~ «ب مولوی ¦ا £ Œصاحب Ýی ' بصائر وا Vل قرآنی سے بڑی مدد
B۔ اس Sس ~ہم موصوف کے ‡ر ، 2ں نے بڑی د p سے تر 3 کے اس کام کو
½وp ! ا م دیا۔(%‰)

ð ´ Žq Ž($ Ž)' ¦ Ô ž w

° ° Ž ° Ž p

گز ¸ Pصدیوں کے تار [وا uات کے _ ·سے ثابت ہوŠتا ہے کہ ‹نوں کے
اندر (اسیاراور فرقہ Èیاں جو Âب ا vاور سے tای سے êواعراض کا 3ہے، اسی
کی وzسے (اقوام کو یہ موقع 5ہے کہ ان کے ایک فرقہ کے بعد دو uے فرقہ اور ایک گروہ کے
بعد دو uے گروہ کے – ~ذلت وحرمان óکا طوق D z جا N۔aں کہ ایک فریق کو
دو uے فریق کے سا B ^ردی کے ا ^سات 7رہے، اس لیے ایک فریق دو uے فریق کی
6ں سے " f " Ï۔ ایک Mعرصہ اس " -کا گزرنے کے بعد خدا نے بعض
درد qقائدین اُمت کو پیدا Hجو اپنی با ٔ aدت کی وzسے ‹نوں کے اندر Ëاری اور
½عی Åروا ^س کی روح پھو Ý Ñاور ‹نوں کی اس خدمت کے لیے اپنی زندگی کے
Ïات کو وقف کر دیا۔ اس لیے ا ,ں نے ان ?یزوں پر غور کرنا شروع H Xکے ذر =اُمتِ
ا s ð کے Ÿکے اس ناسور کا ´ج Hجا ñ۔ا 4با ٔ افراد ~سے اس دور ~عزت
ـب نواب بہادر یار حنک k جو yکے نامور قائدین ~سے ۔ Z šدِا s ðکی
سیاحت کر D ہو ñ آپ د w =یف لا ñ۔ آپ کی سیاحت کا Ñاو A ¸رابطہ
ا s ðکی ز Ïکے لیے کڑیاں پیدا کرنا ہے۔ آپ نے د wکے اکابر قائدین سے 5قا ' X
X ~سے قابل ذکر Wہد Ïشکری بک Áاڈا I Wہد I a بک Åiåادی X سے
اس اہم X پر Wرہی۔ اسی طرح وہ ^ عزت—ب ا£زکی پاشا اور عزت—ب ·Zپاشا
سے 5قات کی اور قدس ~ >ا sمی ا dکے صدر ¦ا }الحسینی سے 5قا ' Xاور سب

کے اتفاق سے حسب ذیل تجاویز پاس %oK :

1) کہ ‹ دن آج کل T پھوٹ اور انتشار کے دور سے گزر رہے اس کے ´ج و تدارک کے لیے ا , وسائل کی ú کی جا ñ جو ان کے اندر اتحاد و ¬ کے ا k نات پیدا کریں اور ان کو ½ ٤ ا ^س کی طرف مائل کریں۔

2) روابطِ B کے ا k نات کے حاصل کرنے کا سب سے اہم ذر = ایک دو u ے کے حالات اور ا C ابات سے وا / اور با ِ ی ہے اور اس کے لیے ایک ا ³ کا ª م 7 Ã ہے T ~ Z ˜ لک ا s ð کے قائدین ارکان F اور اپنے اپنے " ں کی úÒ گی کر D ہو ñ ا اہم s ð کی " K ں کے ا ò ب اور ان کے دور کرنے کی تدابیر سے بحث کریں گے اور ان کے Å ے ہو ñ وقار کی باز ' کے i تجاویز 7 کریں گے۔

3) اس ا ³ کے ª م کے بعد ایک úÒ ہ w ú دی جا ñ گی جو وقت و £ م کا ç کر کے تمام ا ·رِا s ð سے با ِ افراد کو مدعو کرے گی اور جو w کہ اقدس شریف ~ قا ì ہو گی اس ~ اُدر ¦ کے úÒ ے شامل ر گے اور اس X ~ تبادلہ ì ل کریں گے

4) نواب بہادر یار جنگ k اس w کے اہم ارکان ~ سے ہوں گے جو ^ و ¦ کے اکابر وزq ء سے و«« فو«« مرا Hv کریں گے۔

5) نواب بہادر یار جنگ k نے اس ِ کے آ ذ کے Ñ سے X X àوں کا دورہ H اور وہاں کے X قابل ا ô ب سے W کر کے ان ~ کام کرنے کی È ور É پا ð ان کے ناموں کی ایک z ست مرتب کر کے ø رے پاس روانہ کر دی ہے تاکہ 1 قت ضرورت ان سے ربط قا ìH جا ñ۔

p] Ã Ð
($ Z8)' '; (t a...z, w gœ

kŠòs Z> : Ø›g@ | dÑZ8 s Ñ Z Ñ ø Å Z
9L yÜ L57...† 7 | p ÑkŠ

°°Ž°Ž2þ

ă ... ×... ,Ûþ

...]...]ă fv³ œ

!á... Ô F ...

h ا ñ š کی طرف n جو لوگوں کو (عت ہونی چاہیے) ایک سے ~ ? : À F

باتوں کی Ã کرے اور برا ð سے I کرے اور وہی کا x ب ہونے والے ۔

ا ?م i اور ا v و برکاتہٗ

~خدا کا اس بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ اس ا s م کی وz سے Ø رے دلوں کو جوڑا اور

اس Ú کی وz سے ہم سب بھا ð بھا ð ہو % اور درود و s م & ہوں اس کے رسول کریم پر جو

ð C اور ¦ ھے را 5 کی طرف دعوت د ¶ والے اور ان کے آل وا ô ب ان کے

پیروؤں پر جو ان کی ہدایت کے موافق رہے۔ اس طرح ا ,ں نے کا x ! اور # ح کارا 3 ïلا

اور دا p ا h زندگی ...

کام کرے Y جوا : À F (...

چاہے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو ہم اس کی زندگی ا h کریں گے اور ان کو ا Y بدلہ Á یت

کریں گے 6 کہ وہ کام کر D رہے۔ a ں کہ ایک ‹ن دو u ے ‹ن کے لیے ایک ã د

کی طرح ہے جو ایک دو u ے کو قوت د ê ہے اور جب کو ð حادثہ Ë ایک ‹فریق پر آ ñ تو گویا

سارے ‹نوں پر آیا۔ اس لیے ذی تدبیرا ô ب کی ایک (عت نے اس o اور دو u ے

ا ۰ع ا s ð کو دیکھیں کہ ایک W دعوت ½ عی کے Ñ سے ایک عام ا s می موتمر Â کی

جا ñ جو سکا š ا Y ں ~ ہوگی T کو رسول ا W -ا v m Å کی c اج کا شرف حاصل

ہو] ہے اور وہاں ِا s ð کے اکابر وز q ء کو تمام ا ۰ع ا s ð سے یا جا š ñ X کے

اندر (ت وجوش قوی اور D ودانا ð سے بہرہ ہے X کی اصابت را ñ اور ù ت نافذہ پرا ± ر

H جا Y ہے ~ں اما Á I ß s ð کوا # روا جانب کی دست درازیوں اور Ñ وہوس کی

تر Â زیوں کو رو 1 اور ان کا سد باب کرنے اور ‹نوں کے m سے دو u ے ا j ال و ì ن

کی ا & ح کے بارے ~ بھی غور Œ کی جا ñ ۔

a ں کہ «ب کے اندر اسی n کی (تِ ا s می اور اصابت را ñ اور روشن ì الی کے جو ہر ہم پا D ۔ اس لیے اس موتمرا s می عام ~ شرکت کی «ب کو دعوت د ï ۔ جو قریب ~ اللہ ¶ ءا v قدس شریف ~ اور K ا ¶ کے جوار ~ بتار õ ۲۷/ رجب ۱۳۵۰ھ _ . ۷/ڈ c ۱۹۳۱ ء شبِ c اج کے l ارک موقع کو Â کی جا ñ گی۔

اس لیے اُ y ہے کہ «ب ان ا ô بِ D و دانش کے سا B جو 9 اقدام و ن کی تجاویز کے U ؤں سے بحث کریں گے۔ اپنے Ë افکار و t اروں سے ا æ فرما N گے۔ اُ y ہے کہ اس با b تعاون Œ ی کا Y ا اور l ارک اثر ہوگا اور تار õ ~ دِا s می ~ اس کا بھی ایک اہم £ م ہوگا۔ آ y ~ ہم خدا ñ عز و V سے طالبِ دُعا کہ وہ ø ری æ ؤں سے درگزر فرما ñ اور اس ~ نک تار O ~ ø رے لیے اپنی ہدایت کی Ó روشن کرے۔ خدمتِ ا s می کے لیے ø ری 9 ر Ú ی فرما ñ اور خدا ñ تعا \ نے فرمایا

!ô ?(À F) n اور پر اً اگاری کے Ñ سے ایک دو u ے کی مدد کرو۔ گناہ اور زیا C کے لیے ایک دو u ے کی مدد نہ کرو۔

وا ? م i ورÆ9 ا v و برکاتہٗ

òs Zd Z> K g |1350ã{ Z3g' 22Qgñ

; Z Z

Ý–òs ZÖñ

|1350y p g' 6Qg kY ZM DŠ‡

932–g† / 24x |1350y @/ 70Z g'27

91yÜ 157…† 711 ä

° ° Z' ° Z Zp

| ت برادرِ)م!

ا ?م i ـمÖا s می عالم کے ا ¶ k * ~ عالی « ب کے Ñایک نہ f ŁŁا کا

¹ا \ اں f ،ا T کی و zعالی « ب کے Ëاور زر + t روں Ð ا . دہ کا موقع حا Ý نہ

f e ـتا ëا í y ا ï آکہ ا ³ا L £صد کی اجرا ðا ~ عالی « ب کے ¬ـون نـ Ðøوم نہ

ر ï آگی ـ

آ yz ~ دُعا ï آکہ خدا آپ کو اور ëکو امن عالم کے Ñ Ð ا ´ ء Ýتو © کے کاموں

~ ا ì آک ود p کوقا ìاودا ì ار Ç ـ ـ

(Öñgœ) @ ·

H + ` w Š ã z̈g[;ßZ̈ y ñâ: Ë%

عزت . بـâاب عالی قدر · درصاحب ©رآباددÁ!

t ـ عالی « ب کا آ * نہ Ðارسال کردہ ¯ ب گرامی Ñفِصدور لایا ـ آپ کے

وہاں اَوعا s ÐV جا ä کی ¸ Ðدلی ä تحا Ý f ð ـ خدا آپ کے øرے اور Óم

>âں کے کاموں کو ا K J q کا Ñفـ Áیت فرما ـ د w کی Óم ا آپ کے

پر iاِس Á ì ں کے " حد [آگزار اور pz ںا جوا s م اور >âں کے ç5ت Ð

آپ کی ی د p کے 1 ـ آپ کے Óم èط جو آپ ä فرداً فرداً د w Ðروانہ

f ä کے وقت ’یر فرما ñ اور جو سب کے سب ذر = ر Zی و ßل f ñ ، آپ کے

"پایاں À نہ جذبات کی تر (ã کر D ـ ÷ے â کے جواب کی ا :ع Ð ا Eن

¯کا ست : f گی ـ کارلا B کی º ! ÷ے ذمہ موجب عزت افزا ð f گی ـ ÷ے پر iاِس

ہد < >کی 7 کش کو « ب کی اور سارے ا x ب کی خدمت ~J q کی Õ کرتا f ں ـ

p Õz̈a z̈Š{

ã z̈g[;ßZ̈ @ ·

O z̈g| o! , g̃ñi+Z

=ُ y آ کہ اس â کا جواب Á¢یت فرمایا جا ñ گا۔

[ر ãf اب عالی جاہ ۰ دریار حکk

ا ?م i۔ بڑے آیل Oا رکے ˆآپ کے Áیت نامہ کی "پایاں ä ت حا Ý

ðf۔ ¨ب وفورِ Øق کے سا B èط Ðآپ کے ا jال ¥م کر ä کے لیے 0 براہ ر T

۔ ~اور دو uے q ئد + X I کو آپ ä Œں (o شام ~(ا L ن دوران

اقامت ~5 قات کا Ñف õ۔ آپ کے سا B ذوق Ä ä ذکر Ð #ظ f D اور

جوا Üق 2 دہ کہ قدرت ä آپ کے اندرود > کی اس کے åpz ا ں ر T ۔ خدا

کا] آ کہ آپ ا L و اعزیز کو اُ وعا Vs < ۔ اور دُعا آ کہ آپ کو ä ت وا بسا]ط کے

سا B s مت ر Ç ۔ ¥م f ا آ کہ آپ ä ا K سیا , u گزشت ~ ÷ا خاص Ö ظ ~

ذکر H ì ۔ اس کو ~ ا K w Ð بالا ایک قدر افزا ð & f ں ۔ ا% اس امر کا Ö ر

ضروری ì ل کرتا f ں کہ اِ s ð کے سا B ÷ ے دل ~ جو ^ ردانہ جذبات موجزن

وہ a ا Þ Ð ۔ S î ‹ نانِ y کے حالات Ð = ی د p ر „ ì ۔ وہ جوان

~ ñ و ۰ اورا ^ س و جوش کا ایک تار]ر k رڈ موجود ì ۔ ˜ں تک ÷ ی خدمات B کا

m ì ~ ä ا K ساری توانا Ç ں کو اس کے لیے وقف کر دیا ì اورا K ہر عزیز q کو ناموس

ا s ð کے D کے لیے قربان کر ä کا > کر 1 ì ، اگرچہ کہ حالات کی نا ûا ر -ں Ð سے

کی جدو 4 قدرت کی طرف Ð ایک کڑی آزما ö آج کل î #T لف ما jل ~ ~

y ا f ا f ں ان ~ ÷ ی ا O دی (ت ì ایک ë ہ X ¶ f ñ ۔ قومی

خدمات کے Ÿ ~ ~ ä ا K مالی و Ùç قوتوں کو جو آ دیا اس Ð ~ 1H وض f]

f ں ۔ اور اب چا L f ں کہ قوم کے Çر íp ا f ں Ð¬ ون کی در pا ست کروں Y ں کہ

ð ا ñÂ ب و ِ دقوم کے افراد ایک دو uے کے لیے قوت بازو f D ۔O çحدیث

Ñیف ì ۔ اِ s ð کے افراد ایک Ÿ کے ا ¡· ء کی طرح ۔ اگر اس کے ایک ~

درد a ا f تو دو uے Ó م ا ¡· ء اس کا کرب C ں کر , گے ۔ اب ~ ä ایک تذ Û î c

آ کہ ÷ ا مور Q û T کا نام q •Ø در ì جو ÷ ے دادا ر © ا sW ہد I ا ÷

•Øدرگا¯یا ƒ اïاس کو ›)فر+کی ªم گاہ اورا s مں ’k ت اورکارروا Çں کے مرکز

کی w Ðوقف کردوں۔ نیز ÷ے پاس ¼ثار [آ ثار âاور ‰ایک تار ‡Œار

ì T کے ïپر Î äکا éچڑھا ƒ ì۔ و اُریہ کے د ƒ ñ کپ اورد *ویزات

۔آ یyی ã¢ Ñو©الد +کی Áیت کی ƒð Î äکی {ی، ان Ð Øل د v

âادرات، ا sمی آثارکا ایک ñزٖŒں(ایک z ~)قا Hìجا ñ ۔ƒ Y ïاُکہŒں

ا sمی xت کی کو ð-Eر ; ìقا ìکی جا ñ ۔÷ ìل ì ÷ یہ ûا d |ت ـــــر

Âم کے نام Ðمو اُم کروں ˜ں یہ آثار âاور ìô ظر گے اور oشام ا (£م ì

جوæقو f ب کے سیا jں کا a ا£ل ìاس لیے اس Ð ¹ Ðلوگ ا .دہ کر Ã

گے اور جوامداد کہ اس qکی 7 کے اُر پرا d |ت Ðحا Ý ƒگی، اس کوا sمی خدمات

~ آیاجا ñگا۔اُ y اُکہ ÷ی یہ ?یز آپ کے ذر = d |ت کے ø†-ã تک ðà

جا ñ گی، وحدتِ ا s ðکے بہ ~ اس کو ایک £م حا Ý ƒگا۔ ا sم ä T ,ر ۰کی

ہدایت کی ìاس کی x@ï ƒگی اور ا d |ت کے زندïجاوید کارناموں ~ Ðایک

در ìں کارنامہ ƒگا اورانسان کے لیے تو اس دارفا ã ~ <ں „کے ذر =Xدت و#ح کی

اُ yکی جا سکی$ ì۔ ورنہ یہ زندگی تو ناپا Gار اور اس کی لذ 'u#الزوال 6کہ ایک شاعر

ä ¹ ì۔

آدمی کے ا iدن و „ جب وہ ا اُکام کرلے۔ nانسان کی ایک ¢طیادگار

gCڑ ì۔انسان جو 1تا ìاو „Ò ì۔ÑÕ1 äوالے کو í کے Vکی توقع نہ رکھDا

چا • ے

nہم از nبروید جوز جو ... از kفات نغ غافل t

gŠØŽ ẄẄ ZG · ÷ Z

ا ÷ · G

¥

۱۴ ؼ§وری ۱۹۳۷ھ۔ ^شارع %ں ۲۸

ا qHâپاب ۰ دربار حکkا!

t! F ڈں کے ^ ~گرامی نامہ کا جواب د ¶ کے قابل f e ـY ں کہ

£ماتِ ا سہ کے دفاعی ^و5ت اور £قِ ا s ð کے D کی خدمات ~ جو Î f اåاور

^ ~تو = oشام کو خدا حافظ I „پڑا اوراب ^ ~ {f ںـ ان ^و5ت کے ´وہ

ا Oدی) ت ä جو íپXÏî1ل دیا ìاوا §کاÖر آپ ‰کرم فرمائیں Đoسب

وہ ŒX کے U ~درد qدل ìاہل درد کی صداؤں کو سنےE اوران Đد pرکھے

ـاس حدیث کے Aء کے موافق کہ (جو ‹ن کے درد Đد pنہ ر Çوہ ان ~ Đ

7 ìـ)

Qایک مر û ~ا Lعزیز uپر 2ں اور مرçں Đدرpاست گزار f تا f ں کہ

موقع اعانت کو ہاB Đنہ جا ä د ,Yں کہ ا) نہ f کہ اں دفاعی خدمات نذرا øل و ³فل

f جا Nاعا „وسائل کو Â آر پر کام ~لا کر کار í ~زیادہ Đزیادہ z Bـاُ yکہ†

Ùاموجب ç ٹی f گی ـ ہروقت ÷ی دُعا Nآپ کے ساB ـ

· WW ZØŠg

â ^ :یہ â Ì ^ناے کی ایک کڑی ìجو ..âاب صاحب کے کاغذات Đ

دسØب f ا p ا\ ں کہ یہ âنا å ìاں ـ Đ â آن ^ ا• + یز پâاب صاحب کی

جادوð , کے اثرات اور اِ s ð Đâاب صاحب کی وا Õپر روÝ پڑC ـì

(A%)

...لی خدمت ا| ت Êا > آن ا• +یز 0 •الر Ýآل ßõفظ حر {| ـ

ا ?م iاورا 9@ vوبرکاتہ ـسب Đ ¬ ~خدا ñقادرو ¶م کا [یہ ادا کرتا f ں

کہ اس ä íÕرو گار Èہ کوا L Ô · @ -ا vmوÅ کے Ü Đسٹا v

ا ام اور روضۂ ا| ت ااالانام کی زیارت کا موقع uفراز فرمایا اور اس کی طرف = ہدایت

فرماðـ Q ا| ت Êا <کاN ن f ں کہ ªم I)مہ کے زما ä ~ =ا Lدربار ~

بہ اوقات خاص حاضری وا Öرِ اٰل کا موقع دیا۔ ‰ y و *ã اور (± جرائد ä ÷ ے

«پر شاہ نجدوs زکی جو ¦یر sتھی وہ ¹ „ ÷اور ڈراؤ ãتھی، p! :v ~ äاس

w ~ایک Jو بردبار pش «و ¡رصائب الرا ñاور ® ‹ن 5Ðقات کی T

~ا sم کی سادگی Ìتھی اور بادشاہت کا رعب و وقار Ì Kاس باریا ! کے موقع پر ~ ä

|ت Èا < کی توzÜف ا دِ s ðکی طرف Kول کروا ðتھی اور sزکی موجودہ

حالت اور آÒ ہا &حات Ð 0¼رض نHåاس وقت تک ~ äحالاتِ sزکا 7ری

طرح _ · H7åاور ÷ی مدÜ © کی حاضری ا Ìباقی تھی۔ ا%Pادہ ولی Çونائب

ا Àہزرائل ہاðنس ا ÷ ßکی خدمت ~½، رت، öکے ªو (ہ کے 0 P

ۓ cوضات Kتھے جو ¢ Ìکہ قابل توzقرار د › fں گے۔ ÷یÕتھی اور

|ت Èا < äاجازت Ìدی تھی کہ مدÜëرہ پروا 3 پر حاضر خدمت fکرا L

cوضات †ø -ãتک àؤں۔ حالات ä (عدت نہ کی اور وقت ä ساBنہ دیا کہ

÷ی یہÕ7ری fCاور = " Bومرام آگے بڑŠ پڑا۔

p |ت Èا < ä ÷ی باریا ! کے موقع پر Tتوzاورا Ì ک Ð ÷ ے

cو çں کو عت فرمایا åا ÐQجرأت دلاðاور یہ ’یراس کے ³کے آر پر حاضر خدمت

کرتا fں اور |ت آن کو ¢دلاتا fں کہ اس Ð ÷ ÑÜف ا ل امر با Hوف

ì ۔نہ ~ ‰Ñ L اور دوست úد Ô fءکی طرح Åم وظائف کا اُ yوار fں، نہ

àت و بزرگی کا طالب ......(* å)

â ^ : |ت قائد 1ا – f ا âمو آمہ ?W ا¦ {الحسینی کے ساB ساB

âاب صاحب کے کاغذات ^ ~ ?W ا¦ {الحسینی کے بارے ~âاب صاحب کی

«5قات کا ذکر 5Ìجو "حد دلچسپ اور گراں قدر ¥مات پر Œ Ì-۔(%‰)

چار W3 تا 3 یا اور پانچ W ? ¦۱ {الحسینی ?W۱ اور K >۱ sمی ۱d
5Đقات کے لیے کہا۔ .یت pش « ®ومد بر قائد ۔۱ sم کا دردر کھے Œں
اور ‰ úں اور ¦ کے f ءقات 5Đ f ð ۔ f اب تک Z ۱ sمی (ئل اور
S î Mبراق کے بارے ~ W fCر ,, ۔اس Mکو 1تفصیل ÒĐ Hن کہا T
Đ ¥م f اکہ اگراس موقع پرا ,ں ä جرأت وا 4ل Đکام نہ 1 fتا تو براق Ñیف کے
£م پر .د -ں کا ïf جاتا اور یہ اقدام K۱ ¶اور çة ۱v کے ïپر È fتا Òن H
جاتا ۱کہ ۱د .۱ ÏÕ ~د -ار • کے پاس 9ے رو یا کر D ۔اس M Đ 0ہو
ßZ۱ ,ں äشا Hù اس کے ° = د Ø۔

?W۱ ¦۱ {الحسینی 5قات باز دید کے لیے آ ñ ۔š دعرب وشام، ¦اور
عراق Đترکوں کے ۱ òب و C پردیرتک W fCر ,, ۔ان کا ìل ۱کہ ۱ن ۱† ۱ Ø
کے زمانہ Đ -رپ äترکے âجو âں کے ذ ' ~۱ sمیں کی O ñقو è کے جذبات ۱a
۔K جذبات قو è ترکوں ä چہ ?ں،دردیر -ں اور Eaں ~ ; ñ جو ۱z ب
کا عاâدی ستâ ۔Ñیف @ کے » ودماغ پران ,, جذبات کا ºâ ۔۱ ôیز ä اس کو
یا اور وہ ان کی زد ~آ سکا۔

رات کے آ WJ ?W۱ کے پاس ملاقات ہے سکا۔ È۱ <Ñیف Z۱ 0 @
سا .شاہ sزا اور ۱ ÷ ۱† ۱v 0 @ والی Ñق اردن Đ¬رف f۱۔ 3 ä پردہ âں امراء
í Đ#طب ر ì ۔ y و *ن S î ©رآباد کے حالات ~ بڑی د pکا Ö۱ Hر۔ یہ Í
کرکہ ~ ä۱ Ïسال He ìچا، T تھے کہ ۱ن í Đ ۱ن ۱ 0 :دکی Dیت [
p۱ ¹ا- Ï fð Yں کہ ~ ä۱ 0 :دکی Óمت کے õ ۱و ç ئب صاف صاف
Òن G۔

Ñیف Z خاموش اور ¤ہ آدمی اور Ñیف ۱† v باتو ã، چرب زبان اور
قدرے f اور ۔Ñیف ۱† v ä Ñق اردن آ ä کی ملاقات دی، اور Ñیف Z ä عراق

~5قات کی اُ yظاہر کی۔(N zدے Đ)

$وم و ¦Èہ صاحب ا Ç مولانا ¦ا }الحسینی
? šا Yس وصدر >الا sمی الا d

و i ا ? مورt9 ا vوبرکاتہ۔ «ب کا گرامی نامہ وßل f ا۔ یادفرما کا ðا [یہ عرض
کرتا f ں۔ =یاد ا ٓکہ جب قد Ï ~ = «ب کی خدمت ~ *زحا Ý f åا۔ازراہ
کرم «ب ä =اس موÖ کی ہدائت دی تھی اور رعالم Œ » کے ساB اu ار Ì فرمایا
å۔ ÷ے لیے باعثِ õو ä ت f تا اگر اس ہدائت کو ل کر J Y pاس وقت Ì çفی چا „
تھی اوراب ä GG ر f ں۔آ J ماہ کی Ú سیاحت ä T Đ واپس آ کر Ü ف ایک ·
f Ì ¹Ý دیا Ì ۔نیز Œ ں o و l کی جو خدمات í Đ 0 ان کا« ضا ا ٓکہ
Kا ٓ Îیل (حاضری کی ^فی کروں۔

2 » Đ ÷ی دُعا ا ٓکہ خدا اس موÖ کو x ب کرے اور #ح و &ح l Đ
0 آپ کی ہر ?یز بارآور f ۔وا ? م

šmZc Z
kB gtgŠ
(38 *@35 ™) |135Z# g' 28c e2

53Š Y3ÕÑ J (^){Ò‡ g6 Z Z
gŠ kB gtgŠ [Za

â اب صاحب کے ^šا دِs ð کے دوران ا ¶ رالاہرام، الد * ا 6رہ اور ¦
کے ا ¶ رات و رسائل ~ جو¬رف اور اÚ و-شا ù f ñ اور جو … دس Ø ب f n ان کا
تر Àشا ù H جارہا Ì ۔(% A)

ا ÷ · درخاں کون ؟ æق æق کے لیے Ì *امراء اور ر ™ں کے مدارج

yو *ن ~ *Â م© آباد * yو ^ *را Ñ ا ÷ کی 5قات د أا ' ل ~ * ôفت
عرÔ کی °یف ا ÷ کی زبان ãـ

جب âاب · درخاں قاہرہ ~ اُترے تو ¬ ان کی تو z یہ ƒð کہا + ƒٹل کی ˆش کی
جا ñ T ðکوکو ^ ی یا کو ðæ قی ` تا ƒ ـ جب ان کوا + کو ð o سب ƒٹل نہ B تو 6 راً
ƒٹل æ و7‰% ~ فروکش ƒ ñ ˜ س × کم W مر L اورقاہرہ کی سب ì ƒ ’ ں ~ زیادہ
پر jن ì ـ ا ÷ موßف کے کردارو Ì ت کی خاص S : ت ~ Ð Ì کہ وہ æ قی اور
æقی والوں کے سا B ایک اُنس رکھ æ جوان کی W اور طرزِ † Ð Ì ظاہر ƒ تا ì ـ
گز ß Ð عالی مرسہ âاب · دریار حکk قاہرہ =یف لا ñ ـÂ م © آباد
(y) کے امراء ~ Ð ـ ان کا نام اور Äدو âں âاب · درخاں · دریار حکk ا اور
اس ا ÷ کا © آباداور yو *ن ~ خاص Ñف وا p ز ì جوان کے ا dا Ü ق اور D ومذہب
کے سا B ان کی وا A نہ ^ کے سب Ð ì ان کے نa م قاہرہ کے دوران ~ ان Ð
صاحب الدولہ @ س پاشاہ اور /خاß زاغلول اور دو uے بڑے اور نامور لوگوں ä
اس ƒٹل ~ 5قا ' X ˜ ں وہ Æ ے ƒ ñ ـ

ا ÷ موßف ایک دراز قامت a ڑے شا âں کے ـ ان کے n ہ Ð ایک وقار]
ì ، T ~1 ڑ ð ں کی Ï Õ ودانا ð اور جوا âں کی Ï È وجوش ò ا z ء5 قات
~ ا ,ں ä ¹ :

” ÷ا خاندان © آباد کے قد * خاندا âں ~ Ð ì T کے افرادا ÷ کے Ä
ÐŸ زر ì اوردو Ì سال Ð ان کو یہ S ¤ حا Ý Ì ‘ ـ

â ٹ : ¼ ,, رت کرم p ردہ ƒ ì T کے باعث پڑھی نہ جا m ـ (%Ą)

(ŽŽ gÑ Ž 6ƒ ‡Ò{(^) J Ñ 9ŠŠ 3Š5Š)
ãŽ[™ r5 Š Ž W ~

âاب ا ÷ ä ان تر a ت کے بارے ~ W کی جوا ,ں ä ^ کے اندر x ہدہ

K۔ان کو C(الد *ا 6رہ) کے ÒÚہ ä د í ا 'ل د Ú کی ملاقات دی تھی۔تا کہ وہ ان

ترª ت کے ایک U کا 5 ±کر , جو Sعت و ôفت ~ جاری f ñ۔O çا ,ں ä

اÁKیت Ð یہ ملاقات Jل کی اور ا 'ل کے د í کے Óم bں کا ç ¤H۔ا *دا é

زیدان جو ا 'ل کے دو ذمہ دار ایڈ ñوں ~ Ðایک ان کو سب حالات کا ç ¤کروایا اور

ان کو eیا کہ ان کے ا ¶راور رسالے کس طرح Zاوقات اور زبا âں ~ترقی کی 2 B

ðکر D ‹ اور ان کی Sعت اور ا گراف SÐعت کس طرح Cf ì۔âاب

صاحب äان qوں کو د Ú Ð "حد Ùpاور I ایدگی کا اÖH۔

ا *ذا éزیدان کی ¬رفی کارروا ðکے âاب صاحب ä ¹ :

” ~ äمر jم جر Yزیدان با âرسالہ ا 'ل کے Óم < ت کا .یت Øق Ð

_ Hì اور ان Ð = بڑی د p ر „ ì۔خاص کر ان کی Âب” Õنِ ا sم“ اور

دو uسے Óم [ں کی وہ Â Áجو عر !تار õکے Uؤں پر رو Ýڈا r اور عر !Õن و

یب کی بڑی p zرت ¦یر ¤ ۔اور اس کی Ì =بڑی Ùp Ïکہ ان کی یہ ساری

Â Áاُردو زبان ~ v f _ اور yو *ن کے اد 'ل اور عا <ں کے پاس بڑی

= qحا Ýکر _ جو اس کے 'کے W _ d ا،، Ïاور عر !pفت Ð

ی د pکے ÒÚہ “۔

âQاب صاحب äا *ذا éزیدان کی طرف áz f D f ñ ¹ :

” ~اس ¬اس é Ð کوسا ùåکہ Ç‡ (باپ ا L کے کی ¶ã

f تا ì1 ~ äاس éکی iصدا قت Üکہ مدیرا 'ل کے فرزندوں ~د @اور }

7د @“۔

~ا L ^کی Ç,ں کے [یہ کا hادا 7کر Yکہ ا ,ں ä ÷ سے ساB

برادرانہ صداقت اور Ç ‹ کا جو bہرہ Hاور نہ ~ گی ôفت کی گی اور & حس کی

°یف Öظ ~کر Y fں۔خاص کرد ا 'ل اور اس کے N)عی کے ç ¤ Ð ~

سب Ðزیادہ Oثر f ا T کے د í ~ ÷اگر XÙ Ð ا Lل f ا۔ان کے ا dÜق اور

ان کی اdقا / کی * ¶س ÷ے دل پر O ا î gڑ _ ۔

ساB „ ~ا L دوستúدعرفاãکا] یہ ادا %K Ì 7 رہ Y ، 2ں ä

اس ^کے ہر موقع § پر ÷ے ساB ر اورا Lعزیز وقت کی قربانی ã کر کے ا L ے اïس کا

ہر ماHb ۔ان کی وz Ð ^کی 1 اïباتوں کا =D ƒe ۔ا * دعرفاã yکی ôفت کے

ایکúÒہ اورا L ا¶رکی وz Ðوہ ^ی قوم کی ترقی اور ان کے کاروبار کا ¬رف

وy *Eں Ðکرا Dر T اور =7ری توقع ïکہ ان کی یہ خدمات yو ^کے روابط

کو مزید ا2ار کر äکا xلا ñگی اور دوâں ا ۰رایک دو uے Ðقریب ƒجا N گے۔

ا :Vرب ا ° = ۔

Š*gW©xÂ

âاب@وح Ðعالی قدر ــــÂم ©رآباد کے بارے ~جو yو *ن کے سارے

ر™ں ~سب Ðبڑے اور دُ *کے سب Ðزیادہ دولت qانسان ، جو Wکی اس

کاÜصہ -ں ì۔

آپ ä 1’’ ‹تاجدارÂم جو ÷ے آقا ñولی Ú ان کی /اس وقت ¢

سال کی ì ۔وہ اd½حا Ý Kƒ ñ ۔عر !وفار ïزبلاâں Ðبہp! واقف

اور اُردو زبان کے 4+ اہل ¯اور 1بڑے شاعر ، وہ فار Ï ~ Ìاd شاعری کر D

۔ا ïطرح وہ اôیزی ~ 4 + (د ï ۔Âم اKرعایا کو 1چا T اور ان

کو Ìان کی رعایا و („چا S اور ‹کر C ìاورا ïطرح وہ yو *ن کے سارے

âں کے دل ~ Ì)رکھے ۔

ــــÂم لاÅں رو [ہر سالEم و .ن کی اشاعت ~yچ کر D ۔ T

Ðا Kرعایا کو ; âنا ° د ì ۔ساB „ nاور اïات اور غر 'ں کی مدد ~ Ì

"دور$ روBچ کر D اورا Lا ,dاûمراور £شا „کے باوجود اKکو _Ð

روزانہ اKرعایا کے حالات Ðبا ر کے لیےpدبہ Ñ %باہر نکلتے ۔

رعایا کے حالات پر . و$باã کی ایکVل ان کی یہ ïکہ ایک مرûوہ را 5

Đباہرجار ì تھے کہ ایک kن ĐËغریب کی شادی کے با Zاور دðم دھام کے bہرÃ

آ ñ وہ ا Ï وقت ا K آاری رکوا کر شادی ~Ñیک f ñ ۔ Tکی و zدو Aاور شادی کے

áکی بڑیpÙاور بڑی عزت افزا ðf ð۔

Âر—م کی ریاست کے لیے ´حدہ wرے لا í ì۔ان کی فوج، 7 :، عدالت

اد¤H با Çالگ ì۔ان کے ڈاک کے [Ì ´حدہ ßھے، ان کے پاس دارا 8ب

Ì ì T ~ان ,, کے نام Đرو [اور n سئے' ۔ان کی عدالت اور ان کی $باã

Đان کی 7ری رعایا 7ری (وات کے سا B nر S ì۔

÷ے لیے اس وقت اس Đزیادہ —ر کی °یف e 7 کہ وہ ÷ے آقا اور

÷ے خداوندِ Ú ۔

$©Å
9ßy /Z(^){Ò‡ê g¶ Z
y ÷ Z

عالی مرسâاب · دریار حکk -کی ð کوا \ ریہ روانہ f ñ ۔âاب موßف

امراء ©ر آباد Đ ۔ Pâں قاہرہ ~ ªم کے دوران وہ توا äو اکرام کے مرکز ¶ر ì

^کے اور دو uے æقی " ں کے خاص خاص افراد ان کو خدا حافظ ì کے لیے آ ñ X ~

Đقابل ذکر ا *ذ ا£ز کی پاشا، ¦ †ال آل òی(K ر y و* ن { ^) اور ا *ذ

úدا £عرفا ãمدیر رسالہ ا s می ُ د *(y) اور ا *ÉG&* ن مدیر Ã خانہ عرب <و (ہ

ë ا اور F ا ôب Üف اس و z Đان کو الوداع ì آنہ ñ کہ زیادہ Wم Đâاب

صاحب کی راحت ~ نٗہ fں۔

اس کا D f| آکâاب صاحب موßف دو روز تک ا \ ریہ ~ ªم فرمار گے

Tکے ا zء ~ ہرا %&É ö ö / î لٰی پاشاہ اور %o دو uے ©م Đ5قات کر , گے۔

اس کے ˆوہ ¦اور دو uے عر ! ˜لک کے لیے روانہ fں گے۔

Ð ¯ÆàS ꝑ Ë ‰

^ ê ¯

حسؔ بات Ð درخاں · ب âب ا .¤

م©آباد کے 0 دلچسپ ¥مات Â

^کی سیا Ï حالت پر ûہ۔ا ÷موßف کی را ñصدرعرب < کے بارے ~۔

عالی قدر ب âدریار حبک Ð k جو ~ 5äقات کی، ¦کے نامہ óرکی W Ð،

اس موقع پر ان Ð W کا Q درج ذیل ì :

ì؟ HÑ کا سیاحت کی آپ ~ Ôعرک لک ˜ Œ

یف کی Ñام قرآن I Ð سب~ ان۔ اغراض Z کے ^ اس ے ÷ V t

اس آیت کر ` پر نے ïآ ک ‰ Ÿ ŝ ê ì Ê ìâ

ìÎ (À Ê) دو کہ وہ ز È { پر § کر کے دیکھیں کہ ان لوگوں کا ا م ÷ f جا ? Ð ¬

تھے۔اس کے ^ Çحاضر کے ‹اقوام کے حالات کا v x ہدہ کرنا ìتا کہ ان اقوام کے

در xن روابط کے قوی کر ä کے ا k نات کو a H جا ñ۔

Œ y و * ن ~ ‹دن کس طرح زندگی ¬کرر ì ؟

جو ì Ï نے کی اس ل V کی ان کہ گا ں½ یہ ~ 0 کے ں â‹ کے y V t

اند f ے ~ ì f اور آندھی کا آفان ì اس پر ^ رہا f تا۔ ë ÷ ì ل یہ آ ì کہ ان کی

حالات ان کے ¸Ç ں Ð 4 7 ì جو ¦وشام و ^ و (ہ ~ زندگی ¬کر D ۔

بڑی حد تک ان Ð x بہ ì۔ ÷ ì ل یہ آ کہ ایک ا ë تر + سیا Ï امر ³ Ð وہ گزرر ì

، T کے ³تکی 7 ðگو کر ä ~ ¢ی 7 کی جا سکی $۔

y کے ‹دن تو وہ Ëجو زما ä اس~ o کے راج پاٹ ~ ان کا ا ë کردار

رہا ì۔ایک عرصہ تک Ó مت ~ مد f Ù ان کو ä H@ آسا ã ~ لا کرڈال دیا å۔1

زما ä کے J ہا ð ں جب ä ر f ر کر Ë ا H تو وہ p اب ê Ð جاگ اُ ` ۔ان

کی Ëاری "وقت 7 ì T کی وzë کو اُ y آ کہ ان کا w تا ¯ک اور اُ y افزا ,,

ƒگا۔نہ Üف d DpÉ ، Q اور Ç âyں ~ ǐان کے اقدامات ! ای کی طرف
مائل ƒر ì ۔

ŒV ^ کے حالات حاضرہ کو آپ ä ùپایا؟

tV ÷ ے پاس Ú وقت 7 ǐ کہ ~ ^کے سیا Ï حالات کا ی Ã Ð v

xہدہ کروں۔ ÷ ے ǐل ~ وا §تو یہ ǐ کہ یہ n ç ÷ ے ^ی ¸Ç ں „ Ðزیادہ

mرکھا ì۔گو ëکو اس Ð m خاطر ضرور ìp1 داہل و íا L o کے r لحو ìان

Ðزیادہ وا / ارکھے اورو „ اس کے لیے لاÇ نے مرتب کر ـ ے =اس Ðزیادہ

اس کی ا ð ~ جا ä کی ضرورت 7 ì۔ا %ایک q جو ÷ ے لیے زیادہ ا ǐکا ا ^س

دلا _ ǐ ŒÈں کے ذی Dافراد، قائد + اور Z پار kں کے ارکان Ð5 قات ~ =

اس کا D ƒاوہ یہ ǐ کہ سب کے اندر قدر œک ǐ کہ ان ~ ا L yی › ¸Çں کے

لیے ے ^ردانہ جذبات کار فرما ۔

اس بات Ð =Ùp ƒð کہ ~ ŒÈä ں کے ‰ ذی Dلوگوں ~p فت اور

× Ð ‹د @۔ان کے ا ïر ~ توازن اور ¤گی ì1 =اس کا ا \ں ǐ کہ قاہرہ

کے ‰ø وف وا ǐjل ان کو گوشہ ò پر 8ر کرد ï ۔اس و z Ðان کی و I & 6ں

Ð oا .دہ 7کر Y۔

ŒV H ~ اُ yکر Y ƒں کہ آپ =©آباد Áکے 0 Â تفصیلی ¥مات

د , گے۔

tV ~ آپ کے اس ǐل کا [یہ ادا کرتا ƒں Yں کہ ~p د ì یہ چا L ƒں کہ

خاص آر پر ÷ ے ^ی اور â ¸ð ©آباد کے حالات Ðبا ¸ر جو | ~ y

کے سب Ð Ëار qں ~ Ð ǐاوروہ ان ا sی Óمت کے با ªت ~ Ð ìجو Ë

زما ä ~ m کے نام ŒÐÈں تا ǐتھی اور T پر Âم کا خاندان کو ðدو ǐسال Ð

اس پر عدل و (وات کے سا B xان ì ۔

اس کا رK۔اگر اس ~ ßبہ برار کو ǐشامل کر B۔½ã سارے -رپ کے

Ûرk کے برابر ìاور اس کی آبادی اُمردمÑری کی رو Ð جو دس سال ¬ ƒð تھی ایک

کروڑÓں پر Œ ì۔اس کی آمدã جو جا وں کی آمدã کے ´وہ ½ã۱۳ کروڑ رو [

سالانہ ì، گویا ïلاکھ ^ی 7نڈ کے برابر ì۔

اور ©رآباد کے جا دارا L قوں ~ x w رکھ ë تا۔ ریاست کے

Âم دا½ Ðان کا 7رابط ì۔ ان ~ ÐÒ کے پاس ±§ ت H عدالت اور

7 : کے ïخاص اOمات ۔

Óمت کا اOم ریاست ~ دُ * کے xÓá ں کے اOمات کے شُ ل ì۔

خاص کر دا½ ç5ت ~ ۔ ~ ^کے Âم Óمت اور ©رآباد کے Âم Óمت ~ ½ã

کو ðفرق Cں 7 کرتا۔ Óمت کی ایک <قاâن ساز ì، جو کہ قوا 2 کی úرC ì

اور اس وقت ~ ïاس کا ایک رÁ ƒں۔ اس کے ´وہ <Wی (عامہ) اور وزراء (بابِ

Óمت) ï ì۔

øرے قوا 2 برطاâ یÓمت کے قوا 2 کے áازی ر T ۔ تا ë Ãئرا sمی

کی ان کے اندر S àرعایت ر S ïاور øری Óمت ا L Óَ کاروبار 7رے ا 4ل

Ð م د î ì۔ وہ بادشاہ کے نام Ð n ¯C ïاور اس کی فوج اور فو Y ç5ت خاص

اور x ۔

øرے موجودہ بادشاہ کا نام âاب ÷ ¢ن Z خاں ۰ در ì۔ ان کا خاندان . یت

ناموراور Ñیف تر + خاندان رہا ì۔ ا d |ت ¡ی آر پر . یت نادر ïت Ð é

۔ وہ تد Ûوسیاست کی 1 ی Î 1úú رکھ ۔ سا B „ . یت D دوست اور D

پرور ۔ ان کے رو × اور نا قابل فراموش کارناموں کی تفصیل د ¶ یا اس کی Ü چا •

°یف کر ä Ðقا Ü ƒں۔ ایک © لی وا § ان کے رعایا پروری کا ان کے ¯ ñ ƒ ñ

تالاب جو ©رآباد کے ایک بڑے رKکو § ب کر D ۔

اور سب Ð بڑی خدمت قومی جا e¢ 6 کا ªم ì T ~ ZEم و . ن کی

مادری زبان ~ ½ƒC ì ÉŒں ¹ Ï dÂ1ں کے تر § ں کا اOم Ì ì جو

!ی کے ساB جاری ìŒا ںô یزی زبان Ûلو ãزبان کی w Ð 2ð جQ ì ۔

دارا n Àکا خاص کارنامہ یہ ìکہ جدید Eم و .ن کے 1 Ð ا ~حات کا اس

ä ا Kزبان ~تر Âکر 1 ìاور ½ ãیہ وہ اq ہtز ìاجوا ìتک عرب ”ں کو ìحا Ý

7 fا۔

©ر آباد کے جا دار 1 Ð ۔ g L بڑے 5کران کی ®اد ½ ãâ Î

(900) ìا۔ان ~ ‰ 1بڑے امراء Xکوامراء پا ¨ہ ë ا۔ان ~ Ðبڑی

پا ¨ہ کی سالانہ آمد ãچا :لاکھ رو [ìا۔اور وہ جا دار جو ایک ہزار Ðلے کر ایک لاکھ

رو]تک سالانہ آمد ãرکھ 1 Ð ۔تا ëیÓم جا دارر Kد Á Ðر ¸ یا

قرابت 7رکھ Éان کو یہ جا ,ان کی خدمات کے A ~ ±اOمات ~¬ون کی

Ñط پر دی ۔

یہ سب oاور قوم کے ساB 7ری طرح ^ردی رکھ اور جب Lضرورت f

اKفوج کے ساB oکی مدد کر äکے لیے تیار اور 7ری جاں ری کے جذبات کے ساB

oکے لیے قربا ãد ¶اور مدا fکر äپر آمادہ اور Fمر ûاس کا oiت Ì H7

ìاس لیے Óمت کو ìان پر 7ر اOد ì ۔

©ر آباد کے ‹ دن ا Lفرماں رواں کے زیر سایہ ترقی کے oزل ðکرر ì

اگر حالات ا ìطرح ان کے (عدر ìتو ضرور وہ دُ * کے Ëارقوموں کے دوش بدوش آ [[۔

|150ø / 28Qg XÔ² Z Î Z

Ë ا < Zاورا ÷ † ا vکی ا Lوالد کے مزار پر حاضری

گز ¸ Ôات کے دن شام کے سات W Ë ا < اور عزت .ب ا ÷ † ا vاور

ا ÷ Õ(y7 آ الذکر ہر دو qن Ð ï ñ) بہ_ا „فواد بک نے وطاہر بک راشد پاشا

خزاعی و † ا vپاشا دار و و (ë(جو Ñق اردن کے ذی وجاہت لوگوں ~ Ð اور ان کا

ا Lل àاšYس کے Î Ð ¬بہ £م (ریاHکا)اوران کے وفد کے ارکان ~
]فنہ کا òپاشا + اور ¤آبان ·آ ,ی وجاãو Gبک + وا ³بک + و
ا Xف بک ¶ö و (ë àاšYس کو =یف لا ñ۔
Tوقت یہ سب |ات <ا sمی ا dکے kن کو ãتوا eوٹ روvا šرف
اور dخانہ ا s ðکے Cء äباقاعدہ sمی 7کی۔ یہ لوگ ðڑی دیر آرام لیا کے ^
مر jم °لت. ب @کے مزار کی زیارت کے لیے =یف لے ‹۔ ,ہ کے پاس قاری
· ^ی äقرآن Ñیف کی دس آ t ^وت Xاور مر jم کی روح کو %ثوا Nل ابH۔اس
کے ^یہ لوگ yو *ن کے ر 7رمولانا ·Z مر jم کی Gپر فا Bپڑھی۔Q çہ Ñیف
جا کرلاَ ز f اب ادا کی۔ ^ازاں Ê ا <Zاوران کے d ز_ا „ <ا dکے ¤
...ب صدر کے سا Bا ³بک + کے kن کو آ ñ ˜ں (×کا ا Oم åاوراس ملاَات
~ |ات âاب ·دریا رحکیا k(< ©ڈ آباد کے M) Ìاملاَ تھے۔
Q -کے دن Ê ا <دوے u dزا ا ôب کے سا Bز Úا - K ا ¶ ~ادا
کی اور Qدوبارہ والدمر jم کے مزار پر فا Bدی۔اس کے ^ ³بک + کے دولت خا äکو
=یف لے ‹ ˜ں دو Pکے 3 äکا ا Oم Hکا å ˜ں آپ کے سا Bہا ð—— و
]فنہ صد Ê ,یہ اور <ا sمی ا dکے صدراورا *ذا Xف بک + ¶ö اور F
دوے u dزا ا ôب تھے۔
3 äکے ^ Ê ا < eو vا ôب کے ا Xف بک + ¶ö کے kن کو
› ˜ں آپ کا .یت شاندارا Lل f ا۔Q چار Wسب موٹروں کے ذر =oن کو واپس
f ñ۔

] ‡5Ð u ĘÉ Õ Š -

۱۷/آذر ۱۳۴ ۱اف۔Ü صہ W ñ -سف Õ É ǐL ÀÉ جوابات الزامی تھے
جو عالم ا sمی کے ترکوں کے سا Bبرے کا |ک ³å ۔ yو *ن ä سارے زمانہ حکیا k

~ترکوں کو ½ã ۲ ہزار 7 ٹڈ ª½ã ساڑ ñ âکھرو B f اور یہ رو B ایک g L ñ
Óمت تر Éکی آمد ãکے برابر Ì 7 ì pاس کے برÜف y و* ن کی فوجوں ä
¦وشام ~اور عراق ~ ëکو جو v ن àیاوہ بزرگ تر ì ا۔ا ÷ ß äایک *
~õÒ یHن کہ Üف اس کی امداد Ð ا ô یز ¦وعراق پر قا * f n ۔Äراغلول
ä ^ کے لیے ا 4 ل ا K اس امداد کے ç وضہ ~ Ĥا جو ¦وشام ~اور sز ~
^ی فوجوں ä ا ô یزوں کو دی تھی۔ اس Ǫم تار] |کے ^ ë کوا ج ا y s م کا £
د ¶ والے ‹ ن غور کر , کہ ë 2 ں ä b Î برس Ð ا s م کے لیے Ơ p ن · یا اور
اب Ì ä کو تیار ‹ ن یاوہ 2 ں ä ø رے Üف کا فروں کو امداد دی۔
ر ,, قو ا 2 s م کی p ~، یہ کو o ~ نہ f ð جو ë Ð ¹ جاتا ìا گر }جزءً
تھی تو ë ä 6 راً کل کو p یل H ۔قوا 2 s م ,, کوا L حسـ ø حال ¯نا õ ل اور f ءآ ء
Ð ایک (حسکlk مول ل Ð å ۔ ú دعادل ä اس n کی حسکlk کر کے ان Ð ا L لیے h
ا ن دحا Ý H å اور ë ڈیڑھ Î سال Ð ا س کا « ضا کر D تھے۔

Ä ô ~^

|ت قائد ا جب » بار س پاشاہ Ð Y › اور W P خاص ا ë) ئل پر
f ä والی تھی تو á ن f ا کہ شاید Ç آ ر پر عر ! زبان ~ ا Ö رِ ì ل نہ کر Ã گے۔ اس لیے
ایک قادیا ã + کو جو وہاں موجود تھے تر (ن کی w Ð ا B لے › ۔ P 4 تک W
Cf ر ,, ۔ ~ ä C ں H کہ ÷ ے تر (ن صاحب ÷ ی Ç Ç (ã 7 کرر ì
اس لیے ~ ä ان کو در x ن Ð ا لگ کر دیا اور س پاشا Ð ¹ کہ ” Ü ÷ا کام ì '
آپ کا کام ì ۔ ¦ کو واحد، واحد کو ½ا اور مذکر کو ¸ نث 1 لوں تو ç ف فرما اور |م ™
k‘ ‘۔ اس کے ^ راست W ¹ دیر تک f ð ۔دو u ے رو ن â اب صاحب کو ¹ À f ا
کہ ^ کے ا i |¶ روں ~ ان کی ¦ یر ¾ _ ìا اور ایک ¬ رفی â ٹ کـــــا ì T کا
Ä ان یہ å ” © ر آباد کا ایک â اب جو عر ! b ح ~ W کرتا Ì‘ ۔ (™31)

+ç ·Å Q

|ت قائد I ä س پاشا 5Ð قات کے ˆان „کے ذر =H Äزاغلول

اُم ا· ç+ کی خدمت ~O sم zایا۔ س پاشا ä ~ &مانت داری قائد مر jم کا

ہدیہ D à f ñ اُم ا· ç+ پر ان تاثرات کا Ì Öرفرمایا جو قائد مر jم کی 5قات Ð

آپ کے «ودماغ پر مرتسم f ñ۔اُم ا· ç+ جوسارے ^ ب Ì)©لی ا Ì

کی حامل ر „ O¹ ثر f N اور یہ Ñ %قائد I 5Ð قات کی Õ ~ ااز I

ا :ع کے%مو7‰ % f ٹل کے اس #ہ تک =یف لا N ˜س قائد I } تھے۔ آء

ا ·ق Ð اس وقت #ہ خالی å Y ں کہ قائد I tکی غرض Ð باہر =یف لے › تھے

H Äزاغلول O کارڈ g ڑ واپس f ا، جب شام کے وقت قائد I K ªم گاہ لو L تو

f ٹل کا پر وپرا> قائد I کے قدم a t کے لیے آگے بڑھا۔ آپ ä و7z h تو اس ä

جواب دیا کہ قائد I ‰% ¶ن ^ کی بدولت » د i مو7‰ % f ٹل کو اُم ا· ç + ä

ا L قدوم)لزوم Ðæ ف فرمایا ورنہ یہ X دت ا Ð ½ , نہ f ð۔دو u ے روز

قائد I ä اُم ا· ç + Ð بازدید کی 5قات فرما ð۔

Ý¬^

^ „ کے زمانہ ª م ~ قائد I کی ایک ^ی عالم Ð Ë c ب Â کے بارے

~ رد وقدح f ð 2 ں ä بالآ y قائد I کے ا + لال کو t کر کے K ا جدید مر û ¹ ~

ا & ح فرمالی۔

b#zb & Ùç

Ö ~ ª م کے دوران جب â اب صاحب ä د ¬ کہ i% K f ñ جا â روں

کے ڈ f ے کے ڈ f پڑے f ñ اور قربا ã کا گوشت گڑ ð ں ~ دفن H جارہا i تو آپ

ä Ó مت کو t ارہ دیا کہ اس کو جدید 6ð طر h ں Ð ô ظ کر کے برآمد H جا ñ اور اس رقم

Ð ›â ں کی Ùç & ح و#ح کا کام ا م پا ñ۔

محمد عبدالرشید انجینئر پربھنی

شیخ عمر سیلو پربھنی

محمد عزیز پاشاہ حیدرآباد

بہادر یار جنگ کی کتابوں کی اشاعت کے سلسلے میں مالیہ کی فراہمی کا مسئلہ درپیش تھا، اس خصوص میں مخلصینِ ملت کی مشاورت سے ایک پروگرام طے پایا، جس پروگرام کے میرِ کارواں محمد عبدالرشید انجینئر جو پربھنی کے سرسید کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں، انھوں نے اس خصوص میں اپنے اور اپنے رفقاء سے معاونت کا راستہ ہموار کیا اور یہ کتابیں جو اشاعت پذیر ہوئیں اور ہو رہی ہیں، اس میں یہ پہلی کتاب کلیۃً رشید صاحب انجینئر کے عملی تعاون کی رہینِ منت ہے اور الحمدللہ اس خصوص میں مزید مخلصین نے بھی اس کام کو آگے بڑھانے میں عملی تعاون کیا ہے۔ انشاءاللہ قائدِ ملت کی سوانح کے علاوہ دیگر کتابیں بھی جو قائدِ ملت سے متعلق ہیں، اب شائع ہوتی رہیں گی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

سوانح نگار

شمیم احمد پربھنی

محمد شہاب الدین انصار حیدرآباد

محمد بشیر احمد پربھنی

عبدالماجد پربھنی

چاند پاشاہ واڑی

A.A. Graphics, Ph : + 91- 9246152456